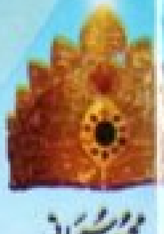




محبوبِ سبحانی
شہبازِ لامکانی حضرت شیخ
عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

بزمِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تہذیب

ابو الطیب محمد شریف عارف نوری نقشبندی

جیلانی بکڈپو

بزمِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

محبوبِ سبحانی شہبازِ لامکانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تہذیب

ابوالطیب محمد شریف عارف نوری نقشبندی (میروالی)

نذیر سنز پبلشرز
۴۰-اے اردو بازار ○ لاہور

۱۹۹۳ء

نذیر حسین نے
زاہد بشیر پرنٹرز سے چھپوا کر
نذیر سنز پبلشرز ۴۰۔ اے اُردو بازار لاہور سے شائع کی
قیمت : -/90

ISBN 969-465-079-8

عُنوانات

تقدیم

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے ذاتوں اور قبیلوں کی تقسیم کو انسانی معاشرے میں باہم شناخت کی ضرورت کا لحاظ فرماتے ہوئے مناسب جانا۔ انسانی تخصّص و تشخّص کے لیے جہاں انسان کو اشرف المخلوقات اور احسن التخلیق گردانا وہیں عالمِ انسانی میں انبیاء ومرسلین علیہم السّلام کی فضیلتوں کے اختصاص کو بھی نمایاں کر دیا اور ان میں بھی فضیلتِ کاملہ اور سیرتِ مطہّرہ کی عطا فرمودگی سے خاتم المرسلین رحمۃٌ للعالمین سرورِ کونین احمد مجتبیٰ حضرت محمّد مصطفےٰ علیہ التّحیۃ والثّناء کو جامع الصّفاتی کا وہ یگانہ و جداگانہ مقام عطا فرمایا جس کی نہ کوئی دوسری نظیر موجود ہے اور نہ مثال، نہ ایسے کسی گمان و امکان کی اب کوئی گنجائش ہے!

ایک تفریقِ ایمان و اعتقادات کی بنیاد پر قائم و دائم چلی آ رہی ہے۔ کوئی مسلمان ہے، کوئی نہیں ہے، کافر، ملحد، مشرک، منافق اور دیگر مذاہب کے پیروکار تمام کے تمام اہلِ ایمان کے برعکس ایک ہی گروہی اجتماعیت رکھتے ہیں۔ اسی بنیاد پر ہم کسی فرد یا گروہ کو مسلم یا غیر مسلم قرار دیتے ہیں۔

قرونِ اولیٰ سے مسلمانوں کا جائزہ لیا جائے تو بہ آسانی اس محیط الادوار حقیقت کا علم ہو جائے گا کہ ذاتی مقام و منصب کے علاوہ بھی مسلمانوں کے تین واضح درجات متعیّن کیے گئے ہیں۔ کلمۂ طیّبہ پڑھ کر اپنے عقیدہ و ایمان کی درستی کا اعلان کرنے والا مسلمان ہے۔

قرآنی تعلیمات اور سیرتِ مقدسہ کو اپنانے کی سعیٔ جمیلہ کرنے والا مومن ہے اور پرہیز گاری اختیار کرنے والا متقی ہے۔ یہ تخصیص مدارج عقائد و اعمال کی مناسبت سے ہے۔ مخصوص اعمال اور مخصوص کردارِ حیات کی مناسبت سے غور کریں تو بڑی دلچسپ درجہ بندی سے متعارف ہونے کا موقع ملتا ہے۔ حضور نبی کریم رحمۃٌ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی رفاقت آپ سے عشق و محبت، آپ کے احکام کی تعمیل میں پیش رفت اور مختلف النوع فرائض کی نوعیت سے درجات و مقامات کی ایک وسیع دنیا مشاہدے میں آجاتی ہے۔ مثلاً سب سے پہلے ایمان لانے والوں کو دیکھا جائے تو بالغوں، بچوں، ضعیفوں اور خواتین میں تقدمِ ایمان کی فضیلت رکھنے والی شخصیتیں ہمارے سامنے ہیں، قبولیتِ ایمان کی مناسبت سے ایک فہرست ہمارے سامنے آجاتی ہے۔ غارِ ثور کی رفاقت بعثت کے بعد کی مثال ہے۔ قبلِ بعثت بھی تمام رفاقتوں کے حوالے موجود ہیں۔ ازدواجی رفاقتوں کی ایک الگ فہرست موجود ہے اور تمام کی تمام ازواجِ مطہرات اُمہات المومنین کے مناصب جلیلہ پر فائز ہیں۔ بدر و اُحد کے اصحابِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فہرست الگ مرتب کی گئی ہے۔ کاتبانِ وحی کی ایک الگ جماعت موجود ہے۔ خلفائے راشدین کا تسلسل خلدِ نظر ہے۔ اہلِ بیتِ اطہار کے فضائل عالم آشکار ہیں۔ اصحابِ صفہ کی الگ تفصیل جاذبِ نظر ہے۔ سردارانِ سریہ کے اسمائے گرامی سے آگاہی میسر ہے۔ شرکائے غزوات اور شہدائے غزوات ہمارے علم و خبر کا منبع ہیں۔ شہیدِ اوّل کی جاں نثاری تاریخ کی جاتابی کا موجب ہے۔ حفاظ کی الگ حیثیت ہے۔ غازیوں کا اپنا مقام ہے۔ شہدا کے لیے الگ بقائے دوام ہے۔ مختلف ذمہ داریوں اور فرائض کے رُخ سے مختلف مدارج و مناصب کی تفصیلات موجود ہیں۔ عشرۂ مبشرہ کی خوش بخت جماعت نظر افروز ہے۔ پھر صدیق، شہید، صالح، زاہد، عابد، ساجد، ذاکر، معلّم، خطیب، امام، غازی، مجاہد، عادل، منصف، صوفی اور ولی بغرض ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے اصحاب یعنی

درجہ بندی کے ایک مہکتے ہوئے چمنستانِ حیات کے تمام گلہائے رنگارنگ اپنی اپنی الگ الگ خوشبو لٹاتے نظر آتے ہیں۔

جہاں حضور نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کی حیاتِ مقدّسہ میں ایمان وابستہ جلیل القدر شخصیت ہیں صف صحابہ میں شامل ہیں۔ ایمان کی حالت میں صحابہ کرام کو دیکھنے والے تابعین کرام کے خطاب سے یاد کیے جاتے ہیں۔ اور تابعین کرام کے صحبت نصیب اہلِ ایمان تبع تابعین کی صفیں آراستہ کیے نظر آتے ہیں۔ تقدّم و تاخّر نے ان کے فضائل و مدارج کی حقیقت و نوعیت نمایاں کی ہے۔

عالمِ اسلام کی تاریخ تقویٰ بلاشبہ ہر دور میں بکثرت ایسے عظیم الوقار انسانوں کی سیرت اور اُن کے اصلی و ذاتی کردار کی انفرادیتیں آشکار کرتی چلی جاتی ہے جو اپنے اعمالِ صالحہ اور علوم مرتبتی کے سبب فضائل و محاسن کے مختلف خانوں میں بیک وقت نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔ یہ اپنے اپنے ریاض اور اپنی اپنی بلند بختی کا معاملہ ہے۔ پروردگارِ حقیقی جسے چاہے جس طرح چاہے اور جتنا چاہے نواز دے، کوئی اس کی عطا و نوازش کو روکنے والا نہیں۔ کرم کا ایک بحرِ بیکراں موّاج ہے جسے چاہے وضو کی توفیق دے دے، جسے چاہے غسل کروا دے اور جسے چاہے عمر بھر تیرا تا رہے۔

مسلمانوں کی تاریخ میں تصوّف و طریقت کی بعض تفصیلات نے اپنے قارئین کی ایک جماعت کو صیدِ اشکال بنا رکھا ہے یہی سبب ہے کہ بعض افراد شکوک و شبہات کا شکار محسوس ہوتے ہیں۔ حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیم نے اصحابِ صفّہ کی ایک ایسی جماعت بھی تشکیل فرمائی جسے حصولِ معاش کی عمومی ذمّہ داریوں سے آزاد فرما کر بذاتِ خود ضروری کفالت کا بار اپنے مبارک شانوں پر اُٹھالیا۔ انھیں کھلے ملے معاشرے سے الگ تھلگ رکھا۔ وہ پانچوں وقت آپ کی ہی امامت میں نمازیں ادا کرتے، آپ کے خطبات و ارشادات سے اوروں کی طرح مستفیض ہونے

کی سعادت حاصل کرتے جو صاحبِ علم تھے وہ دوسروں کو تعلیم دینے کا فریضہ نباہتے۔ غرض جو اُمور انہیں تفویض کیے گئے ہمہ وقت انہی کی بجا آوری میں دل وجان سے مصروف ومنہمک ہوتے۔ دراصل اس طبقۂ اخیار کو سیرتِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک ایسا مخصوص ومنفرد پرتو قرار دیا جاسکتا ہے جو بظاہر معاشرے کی عمومی تمدنی زندگی سے ہٹ کر صرف اپنے محبوب اور سچے محبّ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اشارۂ ابرو کا منتظر ہوتا۔ اصحابِ صفہ کی جماعت ایک مخصوص تربیت کے مراحل سے گزاری گئی۔ یہی سبب ہے کہ ان کے اخلاق وکردار میں خود عہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ معاشرے کے وہ اجتماعی تمدنی اثرات موجود نہ تھے جن سے بقیہ تمام اُمت فیضیاب ہو رہی تھی۔ یہ اصحابِ جلیلہ اپنا تمام تر وقت ذکر واذکار اور عبادات ونوافل میں گزار دیتے۔ ہر فرد کسی نہ کسی عمل میں اختصاص کا حامل تھا۔ چونکہ مشیتِ الٰہیہ اپنے تضاداتؑ اور تنوعات کے سبب کائنات میں کبھی یک رنگی پسند نہیں رہی۔ اس لیے اصحابِ صفہ کی زندگیوں میں تجرد بھی نظر آتا ہے اور تقویٰ وطہارت کے وہ مقامات بھی دکھائی دیتے ہیں جن تک ہر فرد کی رسائی ناممکن محسوس ہوتی ہے۔ دراصل ان کے ریاض اور زہد واتقا کا ایک جداگانہ عالم زندگی میں روحانی ارتفاع کا ایک ایسا اَبدی منظر پیش کرتا ہے جس میں انسان حُبّ الٰہی کی انتہاؤں تک پہنچ کر اپنے ماحول اس کے مطالبات اور اپنے وجود کی حیات سے بھی یکسر بے نیاز ہو جاتا ہے۔ قربِ الٰہی کو اپنا مقصدِ اوّلیٰ بنا کر تربیت کے ان مراحل سے گزرتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارۂ ابرو نے مرتب فرما دیئے تھے اور جن کی عمومیت میں اُمتِ مسلمہ کے تمام دیگر افراد کو شامل کرنا ضروری نہ جانا۔ یعنی اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایسی مستقل جماعت اپنے جداگانہ تخصص کے ساتھ اس طرح قائم کی گئی کہ ان کے اتباع کی شرائط دوسروں پر عائد نہیں

کی گئیں ۔ مجھ گنہ گار نے جب تصوّف و طریقت کے میدانوں کی سیر گرفتگی اختیار کی، یقین کرنا پڑا کہ یہ سلوک و معرفت کا ایک ایسا جدا گانہ عالم ہے جس کی حدود اصحابِ صفّہ کے مبارک و مقدّس حلقے سے جا ملتی ہیں ۔

مسلمانوں میں چار واضح فقہی مسالک موجود ہیں جن میں ظاہری طور پر طریقت کی واضح تعلیم نہیں ملتی لیکن بزرگانِ سلف کے اخلاق و کردار اور اعمال و اقوال کے حوالے دستیاب ہو جاتے ہیں ۔ جہاں تک اربابِ طریقت کا تعلّق ہے یہ اساسی و اصولی نکتہ ذہن میں رہنا چاہیئے کہ آغازِ طریقت کے لیے اتمامِ شریعت کی شرط رکھ دی گئی تاکہ اصل و فرع دونوں ممیّز رہیں اور شریعت پر کوئی نامناسب خارجی بار نہ ڈال دیا جائے ۔ سلسلہ ہائے طریقت میں چار واضح سلسلے موجود ہیں جن کے شجرے ہر صاحبِ سلسلہ کے پاس بمناسبتِ سلسلہ موجود ہوتے ہیں ۔

پانچواں مشہور سلسلۂ اویسیہ غائبانہ روحانی سلسلۂ طریقت قرار پایا ۔ اس کی وضاحت یوں کی جاتی ہے کہ حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بظاہر مجلسِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں شریک نہ ہونے کے باوجود حضور نبئ کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصّلوٰۃ و التّسلیم سے قلبی و روحانی تعلّق کے سبب حضور علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کے تصرّف غائبانہ کے باعث براہِ راست حضور سرورِ کونین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ مطہر سے فیضیاب رہے ۔ نجانے وہ کون سے عوامل تھے جن کے سبب حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بالطّبع انہیں تسلیم کرنے میں اِبا محسوس کرتے رہے ۔

سلسلۂ نقشبندیہ حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے باقی بنیادی سلاسل بابُ العلم حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ سے نسبتِ انسلاک رکھتے ہیں ۔ سلسلۂ سہروردیہ حضرت شیخ شہاب الدّین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، سلسلۂ چشتیہ حضرت سیّد مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور سلسلۂ قادریہ حضور غوث اعظم حضرت شیخ

عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے متعارف و مشتہر ہوا۔

ولایت اور ولی کے سلسلے میں اپنی معروضات پیش کرنے سے قبل اس حقیقت الامر کی جانب اشارہ موزوں محسوس ہوتا ہے کہ مناصب ولایت کی مزید چار خانوں میں تقسیم عمل میں آئی ہے یعنی اغواث، اوتاد، ابدال، اقطاب اصل بنیادی مناصب ہیں۔ ولی کو قرآن کریم نے اللہ کا دوست قرار دیا ہے۔ دوست کہہ دینا عام رواج کے مطابق بہت آسان ہے لیکن دوستی کا حق نباہنا اور وہ بھی اللہ تعالیٰ سے دوستی کا حق نباہنا پُلصراط پر تسلسل سفر کے سوا اور کچھ نہیں۔ بالعموم جتنی آسانی اور جتنی کثرت سے دوست کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے اتنی ہی سنجیدگی اور غور و تعمق سے اس کی معنوی پہنائیوں تک رسائی کا اہتمام نہیں کیا جاتا۔ دوست کا مزاج بھی محبوب کے مزاج کی طرح بہت نازک و لطیف، زود رنج اور حساس ہوتا ہے۔ منصور کو عوام کی سنگباری سے وہ تکلیف نہ ہوئی تھی جو شبلی کے پھول پھینکنے سے پہنچی تھی۔

اللہ تعالیٰ سے دوستی کے موضوع کی وضاحت چند جملوں سے تو کیا چند کتابوں کی تحریر سے بھی ناممکن ہے۔ یقیناً دوستی کے لیے دوست پر مکمل اعتماد باہمی روابط کی شرط ہے۔ روابط کا ایک ایسا رشتہ قائم ہو جاتا ہے جو عام طور پر احباب کی مجلسوں میں نظر آتا رہتا ہے۔ دوست کو یہ ناز کہ میرے دوست کو ہر طور پاسِ دوستی ہے اور اس یقین کے ساتھ کہ دوست فی الواقعی محسن و مخلص ہے، بے لوث و بے ریا ہے اور مراسم دوستی میں کوئی آلائش و آلودگی شامل نہیں ہے۔ ولی کی اللہ سے دوستی دوہری نزاکتیں رکھتی ہیں کہ یہ بندہ و آقا کی دوستی ہے نہ آقا کے منصب جلیلہ پر کوئی چھینٹا پڑ سکتا ہے نہ آقا اپنے دوست بندے کو حالات کے دھارے پر بے یار و مددگار چھوڑ سکتا ہے۔ یقین و اعتماد کی اس فضا میں آقا اپنی احدیت و

صمدیت، خلاقی و کبریائی اور ذات وصفات کی جملہ انتہاؤں کے ساتھ حقِ دوستی کی برکتوں سے نوازتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو دوست کہہ دینے یا تسلیم کر لینے کے بعد اپنے دعوے سے دستبردار ہونا بتقاضائے مشیّت اور بعنوانِ قدرت گوارا نہیں کر سکتا۔ اس لیے جسے اپنا دوست قرار دے دیا اُسے بھی معیارِ دوستی کا اہل دیکھنا چاہتا ہے۔ اِخلاص و دوستی میں کوئی تصغیر یا کوتاہی اسے بھی قبول نہیں اور وہ اپنی تمام تر بندگی کے ساتھ آقا سے دوستی کا رشتہ نباہنے کے لیے آقا کی ہر نازک و لطیف اور عظیم و جلیل منصبی حیثیت کی تقدیم و تکریم کی پاسداری کے لیے اپنی تمام اعلیٰ اصلاحیتیں صرف کر دینا لازم جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کو دوست قرار دیئے جانے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اسے اپنی خدائی اور کبریائی میں شرکت یا دخل کے لیے کھلی چھٹی دے دے یا اپنی خلاقی و کبریائی کے باوصف بذاتِ خود بندگی کی سطح پر اُتر آئے یعنی یہ ایک ایسی دوستی ہے جس میں اپنے اپنے مناصب اور اپنے اپنے مقام اور اپنی اپنی حیثیت کے قیام و استقرار کے ساتھ بندہ و آقا ایک دوسرے کا حقِ دوستی نباہتے نظر آتے ہیں۔

کسی شخص کو ولایت کا منصب عطا کرنے اور اپنا ولی بنا دینے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اُسے لازماً صدورِ کرامات کی اہلیت بھی عطا فرما دے مثلاً انبیائے کرام علیہم السلام کو نبوت و رسالت کا منصب عطا فرماتے ہوئے اس منصب کو تابعِ معجزات نہیں بنا دیا جاتا۔ معجزہ دراصل کسی نبی یا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی ساختہ پرداختہ قوت و صلاحیت کا نام نہیں۔ اس حقیقت کو دو طرح واضح کیا جا سکتا۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انبیائے کرام و مرسلین عظام علیہم السلام کا وجود بذاتِ خود اپنے معاشرے اور ماحول میں اپنے متبعین و منکرین سے تقابلی صورت میں ایک عظیم اعجازِ مجسم کی حیثیت رکھتا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذاتِ الٰہی نے تابعِ

معجزہ نہیں رکھا معجزات انبیاء و مرسلین علیہم السّلام کو اُن کی منصبی تائید کے لیے عطا فرمائے جاتے ہیں جو ان کی الوہی نسبت ثابت کر دیتے ہیں۔ ایسے معجزات بعض انبیاءُ و مرسلین علیہم السّلام کے لیے مستقل حیثیت کے حامل ہوتے ہیں اور بسا اوقات کسی وقتی ضرورت و اہمیت کے پیشِ نظر ان کا صدور ہوتا ہے۔ دوسری نوعیتِ معجزہ یہ ہے کہ مشرکین، منکرین، ملحدین، کفّار و منافقین کی جانب سے امتحان و آزمائش کے لیے نبی علیہ السّلام کی خدمت میں کوئی ایسا خرقِ عادت سوال اُٹھا دیا جائے یا کوئی ایسا مطالبہ پیش کر دیا جائے جو نہ پہلے اپنی کوئی مثال رکھتا ہو اور نہ حال میں کوئی نظیر موجود ہو نہ عام انسانی عقل ایسے کسی وقوع کا امکان و گمان رکھتی ہو۔ سوال کرنے والے صرف اپنی بصیرت و آگہی کے زور پر کوئی ایسا ناممکن العمل یا ناممکن الوقوع مسئلہ تصنیف شدہ صورت میں پیش کر دیتے ہیں۔ جہاں انسانی اختیار و قوت کی تمام راہیں مسدود نظر آئیں یعنی اگر کوئی نبی ہے اور اللہ کا فرستادہ ہے تو اس ناممکن الوقوع مسئلے کے حل یا سوال کی تکمیل کے لیے اپنی خداداد اہلیت یا براہِ راست استمدادِ الٰہی سے اپنی منصبی سچائی ثابت کر دے۔ اسی لیے بعض انبیائے کرام علیہم السّلام کو ایک ایسی جاری و ساری صلاحیت و قوت عطا فرما دی جاتی ہے جو حسبِ ضرورتِ زماں کسی خرقِ عادت کے صدور و ظہور سے منکرینِ حق و صداقت کو ہمیشہ کے لیے لاجواب کر دے۔

ایک دلچسپ صورتِ حال یہ ہے کہ ہر کافر و مشرک نے ہر نبی و رسول علیہم السّلام کے عہد میں ہمیشہ اس حقیقتِ صادقہ کو نظر انداز کر دیا کہ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر اور علیم و خبیر بھی ہے۔ ہر انسان کے ذہن میں پیدا ہونے والی ہر سوچ کا وہ نامعلوم ہمیشگی سے جزئیات کے ساتھ مکمل علم رکھتا ہے۔ کبھی ایسا ہوا ہے نہ کبھی ایسا ہونا ممکن ہے کہ ایک بات اللہ تعالیٰ کے لیے ورائے علم ہو اور کسی حادثے یا اتفاق

کے سبب اضافۂ علم کا باعث ہو۔ اہلِ ایمان کے لیے تو ایسا گمان بھی کفر ہے۔ سوال کرنے والا یہ کہاں جانتا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے موجود ہے اور اس کا علم ہر شے پر محیط ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے، جب چاہے، جس طرح چاہے اور جو چاہے کر گزرے، وہ تو ایسے ہر سوال کرنے والے کے سوال سے بھی باخبر چلا آ رہا ہے اور ایسے ہر سوال کا توڑ بھی جانتا ہے۔ دوسری طرف علمِ انبیاء علیہم السلام کی تین حتمی صورتیں بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ انھیں جتنا چاہے علم عطا فرما دیتا ہے اور انسانوں سے اللہ تعالیٰ کے چاہنے اور اس کے علم عطا فرمانے کی حد بندی یا درجہ بندی قطعیت کے ساتھ ناممکن ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو بذاتِ خود اپنے خداداد شعور و بلوغ سے علم ہو جائے یا وحی و الہام علم و خبر کا ذریعہ بن جائیں۔ تیسری صورت اس حقیقتِ صادقہ پر مبنی ہے کہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام اپنی طرف سے کچھ کہتے ہیں نہ کرتے ہیں، ان کا ہر قول و فعل مشیّتِ الٰہیہ کے تابع اور اذنِ الٰہی کا معمولِ مطلق ہوتا ہے، وہ جو کچھ کہتے یا کرتے ہیں وہ حکمِ الٰہی کی تعمیلِ تامّہ کے سوا کچھ اور نہیں۔ ایسی کتنی ہی مثالیں ہمارے سامنے موجود ہیں کہ بعض مواقع پر کچھ معاملات کے سلسلے میں حضور نبیٔ کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم نے ادھر توقّف کیا اُدھر جبرئیل امین فوراً حاضرِ خدمت ہوئے اور گوش گزار کر دیا کہ اس مسئلے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے۔ یہ سارا عمل بڑے سے بڑے کافر و مشرک یا ملحد و منافق کی تمام تر چالاکی و طبّاعی کے باوصف نگاہوں سے مخفی رہتا ہے اور نبی کا جواب یا اس کے انوکھے سوالوں کا جوابی عمل نبی کی صداقت کا ناقابلِ تنسیخ ثبوت بن جاتا ہے۔

انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی طرف سے اپنے مخاطبینِ سوال کو ساقط و صامت کر دینے والا عمل یا ارشاد ہی وہ منصبی لاجوابی ہے جس کے سبب ہر دور کے اغیار و

کفّار ورطۂ حیرت میں غلطاں انگشت بدنداں نظر آتے۔ اس وضاحت سے یہ تصدیق بھی ہو جاتی ہے کہ انسانی ذہنوں کی ساختہ پرداختہ کوئی ماورائی، طلسماتی، غیر فطری اور انوکھی بات ایسی نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ یا کسی مبعوث رسول و نبی کے لیے بھی خرق عادت ثابت ہو۔

معجزات کا سلسلہ تو خاتم النّبیین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ختم ہوُا صرف وہ معجزات جاری وساری حیثیت رکھتے ہیں جن سے تا بہ قیامت اسلامی عظمت و عزیمت ایک چیلنج بن کر قائم رہے گی مثلاً قرآن کے تحفّظ کا دعویٰ جس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمّے لے رکھی ہے۔ یہ اسلام کا ایسا معجزاتی چیلنج ہے جس کا رد کسی غیر اسلامی قوت و شخصیت کے پاس پہلے کبھی تھا نہ آئندہ ایسا کوئی اشتباہ ممکن ہے۔

اولیائے کرام کو نیابتِ الٰہی کا منصب خواہ مخواہ عطا نہیں کر دیا جاتا پہلے وہ اتباعِ رسول کے معیار پر اپنا مسلمان ہونا ثابت کرتے ہیں پھر اپنی سیرت و کردار و عمل کو مستقل تبلیغ، تحریک اور دعوت کا رنگ روپ فراہم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دوستی یا اللہ تعالیٰ کے دوست ہونے کا یہی صاف و صریح مطلب ہے کہ ایسا ہر مدعی اللہ تعالیٰ سے اپنی دوستی کا دعویٰ کرتے ہوئے اُسی معیار تک پہنچنے کی تگ و دو میں لگا رہتا ہے جو نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ نے مبلّغین کو دیا ہے۔

ابتدا میں یہ ذکر آچکا ہے کہ مختلف ملّتِ اسلامیہ کے افراد بحیثیتِ مجموعی مسلمان تو ہیں اور اسلام کا عقیدۂ صادق ہی ان کی پہچان بھی ہے لیکن انفرادی حیثیت اور تخصّص کے لیے سیرت و کردار، اخلاق و عادات، عبادت و ریاضت اور تقویٰ و طہارت کی ذاتی فتوحات کے سبب الگ الگ مناصب کے اہل قرار پاتے ہیں۔

ایک شخص نمازوں میں زیادہ منہمک رہتا ہے، ایک زیادہ سے زیادہ روزے رکھنے کا شائق ہے، ایک تسبیح و تہلیل کا عادی ہے، کسی کا چہرہ جہاد میں شرکت کے تصوّر سے ہی گلاب ہو جاتا ہے، کوئی عدل و انصاف کے اسلامی تقاضے پورے کرنا ہی اپنا ایمان سمجھتا ہے، کوئی زکوٰۃ ادا کرنے میں عُجلت کرتا ہے اور پائی پائی کا حساب رکھتا ہے، کوئی صاحبِ حیثیت صدقہ و خیرات کے علاوہ بھی ہر کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینا اپنی عادت بنا لیتا ہے، کوئی تعمیرِ مسجد میں لگا ہے، کوئی مسجد کی آرائش و صفائی میں، کوئی جاں تاب اذانوں سے فوز و فلاح کی دعوت عام کرتا ہے، کوئی حفظِ قرآن کی سنّت پر عامل ہے، کوئی سیروا فی الارض کی تعمیل میں قدرت کے نو بہ نو مظاہر دیکھتا چلا جاتا ہے، کوئی مہمان نواز ہے اور میزبانی اس کے لیے موجبِ راحت ہے یا کوئی غریبوں کو پیٹ بھر کھانا کھلا رہا ہے، کوئی پیاسوں کے لیے سبیلیں سجا رہا ہے۔ غرض اسلامی تعلیمات کی ہر شق سے کسی نہ کسی کی خصوصی دلچسپی کے ان گنت مناظر دیکھنے میں آتے ہیں اور اُسی نسبت سے وہ شخص متعارف ہو جاتا ہے۔

متذکرہ چند اور دیگر ایسی تمام باتیں فی الاصل اللہ تعالیٰ کی توفیق ارزانی سے ہی ممکن ہوتی ہیں۔ ایک مسلمان اپنی سی کوشش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی استمداد اس کے لیے راہیں آسان بنا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اس اَمر کا دعویٰ فرمایا ہے کہ اس نے کوئی ذرّہ بے مقدار پیدا نہیں کیا۔ اس کائنات میں ہر ذرّے کی جُدا گانہ قدر و قیمت، ضرورت اور اہمیّت ہے۔ کافر و مشرک بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے ہیں اور انسانی معاشرے میں ان کا بھی ایک مختص کردار ہے۔ پھر بھلا مسلمانوں کی بے مقصدیّت وہم و گماں کے دوائر میں کہیں سما سکتی ہے؟

انسانوں کو ایسی بہت سی عمومی یا خصوصی رنگ رکھنے والی صلاحیتوں سے نوازا جاتا ہے جن میں ان کی ذاتی کوشش انہیں رُو بہ اقبال و ارتقاء کر دیتی ہے اور

وہ اپنے کسی شعبۂ خاص میں درجۂ اختصاص و کمال حاصل کر لیتے ہیں۔ لیکن یہ حقیقت ہمیشہ نگاہ میں رہنی چاہیئے کہ انسانی وجود میں تمام خوبیاں اور جملہ کمالات محض اکتسابی ہی نہیں بلکہ چند اوصاف و کمالات ایسے ہیں جو خالصتًا ودیعتِ الٰہی قرار پاتے ہیں اور ان کے حصول میں اخذ و اکتساب کے تمام قرینے ساقط و جامد ہو جاتے ہیں مثلاً آرائش و زیبائش کے تمام حربے کسی عورت کو نگاہوں میں کُھب جانے والے اور دل میں اُتر جانے والے خد و خال مہیا نہیں کر سکتے۔ حُسن ایک خداداد نعمت ہے اسی لیے حُسن ہر وجود کا نصیب نہیں، بناؤ سنگار وقتی جاذبِ نظری کا اہتمام تو کر دیتا ہے لیکن حُسن کے فطری نقش و نگار تخلیق نہیں کر سکتا۔ آواز بھی ایک نعمتِ خداوندی ہے۔ دُنیا میں تمام زن و مرد گلوکار نہیں پھر آوازوں کا سمعی تاثر بھی مختلف ہوتا ہے اس لیے ہر گانے والی ملکہ نور جہاں یا لتا منگیشکر نہیں، ہر گانے والا مہدی حسن یا رفیع نہیں۔ عقل سب کو عطا فرمائی گئی لیکن دانش و حکمت ہر نصیب کا حصّہ نہیں اور اس میں بھی کمال و فضیلت ہر دانش ور کو نصیب نہیں:

ع یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے۔

ع خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد۔ یہ کوئی سرسری بات نہیں علم و خبر کی انسانی انتہاؤں نے اس حقیقت کو مجبور ہو کر تسلیم کیا کہ جملہ تضادات اور تنوعات حقیقتًا قدرتِ الٰہی کا اعجاز ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ختم المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلم کے بعد انبیاء کو مبعوث فرمانے کا عمل ساقط کر دیا اور اپنی منتخب کردہ محبوب ترین شخصیّت پر نبوّت کے اتمام و اختتام کا اہتمام ضروری سمجھا انہیں دوسروں سے ممیز کرنے والی تمام فضیلتیں خود عطا فرمائیں۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد

سیرت و کردار کی جملہ صفات کے اعتبار سے اتباعِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلیٰ و ارفع نمونوں سے دنیا کی نگاہوں کو ہمیشہ کے لیے محروم رکھا جاتا اس لیے اللہ تعالیٰ کی مشیت و حکمت نے سیرتِ مطہرہ کی اتباعی نوعیت کو قابلِ عمل ثابت کرنے کے لیے تسلسل و تواتر کے ساتھ ایسی شخصیتوں کو پیدا فرمانے کا اہتمام کیا اور ہر زمانے اور ہر گروہ میں ایسے نمونہ قرار پانے والے افراد پیدا کر دیئے جو اُسوۂ حسنہ کی مناسبت سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مکارمِ عالیہ کے زیادہ سے زیادہ متبع ثابت ہوں۔ ایسے ہی افراد کو دُنیا اولیأ اللہ کے نام سے جانتی ہے۔ ان کے وجود سے جب صُدورِ صفات کی عزیمتیں عالم آشکار ہوتی ہیں، ان کے لیے بھی منصبِ نبوت کی عملی تصدیق و توثیق کا اہتمام ہو جاتا ہے جن کی آنکھیں بُعدِ زمانی کے سبب عہدِ نبوت کی مُعجزہ کاریوں سے براہِ راست خیرہ نہ ہو سکی تھیں۔ اولیأ اللہ دراصل اپنے اپنے عہد میں یقینِ رسالت کا عملی ذریعہ بن جاتے ہیں۔

اہل اللہ کی سیرت، عملی کردار کی وہ خوبیاں نمایاں کرتی ہے جن کی مقناطیسیت اپنے معاشرے اور ماحول کے افراد کو اپنے دائرۂ اثر میں لے آتی ہے جہاں ایسی عالی سیرتی اپنی مقناطیسی گرفت میں آنے والوں کو رفتہ رفتہ نہایت غیر محسوس تحریک و دعوت سے رجوع الی اللہ کی راہیں دکھا دیتی ہے۔ ان راہوں کی قدرتی کشش بالآخر تیز رفتار پیش رفت پر آمادہ کر دیتی ہے۔ ترغیباتِ نفس کی چٹانیں ریزہ ریزہ ہو جاتی ہیں۔ شیطانی مداخلتیں بے دم ہو کر سرک جاتی ہیں۔ صراطِ مستقیم خم و پیچ کے بغیر صاف ستھری نظر آنے لگتی ہے۔ مراحل سفر آسان ہو جاتے ہیں اور منزلِ مقصود بہر استقبال خود چلی آتی ہے۔

زیرِ نظر تالیف "مواہب الرحمٰن" اور "الفتح الربانی" کے ناموں سے شائع ہوتے والے ارشاداتِ غوثِ اعظم کی ماخوذ مترجم کتاب ہے اس کی ترتیب و تہذیب جناب ابوالطیب محمد شریف عارف نوری نقشبندی (میر دوالی) نے انجام دی ہے۔ یہ کتاب دراصل تشنگانِ معرفت و علم کی تشنگی کا ایک لطیف ازالہ ہے۔ جن افراد کو حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

کے نام اور طریقت میں ان کے تصرف کی شہرت سے تھوڑی بہت واقفیت ہے انہیں اس حقیقت کا علم نہیں کہ موصوف کس قدر عالی دماغ، زیرک، طبّاع، استدراک و عرفان کے حامل اور کتنے بڑے متبحر عالم تھے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیرت و کردار کی ہر خوش عملی کو متابعت رسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے معیار و سطح کے مطابق منارِ نور بنا کر اپنے عہد کو تجلّی افروز کیا۔ اس کا علم تو کم و بیش ہر مسلمان قاری کو ہے لیکن اپنے خطبات، ارشادات، انکشافات، فرمودات، مجلسی گفتگو اور انفرادی یا اجتماعی تکلّم و خطاب کے ذریعے، حیات و کائنات کے لاتعداد مسائل پر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حقیقت و صداقت کی جو قندیلیں روشن کی ہیں، ان کی ضیا پاشیوں سے مکتسب ہونے والے بھی کلّی واقفیت نہیں رکھتے۔ بالعموم اس حقیقت سے بے خبر نظر آتے ہیں کہ ان کی عالمانہ تبحّر نے قرآن و احادیثِ مقدّسہ کے زیرِ اثر مسائلِ حیات اور معاملاتِ کائنات کے جو اسرار و رموز منکشف کیے ہیں ان کی وسیع ترمعنویّت کے دائرے صرف انہی کے دَور تک محدود نہ رہے بلکہ ان کا علمی فیضان ان کے بعد بھی تسلسل و تواتر کے ساتھ نسل در نسل صدیوں تک اس طرح محیط رہا کہ نہ تو حال کا علمی دائرۂ اثر ان کے فیضانِ جاریہ سے خارج ہے نہ آنے والے زمانوں میں ایسا کوئی اشتباہ قرینِ قیاس ہے۔ اس دعوے کا بنیادی سبب یہ ہے کہ بذاتِ خود حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قرآن و سنّت پر عامل بھی تھے اور اپنے دَور میں اس کے محرّک و داعی و مبلّغ بھی! ان کا تمام عرفانِ حقیقت اور انکشافِ صداقت قرآن و سنّت سے اس طرح مربوط رہا کہ اس میں کسی تحریف و گریز کا شائبہ گزرتا ہے نہ اختراع و ایجاد کا!۔ قرآن و سنّت سے ان کے اسی انطباقِ کلّی کے سبب اللہ تعالیٰ نے عزّ و فضیلت کی وہ نعمت عطا فرمائی جو کم کم دوسروں کو نصیب ہوئی۔ ان کا اصل کمال پیروئ سنّت اور تعلیماتِ اسلام کا ہمہ وقت اہتمام ہی تھا۔ بدقسمتی سے لوگوں نے ارادت و عقیدت کے مختلف

خودساختہ قرینے اپنا کر انہیں بھی اپنے صنم خانۂ احترام کا ایک ساکت و جامد بُت
قرار دے دیا اور ان کی اصل مساعئ جمیلہ سے بے خبر ہو گئے جو فروغ اسلام کے لیے
ان کی عملی، علمی اور تبلیغی حوالوں سے آج بھی قابلِ تقلید ہیں۔ علماء نے ہمیشہ اسی نقطۂ
نظر سے ان کی خدمات کا جائزہ لیا ہے اور صرف خارجی عقیدت رکھنے والوں نے ان
کے نام کے نعرے لگانا ہی کافی سمجھ لیا اور خود اپنے کردار میں عملی تطبیق کے روشن
حوالے ترتیب نہ دے سکے۔

مجھے یقین ہے کہ زیرِ نظر کتاب کے قارئین خود کو سطحی مطالعے کی عمومی روایتی
بدعت سے محفوظ رکھتے ہوئے علم و عرفان کے تناظر میں اسے اپنے قلوب و اذہان
و ارواح میں جذب کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔

انوار القرآن پبلی کیشنز۔ سلطان باہو سٹریٹ فاروق آباد ضلع شیخوپورہ نے بشدت
اس علمی ضرورت کا احساس کیا اور پاکستان کے اس تعلیمی دور میں جو مغربی افکار و نظریات
اور توضیحات و کلیات کی خوشہ چینی کو ہی بدقسمتی سے علوم و فنون کی اصلی علامت سمجھ
بیٹھا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے ایک عہد آفریں خاموش مبلغ کا بیانِ حقیقت علمی
دنیا کے اس تفوق کی نشان دہی کرتا ہے جو بعثتِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد
صدور و ظہور کے تمام کڑے مراحل طے کر گیا۔ بے شمار عنوانات کے تحت اعجاز و اختصار
کے پیرائے میں نہایت جامعیت کے ساتھ وہ نکات و کلیات واضح کر دیئے گئے
ہیں جن کا حقیقی انکشاف حاصل کیے بغیر صداقت آفریں قرینے سے اس کی علمی حیثیت
اور وقیع معنویت کا احاطہ ناممکن ہے۔

متوقع ہوں کہ "بزمِ غوث اعظم" کی اشاعت سے معاصر علمی حلقے ضرور پورا پورا
استفادہ کریں گے اور اس پیشکش کے ذریعے ناشر، مؤلف اور مترجم تینوں بھی صاحبِ کتاب
کے ساتھ عنداللہ ماجور ہوں گے۔

سیّد انوار الحق ظہوری

تقریظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سیّد عبد القادر جیلانی قدس سرّہٗ النّورانی طبرستان کے شہر جیلان کے قصبہ نیف میں شبِ یکم رمضان، عینِ تہجّد کے وقت آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ ولادت کے ساتھ ہی احکامِ شریعت کا اس قدر احترام تھا کہ آپ رمضان بھر دن میں دودھ نہیں پیتے تھے۔ ایک مرتبہ ۲۹ شعبان کو چاند کی رویت نہیں ہوسکی، لوگ تردّد میں تھے لیکن مادرزاد ولی تھے۔ صبح کو دودھ نہیں پیا بالآخر تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ آج یکم رمضان المبارک ہے۔ پورے عہدِ رضاعت میں آپ کا حال یہی رہا کہ آپ رمضان بھر دن میں دودھ نہیں پیتے اور افطار کے وقت دودھ پینے لگتے تھے۔

جب آپ چار سال کے ہوگئے تو آپ کے والدِ محترم سیدنا شیخ ابو صالح جنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بسم اللہ خوانی کے لیے اُستاد کے پاس بٹھایا۔ اُستاد نے کہا پڑھو بیٹے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آپ نے بسم اللہ کے ساتھ ساتھ اٹھارہ پارے زبانی پڑھ دیئے۔ اُستاد نے حیرت کے ساتھ دریافت کیا یہ تم نے کب پڑھا اور کیسے یاد کیا۔ آپ نے فرمایا والدہ ماجدہ اٹھارہ پاروں کی حافظہ ہیں جن کا وہ ورد کیا کرتی تھیں، میں شکمِ مادر میں تھا تو یہ اٹھارہ پارے سنتے سنتے یاد ہوگئے تھے۔

۴۸۸ھ میں اپنے والد ماجد ابو صالح موسیٰ جنگی سے بیعت ہو کر سلسلۂ حسینیہ میں خلافت پائی۔

سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی نے جیلان میں قرآن شریف ختم فرمایا اور چند دینی کتابیں پڑھیں۔ والد ماجد کے انتقال کے بعد گھر بلو کام انجام دینے کے بعد باقی وقت والدہ محترمہ کی خدمت میں صرف فرماتے تھے۔ ایک دفعہ آپ ۹ ذی الحجہ عرفہ کے دن ہل اور بیل لے کر کھیتی باڑی کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ نے صدائے غیبی سنی یا عبدالقادر مالهٰذا خلقت۔ یہ فرمان خداوندی سُن کر آپ لوٹ آئے اور مکان کی چھت پر چلے گئے اُس وقت آپ کی نظروں سے تمام حجابات اُٹھا دیئے گئے اور کھلی آنکھ سے میدانِ عرفات اور حاجیوں کے رُوح پرور اجتماع کا مشاہدہ فرمایا اور والدہ محترمہ سے واقعات کی نوعیت بیان کی اور درخواست کی کہ میں دینِ الٰہی کی خدمت کرنا چاہتا ہوں، اُس وقت بغداد مقدس مرکزِ علومِ الٰہیہ، صاحبانِ فضل و کمال اور اصحابِ علم و حال کی آماجگاہ تھا۔ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کو کشف سے یہ ساری کیفیات معلوم ہو چکی تھیں۔ بغداد میں حضرت حمّاد بن مسلم کے علاوہ دیگر علماء و فضلاء کے فیضانِ صحبت سے جی بھر کر سیراب ہونے کا موقع ملا۔ جن کے علوم کی روشنی میں تقویٰ و پرہیز گاری کی راہ حاصل فرمائی اور تحقیق و تدقیق کے ساتھ علوم و فنونِ روحانی سے اپنا دامن بھر لیا۔

بغداد میں قاضی ابو سعید مبارک مخزومی کا بہت بڑا مدرسہ تھا جس میں وعظ و ارشاد کے علاوہ تشنگانِ علومِ دینیہ کو درس بھی دیا کرتے تھے۔ قاضی صاحب کو جب آپ کے روحانی علم و فضل و کمال، علمی استعداد و صلاحیت اور فہم و فراست کا اندازہ ہو گیا تو آپ نے اپنا مدرسہ آپ ہی کے سپرد کر دیا۔

حالات کے پیشِ نظر آپ نے آس پاس کے مکانات خرید کر مدرسہ میں شامل کر کے از سرِ نو تعمیر کرائی جس سے مدرسہ دو چند سے زائد وسیع ہو گیا۔ یہ عظیم الشان مدرسہ آپ کے

اسمِ گرامی کی نسبت سے مدرسۂ قادریہ کے نام سے ہنوز موجود ہے۔
زیرِ نظر کتاب سیّد عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی علمی تبحّر، فضیلت، احکامِ خداوندی اور فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، علومِ دینیہ اور روحانی فضل و کمال پر تحقیقی تدوین ہے۔
"بزمِ غوثِ اعظم" کے مؤلف و مترجم ابو الطیب محمد شریف عارف نوری نقشبندی میروالی حال فاروق آبادی ضلع شیخوپورہ نے اس کتاب سے موجودہ عہد میں وابستگانِ تصوّف و طریقت کی تشنگی کے ازالے کا اہتمام کیا ہے۔ ابتدائی صورت میں یہی کتاب عربی زبان میں "مواہب الرحمٰن" اور "الفتح الرّبانی" کے ناموں سے مصر میں شائع ہوئی۔ اسی کا ماخوذ مواد تفہیم کی آسانی کے لیے مضامین کی مناسبت سے مختلف عنوانات کی تخصیص و تعیین کے بعد شائع کیا گیا۔ وہ حضرات بھی جو ناشناسِ تصوّف ہیں اس کے مطالعے سے اپنے شکوک و اشکال کا تشفی بخش جواب حاصل کر سکتے ہیں۔ اس خدمت کے لیے مؤلف مبارک باد کے مستحق ہیں اور اُمید کی جا سکتی ہے کہ اَجر و ثواب سے بھی نوازے جائیں گے۔

بیگم سیّدہ رحیم غیاث ایم۔اے
صدر نشین، ظہوری اکیڈمی
بادامی باغ۔ لاہور

اپریل ۱۹۹۲ء

بصد عجز و نیاز

رہبرِ شریعت و طریقت، معدنِ معرفت، سیّاحِ لاہوت،

عالی قدر، والا مرتبت، سیّدی و مرشدی سیّدنا سیّد

غلام رسول شاہ خاکی مدظلہ العالی

کی

خدمتِ اقدس میں نذرِ پُرخلوص

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

ذرّۂ بے مقدار

عارف نوری

اِنکشاف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دنیا اور آخرت کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا :-
جاننا چاہیئے کہ دُنیا سرتاپا حکمت و عمل ہے اور آخرت تمام کی تمام قُدرت۔ اس لیے دنیا کی بنیاد حکمت پر ہے اور آخرت کی بنیاد قُدرت پر۔ اس لیے تو دارالعمل دارحکمت کو نہ چھوڑ۔ عمل کیے جا اور اُس کی قُدرت کو دارِ قُدرت میں عاجز نہ سمجھ۔ دارِ حکمت میں عمل کیے جا اور اُس کی قدرت پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جا تو قدرت کو اپنے نفس کے لیے عذر نہ بنا کیونکہ نفس اُسے حُجّت بنالے گا اور عمل کرنا چھوڑ دے گا۔ تقدیر کا عذر قرار دینا کاہلوں کی دلیل ہے۔ تقدیر کا عذر بنانا غیر اوامر و نواہی میں ہوسکتا ہے نہ کہ عبادت و فرائض میں۔

مومن کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا۔

جاننا چاہیئے جو مومن ہے وہ نہ تو اس دُنیا کی طرف سکون کرتا ہے اور نہ اس چیز کی طرف جو کہ دنیا میں ہے اپنا مقسوم لے لیتا ہے اور قلب سے اللہ تعالیٰ کی طرف یکسوئی کر لیتا ہے۔ یہاں پہنچ کر ٹھہر جاتا ہے یہاں تک کہ اُس سے دنیا کی سوزش دُور کر دی جاتی ہے اور اُس کے قلب کو دربار خداوندی میں داخل ہونے کی اجازت دے دی جاتی ہے۔ اُس کے باطن کی سفارت اس کے باطن کو قلب کی طرف اور قلب کو نفس مطمئنہ اور فرمانبردار اعضاء کی طرف لے جاتی ہے تمام اعضاء پر اُسے قابو مل جاتا ہے وہ اسی حال میں ہوتا ہے کہ یکایک اُس کے متعلقین سے بے نیاز بنا دیا جاتا ہے اور درمیان میں آڑ کر دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اس مخلوق کی بُرائیوں سے کفایت کرتا ہے اور سب کو اُس کا فرمانبردار بنا دیتا ہے اور اس کے اور اُن کے قلوب میں خود حائل ہو جاتا ہے یہ بندہ خدا تنہا اپنے رب تعالیٰ کی معیت میں باقی رہ جاتا ہے گویا مخلوق اس کے اعتبار سے پیدا ہی نہیں کی گئی تھی گویا سوا اس کے اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ کی کوئی اور مخلوق ہی نہیں ہے، اس کا رب فاعل مختار ہوتا ہے اور یہ اُس کا محل فعل خدا اس کا طالب وہ اس کی اصل اور یہ اس کی فرع باقی رہتے ہیں۔ یہ غیر اللہ کو پہچانتا ہی نہیں اور نہ اس کے ماسوا کو دیکھتا ہے۔ جب پھر چاہے گا اُس کو مخلوق سے مخفی کر دیتا ہے۔ پھر جب چاہے گا اُس کو مخلوق کے لیے کھڑا کر کے درمیان میں انہیں کی مصلحتوں اور ہدایت کے لیے اُس کو موجود کر دے گا اور یہ بندہ رضائے الہٰی

کے لیے مخلوق کی تکالیف پر صبر اختیار کرتا رہے گا۔

اہل اللہ کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم عالی میں حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:

جاننا چاہیئے کہ اہل اللہ دلوں اور رازوں کے محافظ و نگہبان ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی معیت میں قائم غیر اللہ کی معیت سے جدا، اُن کا ہر عمل خدا تعالیٰ کے لیے ہوتا ہے نہ کہ غیر اللہ کے لیے۔

پھر فرمایا:

اے منافق تیرے پاس تو اس قوم کی کوئی خبر ہی نہیں ہے اور نہ ایمان سے کوئی خبر اور نہ اللہ کے اُنس سے کچھ خبر، تو تُو محض بے خبر ہے عنقریب تو مرے گا اور موت کے بعد شرمندہ ہوگا۔ تو نے محض زبان کی فصاحت پر قناعت کر لی ہے دل کو گونگا بنا رکھا ہے۔ یہ تیرے لیے نافع نہیں ہے۔ فصاحت قلبی کی ضرورت ہے نہ کہ فصاحت زبانی کی۔ تو اپنے نفس پر ہزار بار رد اور دوسر دل پر ایک مرتبہ۔ اے مردہ دل، اے اولیاء اللہ سے بغاوت کرنے والے، اے مسرف، اے خودی ماسوی اللہ میں مشغول ہو کر اللہ تعالیٰ سے دُور ہو جانے والے اس طور سے رو یا کر۔ اے خدا میں گونگا تھا۔ پس تو نے مجھے گویائی بخشی پس میری گویائی سے مخلوق کو نفع دے اور میرے ہاتھ پر اُن کی کامل اصلاح کر دے ورنہ مجھے میرے گونگا پن کی طرف لوٹا دے۔

پھر فرمایا:

اے قوم میں تجھ کو خونی موت کی طرف بلاتا ہوں اور خونی موت کیا ہے نفس

اور خواہش اور طبیعت اور شیطان اور دنیا کی مخالفت کرنا اور مخلوق سے علیحدگی کر لینا اور ماسوی اللہ کا فی الجملہ چھوڑ دینا۔ تم سب ان حالتوں میں جہاد کرو اور نا اُمید نہ ہو کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر روز ایک جُدا شان میں ہوتا ہے۔ اُس سے مقدر کے مطابق سوال کرو، اُس سے تمہارا سوال بحیثیت قُدرت ہو نہ کہ بحیثیتِ حکمت۔ ہمارا سوال باعتبار اُس کے علم کے ہو نہ کہ باعتبار تمہارے علم کے تم اُس سے دلی راز کے ساتھ سوال کیا کرو نہ کہ زبان کی تیزی و طراری سے تمہارا سوال تمہارے علم و قدرت کے سمندر دل سے ہٹ کر ہو تم اُس کی حضوری میں تمام چیزوں سے مفلس ہو کر قیام کرو، تم اُس پر عامل و حاکم نہ بنو اور نہ ہی اُس پہ اپنا مرتبہ اور عقلمندی بگھارو اور نہ اپنی تدبیر دل سے اس کی تدبیر کو رد کرو، تم جاہلوں کی طرف التفات نہ کرو جو کہ اپنے علم پر عمل نہ کرے وہ جاہل ہے اگرچہ کیسا ہی زبردست حافظ اور معنیٰ کا جاننے والا کیوں نہ ہو۔

علم و عمل کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:۔

جاننا چاہیئے کہ تیرا علم سیکھنا بغیر عمل کے تجھ کو مخلوق کی طرف لوٹا دے گا اور تیرا علم پر عمل کرنا تجھے اللہ کی طرف پہنچائے گا اور تجھے دنیا سے بے رغبت کر دے گا اور باطن سے بے خبر بنا دے گا۔ ظاہری ٹیپ ٹاپ سے تجھے باز رکھے گا اور باطن کی آراستگی کا تجھے الہام کرے گا۔ ایسا ہونے پر اللہ تعالیٰ تیرا کارساز و متولی ہو جائے گا کیونکہ تجھ میں ایسی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکوں کا والی ہو جاتا ہے ان کے ظاہر و باطن دونوں کی کارسازی فرماتا ہے، اُن کے ظاہر کی حکمت کے ہاتھوں سے اور باطن کی اپنے علم کے

کے ہاتھوں سے تربیت فرماتا ہے۔ نہ تو وہ غیر اللہ سے خوف کرتے ہیں نہ ہی غیر اللہ سے اُمید رکھتے ہیں ان کا تمام لین دین خدا سے اور اُسی کے راستہ میں ہوتا ہے۔ وہ غیر اللہ سے وحشت کرتے ہیں اور اُسی سے مانوس رہتے ہیں اور اُسی سے سکون حاصل کرتے ہیں۔ یہ آخر زمانہ ہے اس میں بہت کچھ تغیر و تبدل ہو گیا ہے نبوت کا زمانہ دُور چلا گیا ہے یہ زمانہ نفاق اور اُس کے چلن کا ہے۔

منافق کے عمل کی حقیقت کا انکشاف

حضور غوثِ پاک نے ایک بزمِ پاک میں منافق کے عمل کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

اے منافق تو دنیا اور مخلوق کا بندہ ہے اُن کے دکھاوے کے لیے تمام عمل کرتا ہے اور اپنی طرف اللہ تعالیٰ کی توجہ و نظر کو بھلا دیا ہے، ظاہر تو یہ ہوتا ہے کہ تیرے عمل آخرت کے لیے ہیں حالانکہ تیرا عمل اور قصد محض دنیا کے لیے ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ اپنے آپ کو عمل آخرت سے مزین کرتا ہے اور اُس کا مقصود و ارادہ آخرت کا نہیں ہوتا تو اُس کے نام و نسب پر آسمانوں میں لعنت کی جاتی ہے۔ اے منافقو! میں تمھیں شریعت و طریقت کے طریقوں سے پہچانتا ہوں لیکن میں تمھاری حق کی پردہ پوشی سے پردہ داری کرتا ہوں، تجھ پر افسوس کہ تو حیا نہیں کرتا، تیرے اعضا ظاہری گناہوں اور ظاہری نجاست سے پاک نہیں ہوئے اور تو باطنی طہارت کا دعویٰ کرتا ہے قلب کی پاکیزگی ابھی درست ہی نہیں ہوئی اور باطن کی پاکی کا تو دعویٰ کرتا ہے مخلوق کے ساتھ تیرا طریقہ ادب درست ہی نہ ہوا اور تو خالق کے ساتھ دعویٰ رکھتا ہے۔

اَدب کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:۔
اے منافق معلّم و اُستاد تجھ سے راضی نہ ہُوا اور نہ ہی تُو اس کے ساتھ اَدب کا دعویٰ رکھتا ہے اور نہ ہی تو نے اس کے احکام کو قبول کیا اور تو منبر پر بیٹھ کر صدر بن گیا۔ وعظ شروع کر دیا۔ تجھے وعظ کہنا جائز نہیں یہاں تک کہ تو توحید کے قدم پر کھڑا ہو اور اللہ کی حضوری میں ثابت قدم رہے اور اپنی ہستی کی خودی سے جُدا ہو کر لطفِ الٰہی کے پہلو میں بیٹھ جائے اور اِخلاص کا دانہ چگنے لگے اور مشاہدۂ الٰہی کا پانی پئے اور پھر اس کے بعد بھی تُو اسی حالت پر باقی رہے یہاں تک کہ تُو ہی شاہی مُرغ بن جائے۔ پس اس حالت میں پہنچ کر تو مرغوں کا نگہبان بن جائے گا اور ان پر دانہ کا ایثار کرنے والا، بانگ دینے والا، آدمیوں کو رات دن ہوشیار کرنے والا ہو جائے گا۔ انھیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لیے جگاتا رہے گا۔ اے جاہل تو دفتر کو اپنے ہاتھ سے پھینک دے اور میری حضوری میں سر کے بل آکر باادب ہو کر بیٹھ جا۔ علم مردانِ خدا کے منہ سے حاصل کیا جاتا ہے نہ کہ دفاتر سے، علم حال سے حاصل کیا جاتا ہے نہ کہ محض قال سے۔ اُن سے حاصل کیا جاتا ہے جو کہ اپنے وجود اور تمام مخلوق سے فانی اور باقی باللہ ہو۔

ولایت کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ عالی شان میں حضور غوثِ پاک نے ارشاد فرمایا:۔

یاد رہے کہ ولایت کا انحصار تیری فنا پر ہے تو خودی سے اور مخلوق سے فنا ہو کر موجود ہو جا۔ غیر اللہ سے ہٹ کر اللہ کے ساتھ اُسی کے لیے زندگی کر۔ تُو اللہ تعالیٰ کے اُن خدام کی صحبت اختیار کر جو اس کے دروازہ سے کبھی ہٹتے ہی نہیں ہیں جن کا مشغلہ احکامِ الٰہی کا بجا لانا اور اُس کے منع کردہ سے باز رہنا اور قضاؤ قدر میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ موافقت کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ارادہ و فعل کے ساتھ گھومتے رہتے ہیں اُنہیں اپنے اور غیر کے بارے میں خدا سے کسی قسم کا جھگڑا ہی نہیں نہ وہ اس پر قلیل و کثیر اور اَدنیٰ و اعلیٰ پر اعتراض کرتے ہیں جو اپنے نفس کی خدمت کے سبب ہے کہ اُس کی حرص و خواہش اپنی اغراض کا حاصل کر لینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خدمت سے روگردانی نہ کر۔ اولیاء اللہ مخلوق سے بلا ضرورت بلا تکلف طلب کرتے ہیں اُن کی طلب حرص سے نہیں ہوتی بلکہ اُن کو اس کے خلق پر شفقت کرنے کی غرض سے الہام ہوتا ہے تو یہ مجبوری طلب کرتے ہیں نہ کہ نفس کی پیروی سے اُن کا نفس تو مطمئن ہو گیا ہے اُس کا کوئی ارادہ اور شہوت دنیا کے متعلق باقی ہی نہیں رہا ہے۔ تو گمان کرتا ہو گا کہ ان کا نفس تیرے جاہل کی طرح ہے جس نے تجھے اپنا خدمت گار بنا لیا ہے اور تجھے اپنے ارادے اور خواہشات کے مطابق چکر دیتا رہتا ہے اگر کاش کہ تو عقل مند ہوتا تو تُو اس کی خدمت کرنے سے منحرف ہو کر اپنے رب تعالیٰ کی خدمت میں مشغول ہو جاتا۔

نفس کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نفس کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا۔

یاد رہے کہ تیرا نفس تیرا دشمن ہے تیرے لیے اُس کی جواب دہی سے سکوت بہتر ہے اور یہ کہ تو اس کے کلام کو دیوار پر دے مار اُس کے قول کو ایسا سُن جیسے کوئی مجنوں لایعقل کا کلام سنتا ہے تو نفس کے قول کی طرف توجہ ہی نہ کر اور نہ اُس کی طلب خواہشات و لذّات و خرافات پر نظر ڈال تیری اور اُس کی ہلاکت اس میں ہے کہ تو نفس کے قول کو سُنے اور تیری اور اُس کی اصلاح اُس کی مخالفت کرنے میں ہے ۔ جب نفس اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہوتا ہے تو اُس کو ہر جگہ سے رزق ملتا ہے اور جب نفس خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اور متکبر بن جاتا ہے تو اُس سے سبب منقطع کر دیئے جاتے ہیں اور اُس پر طرح طرح کی تکالیف مسلط کر دی جاتی ہیں پس تیری اور اُس کی ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے اور نفس دنیا و آخرت میں ٹوٹا پانے والا ہو جاتا ہے جس کسی نفس فرمانبردار اور قناعت کرنے والا ہوتا ہے اپنی مقسوم روزی رضامندی کے ہاتھ حاصل کر لیتا ہے ۔ تمام فرائض کو جو کہ اُس کے ذمّہ ہیں خوش دلی کے ساتھ بغیر تکلیف کے ماسوی اللہ سے فارغ البال ہو کر دنیا و فضولیاتِ دنیا اور تمام مشقتوں سے سکون حاصل کر کے ادا کرتا رہتا ہے ۔

مُردہ کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے مُردہ کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ۔

اے اہل ثروت اللہ کی نعمتوں پر شکر ادا کرو ورنہ وہ نعمتوں تیرے ہاتھ سے لے لی جائیں گی اور ادائے شکر سے نعمت کے بازو تراش دے ورنہ وہ نعمت

تیرے پاس سے اُڑ جائے گی۔ جو اپنے پروردگار کی طرف سے مَرا ہُوا ہے وہ مُردہ ہے اگرچہ دنیا میں اُس کا زندہ میں شمار کیا جاتا ہے اُس کی زندگی اُسے کیا نفع دے گی جب کہ وہ اُس کی خواہشات و لذّات و فضولیات نفسانیہ کے حاصل کرنے میں صرف کرے گا ایسا شخص حقیقت میں مُردہ ہے اگرچہ صورت میں مردہ نہ بھی ہو۔

دنیا کے مقصودِ حقیقت کا انکشاف

ایک بزم عالی شان میں حضور شہنشاہِ بغداد نے ارشاد فرمایا:۔

اے اللہ تو ہم کو اپنے ساتھ زندہ رکھ اور اپنے غیر سے ہم کو موت دے دے آمین۔ اے عمر کے بوڑھے طبیعت کے بچے تو کب تک دنیا کی فضولیات کے درپے اپنی طبیعت کے بچنے سے دوڑتا رہے گا تو نے تو اسی دنیا کو اپنا سب سے بڑا مقصد بنا لیا ہے کیا تو یہ نہیں جانتا کہ تیرا مقصود وہ ہے جو تجھے غم میں ڈالتا ہے اور تحقیق تو اُس کا بندہ ہے جس کے ہاتھ میں تیری لگام ہے۔ پس اگر تیری لگام دنیا کے ہاتھ میں ہو تو اُس کا بندہ ہے اور اگر تیری لگام خدا کے ہاتھ میں ہو تو پھر تو خدا کا بندہ ہے اور اگر تیری لگام تیرے نفس کے ہاتھ میں ہو تو پھر تو اپنے نفس کا بندہ ہے اور اگر تیری لگام تیری خواہش کے ہاتھ میں ہے تو پھر تُو اپنی خواہش کا بندہ ہے۔ اگر تیری لگام مخلوق کے ہاتھ میں ہے تو پھر تُو مخلوق کا بندہ ہے اس لیے تجھے نظر کرنی چاہیئے کہ تو نے اپنی لگام کس کے سپرد کی ہے۔ زیادہ تر تو تم میں وہی ہیں جو کہ دنیا کی خواہش رکھتے ہیں اور بہت کم تم میں سے آخرت کے خواہش مند ہیں اور شاذ و نادر تم میں سے وہ ہیں جو کہ دنیا و آخرت کے مالک کے خواہش مند ہیں تو ایسوں ہی کی صحبت حُسنِ ادب کے ساتھ اختیار

کر اور اُن سے جھگڑا نہ کر اور نہ ہی اُن کا نقصان کر ورنہ تو نقصان اُٹھائے گا ان کے ساتھ گستاخ نہ بن ورنہ ہلاک ہو جائے گا۔

عمل کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں حضور شہنشاہِ بغداد نے عمل کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے صاحب عقل! عقل سے کام لو تم تو اپنے اعمال سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دشمنی کر رہے ہو، اُس کے نزدیک تمہارے اعمال مچھر کے پَر کے برابر بھی قدر نہیں رکھتے، البتہ اگر تم اپنی خلوتوں اور جلوتوں میں اور تمام حالتوں میں مخلص بن جاؤ تو کچھ مرتبہ پا سکتے ہو۔ ایسا خزانہ جس کے لیے فنا نہیں۔ سچائی اور اخلاص اور خوف الٰہی اور اُس سے اُمیدواری اور اُسی کی طرف ہر حال میں رُجوع کرنا ہے تو ایمان کو لازم پکڑ وہ تجھے اولیاء اللہ سے ملا دے گا۔ جب تم اُن میں سے کسی ایک کو بھی پالے تو پھر تو اپنا بازو اُس کی طرف جھکا دے اور اپنی حالت کو اُس کے سُپرد کر دے اور پھر اُس سے کسی قسم کا جھگڑا نہ کر چپ ہو جا اور اپنی بے اَدبی سے اُسے نقصان نہ پہنچا۔ ایسی چیز سے سکوت کرنا جس کا تجھے علم نہیں ہے اور جسے تو جانتا ہو اُس کا ماننا ہی اسلام ہے۔

ضعیف الیقینی کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ضعیف الیقینی

کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا۔

اے ضعیف الیقین نہ تیرے پاس دنیا ہے اور نہ آخرت اور یہ سب تیری اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے ادبی اور اُس کے اولیاء، ابدال اور انبیاء کرام پر تہمت لگانے کی وجہ سے ہے جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کا قائم مقام بنا دیا ہے اُن پر وہی بوجھ رکھ دیا ہے جو کہ اللہ کے نبی اور صدیقوں پر رکھا تھا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے علم وعمل کو انہیں کے جواز فرما دیا ہے ان کو اُن کے نفوس اور خواہشات سے فنا کر کے اپنے ساتھ موجود کر لیا ہے اور اپنی حضوری میں اُن کو جگہ مرحمت فرما دی ہے اُن کے دلوں کو ماسوی اللہ سے پاک کر دیا اور دنیا کو آخرت اور تمام مخلوق اُن کے قبضہ میں دے دی ہے ان کو اپنی قدرت دکھا دی ہے اور ان کو اپنا علم وحکمت سکھا دیا ہے اور اپنی طاقت وقوت عطا فرما دی ہے۔ اُن کو خدائی قوت ہے ان کو لَاحَولَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم کہنا صحیح ہے وہ اس قول میں سچے بنے۔ پس اُنہوں نے اپنی اور مخلوق کی تمام طاقتوں اور قوتوں کو فنا کر دیا اور قوتِ الٰہی کے ساتھ متمسک ہو گئے۔

قضائے الٰہی کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے قضائے الٰہی کے ساتھ راضی رہنے کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے غلام! قضائے الٰہی کے ساتھ راضی رہنا دنیا حاصل کرنے سے جو کہ منازعت الٰہی کے ساتھ ہو بدرجہا اچھا ہے۔ قضائے الٰہی پر راضی رہنے کی شیرینی صدیقین کے دلوں میں تمام شہوات ولذات کے حاصل کرنے سے زیادہ شیریں

ہے اُن کے نزدیک تو یہ تمام دنیا اور مافیہا سے زیادہ شیریں ہے کیونکہ وہ فی الجملہ تمام حالتوں میں باوجود مختلف حالات کے اُنہیں خوش عیشی میں رکھتی ہے۔

زبان کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ عالی شان میں حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زبان کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:

اے غلام! تو لوگوں سے علم و عمل اور اخلاق کی زبان سے بات چیت کیا کر ایسی زبان سے جو کہ بلا عمل ہے بات چیت نہ کر کیونکہ وہ تجھے اور تیرے پاس بیٹھے والوں کو کچھ نفع نہ دے گی۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"علم عمل کو پکارتا ہے پس اگر وہ اس کے بُلانے پر آجاتا ہے تو فبہا ورنہ علم رخصت ہو جاتا ہے، علم کی برکت چلی جاتی ہے اور اُس کی حجت تم پر باقی رہ جاتی ہے۔"

تو مخلوق پر علم سے شیفتہ عالم رہ جاتا ہے تیرے پاس محض کا درخت رہ جاتا ہے اور اُس کا پھل چلا جاتا ہے۔ اللہ کی بارگاہ میں دُعا کر کہ وہ تجھے اپنی بارگاہِ عالیہ کی حضوری اور اَدب عطا فرمائے اُس وقت یہ دُعا کر کہ وہ اپنے پردہ میں رکھے اور تو اس میں سے کسی چیز کے ظاہر کرنے کو پسند و محبوب نہ رکھے۔ جب تو اُس معاملہ کے اظہار کو پسند کرے گا جو کہ تیرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان میں ہے تو یہ تیری ہلاکت کا سبب بن جائے گا۔

تکبّر کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم میں حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا ؛۔

اے غلام تو اپنے احوال و اعمال پر تکبّر کرنے سے بچتا رہ کیونکہ یہ اپنے صاحب کو سرکشی میں ڈالنے والا اور اُس کو خدا کی نظر سے گرا دینے والا ہے ۔ تو مخلوق کو وعظ سنانے اور اُن سے قبولیّت پر فریفتہ ہونے سے بچتا رہ ، اُس کو پسند نہ کر کہ یہ تیرے لیے نقصان پہنچانے والی ہے نہ کہ نفع پہنچانے والی۔ اور تو ایک کلمہ بھی نہ کہہ یہاں تک کہ تیرا معاملہ درست ہو جائے اور تیرے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یقینی اَمر صادر ہو جائے۔ تو لوگوں کو ایسی حالت میں کہ ابھی تو نے اُن کے لیے کھانا بھی تیار نہیں کیا ہے ۔ اپنے گھر کی طرف کیسے دعوت دیتا ہے ۔ یہ اوّلاً بنیاد کا حاجت مند ہے اُس کے بعد عمارت بنے گی تو اوّلاً اپنے قلب کی زمین کو اُس وقت تک کھودتا رہ کہ اُس میں حکمت کا چشمہ جوش مارنے لگے ۔ پھر اخلاص اور مجاہدوں اور نیک اعمال سے تعمیر شروع کر۔ یہاں تک کہ تیرا محل بن کر بلند ہو جائے کہ اُس کے بعد لوگوں کو اُس کی طرف آنے کی دعوت دے۔

اُنس کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم میں حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ نے اُنس کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ؛۔

اے اللہ ! تو ہمارے اعمال کے اجسام کو اپنے اخلاص کی رُوح سے زندہ

رکھ۔ تجھے مخلوق سے خلوت ایسی حالت ہیں کہ مخلوق تیرے دل ہیں موجود ہو کیا فائدہ دے گی ہرگز نہیں نہ تیری عزت و وقعت ہو گی اور نہ تیری خلوت نشینی کی جب تو مخلوق کو دل میں لیے ہوئے خلوت کرے گا پس تو تنہا بغیر اُنس الٰہی کے بیٹھنے والا ہو گا تیری خلوت نشینی بیکار ہو گی بلکہ اُس حالت میں نفس و شیطان اور خواہشاتِ نفسانیہ تیرے ہم نشیں ہوں گی۔ جب کہ تیرا دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُنس پکڑنے والا ہو گا پس تو اگرچہ اہل و عیال خویش و اقارب کے درمیان میں ہی کیوں نہ ہو مخلوق سے خالی نہ ہو گا۔ جب اُنس الٰہی تیرے قلب میں جگہ پکڑلے گا تو وہ تیرے وجود کی دیوار کو ڈھا دے گا اور تیری بصیرت کی آنکھ کو بینا کر دے گا پس تو اللہ تعالیٰ کے فعل اور فضل کو دیکھنے لگے گا۔ غیر اللہ کو چھوڑ کر اُسی سے راضی رہے گا۔ جو شخص پابندیٔ شرع کے ساتھ کسی ایک حال میں ہوا اور اُس سے تو اُوپر اور نیچے تمنا نہ کرے نہ اُس کے زوال و بقاء کا خواہش مند ہو۔ پس اُس نے بہ تحقیق رضاء و موافقت و عبودیت الٰہی کی شرط کو حاصل کر لیا۔

موت کا ذکر کرنے کی حقیقت کا انکشاف

ایک مجلسِ عالی میں حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا:

اے غلام! تجھ پر افسوس ہے تُو تو جھوٹ بولتا ہے دعویٰ تو حصولِ رضا کا کرتا ہے اور تیری حالت ایک مچھر اور ایک لقمہ اور ایک کلمہ اور ذراسی آبرو چلے جانے سے بدلتی رہتی ہے، تو جھوٹ نہ بول نہ میں جھوٹ کو سنوں گا اور نہ میں اُس پر عمل کروں گا اور نہ میں اُس پر تیری تصدیق کروں گا۔ مخلوق میں سے چند ہی افراد ہوتے ہیں

جن کے دلوں کی طرف الہام کیا جاتا ہے مخصوص کلمات اُن کی طرف ڈال دیئے جاتے ہیں۔ بھلائی پہ اُن کو خبردار کر دیا جاتا ہے اور اُسی پر ٹھہرا دیئے جاتے ہیں ایسا کیونکر نہ ہوگا وہ تو تمام اقوال و افعال میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیرو ہوتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ظاہراً وحی بھیجی گئی تھی اور اُن کے قلوب کی طرف باطناً وحی بھیجی جاتی ہے کیونکہ اولیاء اللہ حضور کے وارث اور تمام احکام میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرنبردار ہوتے ہیں۔ اگر تو ایسی فرمانبرداری کو درست و صحیح طور سے حاصل کرنا چاہتا ہے تو موت کو زیادہ یاد کیا کر کیونکہ موت کا ذکر تیرے نفس و خواہش اور تیرے شیطان اور تیرے دنیا سے الگ ہونے پر تیرا مددگار بن جائے گا جس نے موت سے نصیحت نہ لی پس تو اُس کے لیے نصیحت کا کوئی طریقہ نہیں۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

"تیرے لیے نصیحت کرنے کو موت کافی ہے اگر تو رغبت کرے یا بے رغبتی تیرا مقسوم حصّہ تجھے ضرور پہنچے گا۔"

پس جب تو بے رغبت ہوگا تو تیرا مقسوم عزت کی حالت میں تجھے پہنچے گا اور جب تو اُس کی طرف رغبت کرے گا تو تیرا مقسوم تجھ کو ایسی حالت میں پہنچے گا کہ تیری کچھ عزت نہ ہوگی۔ منافق جب کہ اُس کے پاس مخلوق موجود ہوتی ہے اللہ سے شرم کرتا ہے اور جب وہ مخلوق سے جُدا ہوتا ہے بے حیائی کرتا ہے۔

نفع و نقصان کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم عالی میں حضور غوث پاک نے ارشاد فرمایا :۔

اے غلام! تجھ پر افسوس ہے اگر خدا کے ساتھ تیرا ایمان اور یہ اعتقاد کہ وہ

بہ تحقیق تجھے دیکھنے والا ہے، تجھ سے نزدیک ہے تیرے اُوپر محافظ ہے. درست و صحیح ہوتا تو یقیناً تو اُس سے حیا کرتا شرماتا۔ بہ تحقیق میں تجھ سے حق بات کہتا ہوں اور مجھے تم سے نہ کوئی خوف ہے اور نہ کسی قسم کی آرزو تم اور تمام زمین کے رہنے والے میرے نزدیک مثل مچھر اور چیونٹی کے ہو۔ نقصان اور نفع کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتا ہوں نہ کہ تمھاری طرف سے رعایا اور بادشاہ میرے نزدیک سب برابر ہیں اگر تم اپنے نفوس اور دوسروں پر اعتراض کرو تو وہ شریعت کے ماتحت ہو نہ کہ خواہش و نفس و طبیعت کے کہنے سے جس سے شرع مقدس ساکت ہو پس تم اُس کے سکوت میں اُس کی موافقت کرو اور جس چیز پر شرع مقدس ناطق ہو پس تم اُس میں اُس کی موافقت کرو۔

اعتراض کرنے کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں اعتراض کرنے کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"اے غلام! تو دوسروں پر اپنے نفس و خواہش کے درغلانے سے اعتراض نہ کیا کر بلکہ ایمان کے حکم کے مطابق تیرا اعتراض ہو۔ اعتراض کرنے والا حقیقت میں ایمان ہے اور یقین اُس کا زائل کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہے وہ تیری معاونت فرمائے گا اور تجھ پر فخر کرے گا۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اللہ تعالیٰ تمھاری مدد کرے گا پس کوئی تمھیں مغلوب کرنے والا نہ ہو گا اگر تم اللہ کی مدد کرو گے وہ تمھاری مدد کرے گا اور تمھیں ثابت قدم رکھے گا۔"

جب تو کسی بُرے اَمر پہ اللہ تعالیٰ سے غیرت کر کے اعتراض کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے دُور کر دینے پر تیری مدد فرمائے گا اور اُس کے کرنے والے پر تجھے مدد دے گا اور اُن سب کو تیرے لیے جھکا دے گا۔ اور جب تیرا اعتراض تیرے نفس و خواہش اور شیطان اور تیری طبیعت کے ورغلانے سے ہوگا تو اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل کرے گا اور اُن پر تیری نصرت نہ فرمائے گا اور تو اس اَمر کے دُور کر دینے پر قدرت نہ پائے گا۔ حقیقتاً ایمان ہی معترض ہو سکتا ہے۔ پس ہر وہ معترض جس کا اعتراض ایمان کی بنا پر نہ ہو معترض نہیں۔ لفظ لَا سے اعتراض کر کے اگر تو یہ چاہتا ہے کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کے لیے ہو نہ کہ مخلوق کے لیے، دین کے لیے ہو نہ کہ تیرے نفس کے لیے اللہ تعالیٰ کے لیے ہو نہ کہ تیرے لیے۔ پس تو اپنی ہوس کو چھوڑ دے اور اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کر۔ موت تیری گھات میں لگی ہوئی ہے تجھے اُس کے پل پر ضرور چلنا ہے تو اس حرص کو جس نے تجھے ذلیل بنا رکھا ہے چھوڑ دے جو کچھ تیری قسمت میں ہے تجھے ضرور ملے گا اور جو کہ تیرے غیر کی قسمت میں ہے وہ تجھے نہیں ملے گا اور تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو جا اور دوسروں کی قسمت کی طلب کو چھوڑ دے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ارشاد فرمایا "اور آپ ہرگز اُن چیزوں کی طرف اپنی آنکھیں اُٹھا کر نہ دیکھیے جو کہ ہم نے کفار کی متفرق جماعتوں کو زندگی دنیا کی بہار کے لیے کفار کی آزمائش کی غرض سے متمتع بنا دیا ہے۔"

عارف کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم عالی میں حضور غوث پاک نے عارف کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

یاد رہے کہ عارف باللہ لوگوں پر سب چیزوں سے زیادہ سخت و گراں مخلوق کے ساتھ کلام کرنا اور اُن کے ساتھ بیٹھنا ہے اور اسی لیے ہزاروں عارفین کی جماعت میں کلام کرنے والا صرف ایک ہی ہوتا ہے کیونکہ یہ انبیاء علیہم السلام کی قوت کی طرف محتاج ہوتے ہیں اور عارف ان کی سی قوت کے محتاج کیوں نہ ہو جب کہ وہ قسم قسم کی مخلوق میں بیٹھنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اہل دانش سے بھی ملتے ہیں منافق اور مومن کے ساتھ بھی بیٹھتے ہیں۔ پس وہ بڑے سخت امتحان و تکلیف میں ہیں مکروہات پر صبر کرنے والے ہیں اور باوجود اس کے عارف اپنے حالات میں منجانب اللہ محفوظ ہوتا ہے اُس کی مدد کی جاتی ہے کیونکہ وہ اُمر الٰہی کو ہمیشہ بجا لاتا رہتا ہے۔ وہ جب مخلوق سے کلام کرتے ہیں اُن کا کلام اپنے نفس و خواہش اور اپنے اختیار و ارادہ سے نہیں ہوتا ہے بلکہ اُن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کلام پر مجبور کیا جاتا ہے اسی وجہ سے اُن کی منجانب اللہ حفاظت کی جاتی ہے۔ اگر تیرا ارادہ ہے کہ تو معرفتِ الٰہی حاصل کرے پس تو مخلوق کی قدر اپنے دل سے نفع و نقصان رساں اُمور کے متعلق نکال دے کیونکہ تو بغیر اس کے خدا کو نہیں پہچان سکے گا۔

دنیا کا قلب میں رکھنے کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں حضور شہنشاہِ بغداد نے دنیا کو دل میں رکھنے کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:

"اے غلام! تجھ پر افسوس ہے دنیا کا ہاتھ میں رکھنا جائز ہے، جیب میں رکھنا جائز ہے، اس کا کسی سبب سے نیک نیتی کے ساتھ جمع کرنا جائز ہے لیکن دنیا کا قلب میں رکھنا جائز نہیں ہے اُس کا دروازہ پر کھڑا رہنا جائز ہے لیکن دروازے

سے آگے بڑھنا جائز نہیں، اس میں تیری کچھ عزت نہیں۔ جب یہ بندہ اپنے وجود اور مخلوق سے فنا ہو جاتا ہے تو گویا وہ محو و نابود ہو جاتا ہے اُس کا باطن آفات کے آنے سے متغیر نہیں ہوتا، وہ اَمر و نہی کے آنے کے وقت موجود کر دیا جاتا ہے، پس اَمر کو بجالاتا ہے اور نہی سے باز رہتا ہے نہ وہ کسی شے کی تمنا کرتا ہے اور نہ وہ کسی شے پر حریص ہوتا ہے، اُس کے قلب کی طرف تکوین وارد ہوتی ہے اور تمام اشیاء میں تصرف کا اختیار اُس کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ تم میں اور ان میں اے علم و عمل میں خیانت کرنے والو! اے اللہ و رسول کے دشمنو! اللہ تعالیٰ کے مخصوص بندوں سے قطع تعلق کرنے والو! کیا نسبت ہے تو تو ظاہری ظلم اور ظاہری نفاق میں مبتلا ہو رہا ہے یہ نفاق کب تک کرے گا۔"

عالم و زاہد کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے عالم اور زاہد کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اے عالمو! اے زاہدو! تم کب تک بادشاہوں اور حاکموں کے لیے نفاق برتتے رہو گے جب تک کہ اُن سے دنیا کا اسباب اور اُس کی شہوات و لذات پاتے رہو گے۔ تم اور اُس زمانے کے بادشاہ ظالم اور اللہ کے بندوں کے مال میں خیانت کرنے والے ہو۔ اے اللہ تو منافقین کی شوکت و دبدبہ کو توڑ دے اور انھیں ذلیل کر دے اور زمین کو اُن سے پاک کر دے یا اُن کی اصلاح فرما دے۔ آمین۔ اے بادشاہو! اے رعایا! اے ظالمو! اے منافقو! اے مخلصو! دنیا ایک مدت تک ہے اور آخرت ہمیشہ کے لیے تو ماسوی اللہ سے اپنی ریاضت و زہد کے

ذریعہ سے جُدائی کرلے اپنے قلب کو غیر اللہ سے پاک وصاف کرلے اس سے ڈر کہ تیرا کوئی شکار نہ کرلے یا تجھے قیدی بنالے یا تجھے کوئی چیز تیرے رب سے روک دے۔ جب تیرے مقسوم حصّہ تیرے پاس آئیں تو اُن کو حکم وموافقتِ الٰہی کے ہاتھوں سے زہد کے قدم پر کھڑے ہو کر نے لے نہ کہ اختیار اور محبت دنیوی کے ہاتھوں سے۔ زہد کی ہمیشگی بدن میں کام کرتی ہے۔ قلب میں غم اور بدن میں کمزوری و دبلاپن پیدا کردیتی ہے۔ جب یہ غم اور کمزوری محقق ہوجاتی ہے تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کو فرحت آجاتی ہے۔ اُس کی فرحت و معرفتِ الٰہی اُس کے رنج و غم کو زائل کردیتی ہے۔"

مخلوق میں ایمان کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم عالی میں شہنشاہِ بغداد نے مخلوق میں ایمان کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:

"جاننا چاہیئے اہل ایمان مخلوق اور اہل و عیال سے اور مال و دولت سے دل برداشتہ رہتا ہے۔ بدن سے ان کے ساتھ مشغول رہتا ہے۔ اُس کا قلب بادشاہ کے قاصد کے آنے کا منتظر رہتا ہے۔ وہ شہر کے دروازہ پر پہنچ چکا ہے اور اہل و عیال سے رخصت ہوچکا ہے اگرچہ اُن میں بیٹھا ہوا ہے۔ اہل ایمان مخلوق کے مابین رہتا ہوا اُن سے رخصت ہوچکا ہے۔ اس کی بود و باش مخلوق کے ساتھ ہے اور اس کی اصل رگ خالق کے ساتھ۔ جب توحید قلب میں جگہ پکڑ لیتی ہے کیونکہ توحید تیرے ظاہر و باطن، تیری امیری و فقیری، مخلوق کی توجہ و روگردانی، اُن کی بُرائی و بھلائی کو برابر کردیتی ہے تو ان کو اپنے قلب سے کیسے نکال دے گا جبکہ

تیرا مضغۂ گوشت اُن سے باوجود وسعت تنگ ہو چکا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کا ذکر اور اُس کا اشتیاق بھر گیا ہے پس اس وقت تو بمصداق آیۂ کریمہ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ سچا محب عالم اُستاد، حکیم، دانا، قریب و مقرب، ادیب و مؤدب۔ مخلوق سے بے نیاز کفایت کے ساتھ اُن سے باز رکھا گیا اور مستغنی بنا دیا جاتا ہے۔"

اُستاد کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے اُستاد کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اے جاہل! تو جہالت چھوڑ، علم پڑھ، بہ تحقیق تو نے خود سیکھنا پڑھنا چھوڑ دیا اور تعلیم دینے میں دوسروں کو مشغول ہو گیا ہے تو مشقت نہ اُٹھا، تجھے اس سے کچھ فائدہ نہ ہو گا اور نہ کوئی تیرے ہاتھ پر فلاح پا سکے گا کیونکہ جو خود اپنے نفس کا معلم و اُستاد نہیں ہو سکتا۔ پس وہ دوسروں کا اُستاد کیسے بنے گا۔"

قدرت الٰہی کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں حضورِ غوثِ پاک نے ارشاد فرمایا:۔

"اے قوم! تم اللہ کی قدرت کو عاجز نہ سمجھو وہ قادر و عزیز ہے ورنہ تم کفار میں شامل ہو جاؤ گے۔ تم احکام الٰہی پر عمل کرو تاکہ یہ عمل تم کو

علم سے ملا دے۔ پس جب تمھارے پاس علم متحقق ہو جائے گا تو تم قدرت کو دیکھ لو گے۔ اس وقت تمھارے قلوب و اسرار کے ہاتھوں میں مرتبۂ تکوین دے دیا جائے گا جو تم چاہو گے وہ ہونے لگے گا۔ جب تمھارے اور خدا کے درمیان میں قلبی حیثیت سے کوئی حجاب باقی نہ رہے گا تو قادرِ مطلق تمھیں تکوین پر قدرت دے دے گا اور اپنے بھید کے خزانے تمھیں بتلا دے گا اور اپنے فضل کے طعام سے تجھے کھانا دے گا اور اپنے اُنس کا شربت تجھے پلا دے گا اور تجھ کو اپنے قرب کے دستر خوان پر بٹھالے گا۔ یہ سب کا سب قرآن و حدیث کے علم اور اُس پر عمل کا نتیجہ اور ثمرہ ہے تو اُن دونوں پر عمل کر اور ان سے علیحدہ نہ ہو یہاں تک کہ تیرے پاس علم کا مالک اللہ تعالیٰ آجائے پھر تجھے اپنی طرف راہ دے۔ جب شریعت کا اُستاد اپنی طرف میں تیرے ماہر ہونے کی گواہی دے دے گا تب وہ تجھ کو کتاب علم طریقت کی طرف منتقل کر دے گا۔ پس جب تو اس میں بھی پورے طور سے ماہر ہو جائے گا اُس وقت تیرے قلب و باطن کو قائم کر دیا جائے گا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُن دونوں کا ہاتھ پکڑے ہوئے ہمراہ ہوں گے اور ان کو بادشاہِ حقیقی علم کے مالک کے دربار میں لے جا کر کھڑا کر دیں گے اور اُن سے فرمائیں گے اب تم دونوں ہو اور تمھارا اللہ۔ وہ جانے اور تم۔

صبر و فقر کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ عالی میں حضور شہنشاہِ بغداد نے ارشاد فرمایا:۔

"اے اللہ کے بندے اپنے رب کے ساتھ تیری ناتجربہ کاری غفلت و بھولا پن تجھ کو خدا سے دُور کر رہی ہے اور اس نے تجھ کو اللہ سے غائب کر رکھا ہے، تو اپنی ناتجربہ کاری و غفلت سے قبل اس لیے کہ تجھے پیٹا جائے اور تجھے ذلیل کیا جائے اور تیرے اُوپر بلاؤں کے اژدھے اور بچھو مسلط کیے جائیں رجوع کر لے تو نے ابھی لقمۂ اجل نہیں چکھا ہے اس وجہ سے تو دھوکے میں پڑا رہا ہے تو دنیا کی معیشت کی جن تمام چیزوں میں گھرا ہوا ہے ان پر خوش نہ ہو وہ سب عنقریب زائل ہونے والی ہیں۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

حَتّٰی اِذَا فَرِحُوْا الآیۃ

یہاں تک کہ جب وہ لوگ

اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں پر اترانے لگے تو ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا اللہ کے پاس جو مرتبہ ہے اُس پر فتح مندی صبر کرنے سے دی جاتی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے تاکید کے ساتھ صبر کا حکم صادر فرمایا ہے۔ فقر و صبر دونوں کسی غیر میں سوائے مسلمان کے جمع نہیں ہو سکتے اور محبوبانِ خدا کی بلاء سے آزمائش کی جاتی ہے پس وہ اس پر صبر کرتے ہیں اور باوجود بلاؤں اور آزمائش کے ان کو نیک کاموں کے کرنے کا الہام کیا جاتا ہے اور وہ ان جدید بلاء و مصائب پر جو ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچتی ہیں صبر کرتے

رہتے ہیں۔ اگر صبر نہ ہوتا تو تم ہرگز مجھ کو اپنے درمیان میں نہ دیکھتے۔ میں ایک جال بنا دیا گیا ہوں جس کے ذریعہ سے پرندوں کا شکار کیا جاتا ہے۔ رات سے آخری رات تک میری آنکھ کھول دی جاتی ہے اور میرے پاؤں سے بندش علیحدہ کر دی جاتی ہے۔ دن میں آنکھ بند کرنے والا ہوں اور میرا پاؤں جال میں بندھا ہوا ہوتا ہے یہ سب تمہاری مصلحت کے لیے کیا گیا ہے اور تم نہیں پہچانتے ہو۔ اگر توفیق الٰہی راہنما نہ ہوتی تو کوئی عقلمند ایسے شہر میں بیٹھتا اور اس شہر کے رہنے والوں کے ساتھ زندگی بسر کرتا جس میں مکاری و نفاق و ظلم عام ہو اور شبہ و حرام کی کثرت ہو اور نعمتِ الٰہیہ کی ناشکری بڑھ جائے اور ان سے فسق و فجور نافرمانیوں پر مدد لی جائے۔ آہ اور ایسے لوگ زیادہ ہو جائیں جو اپنے گھروں میں فاسق و فاجر ہوں اور دکان میں آکر پرہیز گار بننے والے، اپنے تہ خانہ میں زندیق ہوں۔ کرسی پر جلوہ نما ہو کر صدیق بنیں۔ اگر حکمتیں نہ ہوتیں تو میں جو کچھ تمہارے گھروں کے اندر ہوتا ہے بیان کر دیتا اور میرے لیے بنیادیں ہیں جو تعمیر کی حاجت مند ہیں اور میرے بچے ہیں جو تربیت کی طرف محتاج ہیں۔ اگر میں وہ بعض اُمور کھول دوں جو مجھے معلوم ہیں تو یہ میرے اور تمہارے درمیان میں جُدائی کا سبب ہو جائے گا۔ میں بحالتِ موجودہ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی قوت کا محتاج ہوں اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرے زمانہ تک جو پہلے لوگ گزر چکے ہیں اُن کے صبر کا محتاج ہوں۔ الٰہی میں تجھ سے لطف و مدد، توفیق و رضا کا طلب گار ہوں۔ الٰہی قبول فرما۔

تخلیقِ انسانیت کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے انسانی تخلیق کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے غلام! تو دنیا میں باقی رہنے اور اس میں نفع حاصل کرنے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا ہے پس تو ان کاموں کو جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور تو ان میں مبتلا ہے بدل دے۔ اطاعتِ الٰہی میں تیرا محض کلمہ پڑھ لینے پر قناعت کرنا جس پر تو قانع ہے، تجھے نفع نہ دے گا تاوقتیکہ اس کی طرف تو دوسری چیز کو نہ ملائے گا۔ ایمان قول و عمل دونوں کا نام ہے۔ جب تو گناہ کرتا رہے گا، لغزشوں اور اللہ تعالیٰ کی مخالفت میں مبتلا رہے گا اور ان سب اُمور پر اصرار کرے گا، گناہ کیے جائے گا اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقہ اور افعالِ خیر چھوڑ دے گا تو تیرا یہ دعویٰ ایمان قبول کیا جائے گا نہ وہ تجھے نفع دے گا جب تو نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہا پس بیشک تو مدعی بن گیا۔ تجھ سے کہا جائے گا اے مدعی آیا تیرے پاس دعویٰ کے ثبوت کے گواہ ہیں، کون سے گواہ ہیں؟ اس دعویٰ کے گواہ احکامِ الٰہی کو بجالانا اور ممنوعات و منہیات سے باز رہنا اور آفات پر صبر کرنا اور تقدیر کے سامنے سر جھکانا ہیں۔ بس یہی اس دعویٰ کے گواہ ہیں اور ان اعمال کے قبول ہونے کے لیے اخلاصِ الٰہی کا ہونا شرط ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی قول کو بغیر عمل کے اور کسی عمل کو بغیر اخلاص اور سچے گواہوں کے قبول نہیں فرماتا ہے۔ کسی قدر مال سے فقراء کے ساتھ مہربانی کرتے رہو جب کہ تم تھوڑے بہت مال دینے پر قدرت رکھو تو سائل کو محروم نہ پھیرو۔ اللہ تعالیٰ عطا کو محبوب رکھتا ہے

اس میں تم اس کی موافقت کرو اور اس کا شکر کرو کہ اس نے تمھیں کیسے اس کا اہل بنا دیا اور تم کو مال عطا کر کے قدرت دے دی۔

ہدیہ کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے ہدیہ کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اے اللہ کے بندے تجھ پر افسوس ہے کہ جب کہ سائل اللہ تعالیٰ کا ہدیہ ہے اور تو مال دے دینے پر بھی قادر ہے۔ پس تو اس ہدیہ کو کیسے اس کے ہدیہ بھیجنے والے کی طرف واپس کرتا ہے۔ تو میری طرف متوجہ ہوتا ہے، وعظ سنتا ہے اور روتا ہے اور جب تیرے پاس فقیر آتا ہے تو تیرا دل سخت ہو جاتا ہے۔ اس نے یہ بتایا کہ تیرا سننا اور رونا خالص اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں۔ میرے پاس بیٹھ کر تیرا وعظ سننا پہلے باطن کے ساتھ ہو، پھر دل کے ساتھ، پھر ظاہری اعضاء کے ساتھ کہ وہ نیکی و بھلائی میں مشغول رہیں۔ تو جب میرے پاس آئے تو ایسی حالت میں آئے کہ تو اپنے علم، اپنے عمل، اپنی زُبان اور نسب و حسب سب سے قطع نظر کیے ہوئے اور اپنے مال اور اپنے اہل و عیال کو فراموش کیے ہوئے ہو۔ میرے سامنے ماسوی اللہ سے برہنہ ہو کر کھڑا ہو اکہ تاکہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے قرب اور فضل و احسان سے خلعت عطا فرمائے۔ جب تو میرے پاس آتے وقت ایسا کرے گا تو تُو مثل پرندہ کے ہو جائے گا کہ وہ اپنے گھونسلہ سے صبح کو بھوکا نکلتا ہے اور شام کو پیٹ بھرا ہوا واپس آتا ہے۔"

قلب کی نورانی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قلب کی نورانی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

قلب کی نورانیت اللہ تعالیٰ کے نُور سے ہے اور اسی لیے حضور نبیٔ کریم رحمۃٌ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے ارشاد فرمایا:۔

"سچے مومن کی دانائی اور شناخت سے ڈرو"

اے فاسق تو سچے ایمان دار سے ڈر اور اس کے پاس ایسی حالت میں نہ جا کہ تو اپنے گناہوں کی نجاست میں لتھڑا ہوا کیوں ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نُور سے تیری اسی حالت کو جس میں تو مبتلا ہے دیکھتا ہے اور مومن تیرے شرک و نفاق کو دیکھتا ہے وہ تیری اندرونی حالت کو جو تیرے کپڑوں کے نیچے پوشیدہ ہے دیکھتا ہے، وہ تیری رسوائیوں اور بُرائیوں کو دیکھتا ہے۔

فلاح کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ عالی میں شہنشاہِ بغداد نے فلاح کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

جو شخص اہلِ فلاح و بزرگ آدمی کو نہیں دیکھتا فلاح نہیں پاتا تو سراسر ہوس بنا ہوا ہے اور تیرا ملنا جلنا اہلِ ہوس سے ہی ہے کسی سائل نے سوال کیا کہ یہ اندھاپن کب تک؟ پس جواب پایا کہ اس وقت تک کہ تو کسی طبیب کے

پاس جائے اور تو اس کے آستانہ پر تکیہ لگا کر بیٹھ جائے اور تیرا ظن اس کے بارے میں اچھا ہو اور تو اپنے دل سے اس کی تہمت دُور کر دے اور اپنی اولاد کو لے کر تو اس کے دروازہ پر بیٹھ جائے اور اس کی دوا کی کڑواہٹ پر صبر کرے۔ پس جب تو یہ کرلے گا تیری دونوں آنکھوں سے اندھاپن دُور ہو جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کے سامنے ذلیل ہو جا خود کو اس کے سامنے جھکا دے اور اپنی حاجات اس کے سامنے پیش کر اور کسی عمل کو اپنے نفس کے لیے شمار نہ کر اس سے قدم افلاس پر جا کر ملاقات کر اپنے اُوپر مخلوق کے دروازوں کو بند کرلے اور اپنے خدا کے درمیان میں دروازہ کھول لے اور اپنے گناہوں کا اقرار کر اور اس کی طاعت میں اپنی قصور داری کا عذر پیش کر اور اس بات کا یقین کر لے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ضرر پہنچانے، فائدہ دینے والا، عطا فرمانے والا منع کرنے والا نہیں۔ پس اس وقت تیرے قلب کی آنکھوں کا اندھاپن جاتا رہے گا اور آنکھ روشن ہو جائے گی۔"

شانِ فقر کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شانِ فقر کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے غلام! شانِ فقر موٹے کپڑوں کے پہننے اور بُرے کھانا کھانے میں نہیں ہے۔ شانِ فقر تو زہدِ قلب میں ہے اوّلاً سچا عاشق صوف اپنے باطن کو پہناتا ہے پھر وہ اس کے ظاہر کی طرف بڑھتا ہے۔ اوّلاً وہ اپنے باطن کو صوف پہناتا ہے پھر قلب کو پھر اپنے نفس کو، پھر اپنے ظاہری اعضاء کو، پھر جب وہ سراپا صوف پوش بن کر

نیک بن جاتا ہے تو اس کی طرف راحت و رحمت اور احسان کا ہاتھ آتا ہے اور اس مردِ خدا مصیبت زدہ پر بڑا تغیر پیدا کر دیتا ہے۔ اس سے غم کے کپڑے اُتار لیتے ہیں اور جامۂ فرحت پہنا دیتے ہیں۔ تکلیف و غم نعمت سے بدل جاتا ہے اور بغض و غم فرحت سے اور خوف امن سے اور دوری قرب سے اور فقر و محتاجی امیری سے۔

زُہد کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے زُہد کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے غلام اپنے رزق و حصول کو زہد کے ہاتھوں سے کھانہ کہ رغبت کے ہاتھ سے۔ جو شخص کہ کھائے اور روئے وہ اس شخص کی مانند نہیں ہوتا جو کہ کھائے اور ہنسے تو اپنے مقسوم رزق کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے قلب کو مشغول رکھ کر کھا تو اس حالت میں بہ تحقیق رزق کی خرابی سے محفوظ رہے گا۔ تیرا طبیب کے ہاتھ سے اس چیز کو کھانا جس کی اصل تجھے معلوم نہیں تیرے تنہا کھانے سے بہتر ہے۔ اے سامعین تمھارے دل کس قدر سخت ہو گئے کہ تمھارے درمیان میں سے امانت چلی گئی آپس کی شفقت و مہربانی بالکل نابود ہو گئی۔ تمھارے نزدیک احکامِ شرعیہ امانت ہیں تم نے ان سب کو چھوڑ دیا اور تم ان سب میں خیانت کرنے لگے۔

احکامِ شرعیّہ کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

سجدہ کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے سجدہ کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

"اے غلام! تو آدمیوں سے میل جول، اندھاپن، جہالت خواب و غفلت کے ساتھ نہ کر بلکہ ان سے تیرا میل جول بصیرت و علم و بیداری کے ساتھ ہونا چاہیئے پس جب تو ان سے اچھا قابلِ ستائش کوئی کام دیکھے تو بھی ان کا ساتھ دے اور جب تو ان سے کوئی بُرا فعل قابلِ نفرت و خلافِ شرع دیکھے تو اس سے بچ اور ان کو اس سے روک دے۔ تم اللہ تعالیٰ سے غفلتِ کلیہ میں ہو۔ اپنے اوپر اس کے لیے بیداری، ہوشیاری لازم پکڑو۔ تم التزام کے ساتھ مساجد کی حاضری اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کثرت سے درود خوانی کو لازم پکڑو۔"

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"اگر آسمانوں سے آگ اُترے تو سوائے اہل مساجد کے اس سے کوئی نجات نہ پائے اور جب تم نماز کی ادائیگی میں سستی کرنے لگو تو تمہاری نمازیں اللہ تعالیٰ سے منقطع ہو جائیں گی۔"

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"نہ زیادہ نزدیکی بندہ کی اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ہوتی ہے جب وہ سجدہ گزاری میں ہوتا ہے۔"

اے غلام تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے احکامِ شرعیہ کو لازم نہ پکڑا، ورنہ عنقریب تیری آنکھوں میں پانی اتر آئے گا اور تیرے دونوں ہاتھ شل ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ تجھ سے اپنی رحمت و مہربانی کا دروازہ بند کر لے گا اور اپنی مخلوق کے دلوں میں تیری طرف سے سختی ڈال دے گا اور تجھ پر جو ان کی طرف سے احسان ہوتے اس سے ان کو روک دے گا۔ اپنے سروں کی اپنے اللہ تعالیٰ کے ساتھ حفاظت کرو اسی سے ڈرتے رہو پس بہ تحقیق اس کی پکڑ سخت، دردناک، تکلیف دہ ہے وہ تم کو تمہارے جائے امن سے تمہاری عافیت، تمہاری شادمانی حرص نافرمان سے پکڑ لے گا اس سے ڈرو۔ وہی آسمانوں اور زمینوں کا معبود ہے، اس کی نعمتوں کی شکر کے ساتھ حفاظت کرو، اس کے امر و نہی کا سمع اور اطاعت سے مقابلہ کرو اور اس کی سختی کا صبر سے اور آسانی کا شکر سے مقابلہ کرو، وہ لوگ کہ جو تم سے پہلے انبیاء و مرسلین اور صلحاء و عابدین گزر گئے ان کا یہی طریقہ رہا۔ وہ نعمتوں پر شکر اور مصیبتوں پر صبر کیا کرتے تھے، تم گناہوں کے دسترخوانوں پر کھڑے ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی طاعت و بندگی کے دسترخوانوں سے کھانا کھاؤ۔ طاعتِ خداوندی کو لازم پکڑو اور اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرو جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نرمی و آسانی آئے پس ان کا شکر ادا کرو اور جب تنگدستی آئے پس تم اپنے گناہوں سے توبہ کرو اور اپنے نفوس سے جھگڑا کرو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ موت اور اس کے بعد آنے والے حالات کو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے حساب و مہربانیوں کو جو تمہارے ساتھ ہیں یاد کیا کرو۔ کیا تم نہ جاگو گے کب تک یہ نیند رہے گی۔ یہ جہالت اور باطل ہیں آمد و رفت اور نفس و خواہشات کے ساتھ قیام اور عادت کی پیروی کب تک رہے گی تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اور شریعت کی متابعت سے ادب کیوں نہیں سیکھتے، عادت کو چھوڑ دینا عبادت ہے۔ قرآن و حدیث کا درس لے کر اس پر عمل کیوں نہیں کرتے، ادب سیکھو۔

اہلِ تاویل کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تاویل کرنے والوں کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اے غلام! تجھ پر افسوس کہ تو تاویل کیوں کرتا ہے اور رخصت کا پہلو ڈھونڈتا ہے۔ تاویل کرنے والا دھوکہ باز ہے۔ کاش کہ جب ہم محض عزیمت ہی پر عمل کرتے اور ہم اجماعِ اُمّت سے متعلق ہوتے اور اپنے اعمال میں اخلاص کرتے اور اس پر ہم اللہ تعالیٰ کے احکام سے نجات پا لیتے پس کیا حالت ہو گی جب کہ ہم تاویل کریں گے اور رخصت کا پہلو ڈھونڈیں گے۔ عزیمت اور اہلِ عزیمت چلے گئے یہ زمانہ تو رخصتوں کا ہی رہ گیا ہے نہ کہ عزیمتوں کا۔ یہ زمانہ مکاری، دکھاوے، نفاق اور بلا کسی حق کے دوسروں کے مال لے لینے کا ہے۔ ایسے لوگ بہت ہو گئے ہیں جو مخلوق کے لیے نماز پڑھتے، روزہ رکھتے، حج کرتے، زکوٰۃ دیتے اور نیکی کے کام کرتے ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ کے لیے۔ اس زمانے کے لوگوں کا بڑا کام مخلوق کی طرف متوجہ ہونا بغیر خالق کے رہ گیا ہے۔ مخلوق کی خوشنودی مطلوب ہے۔ تم سب کے دل مردہ ہیں نفس اور خواہشاتِ نفسانیہ زندہ، تم سب دنیا کے طالب ہو، حقیقتاً زندہ دلی مخلوق سے جُدا ہونا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم و کھڑا ہونا ہے کیونکہ اس مقام پر صورتِ ظاہری کا اعتبار نہیں ہے حقیقت کا اعتبار ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری اس کے منہیات سے باز رہنے اور اس کی بلاؤں پر صبر کرنے، قضاء و قدر کے سامنے سر جھکا دینے میں قلب کی زندگی ہے۔"

اُمورِ تقدیر کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ عالی میں شہنشاہِ بغداد نے اُمورِ تقدیر کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اے غلام! سب سے پہلے تو خود کو اُمورِ تقدیریہ میں اللہ تعالیٰ کے حوالے کردے۔ پھر تو اس کے ساتھ قیام کر۔ ہر اَمر سب سے پہلے بنیاد کا محتاج ہے پھر اس کے بعد عمارت کا اور شب و روز اس پر ہمیشگی کرنے کا ہمیشگی ضروری ہے۔"

قلبی امر کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قلبی اَمر کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اے غلام! تجھ پر افسوس ہے کہ تو اپنے ہر معاملہ میں غور و فکر کیا کر جو کہ ایک قلبی اَمر ہے۔ پس جب تو اس میں اپنے لیے بہتری دیکھے تو اس پر شکر گزار ہو کہ شکر نعمت الٰہیہ کے لیے ضروری ہے اور جب اس میں تجھے اپنے لیے بُرائی معلوم ہو تو اس سے توبہ کر لے۔ اس غور و فکر سے تیرا دین زندہ ہو جائے گا اور تیرا شیطان مر جائے گا اور اسی لیے فرمایا گیا ہے ایک ساعت کا تفکر ساری رات کے قیام سے بہتر ہے۔"

اُمتِ محمّدیہ کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم میں حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُمّتِ محمّدیہ علیہم السلام کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا۔

اے اُمّتِ محمّدیہ تم اللہ تعالیٰ کا شکر کرو اُس نے تمھارے اعمال پر جو بہ نسبت پہلی اُمتوں کے قلیل ہے قناعت فرمائی ہے۔ دنیا میں تم پہلے ہو بعد کے آنے والے ہو اور تم قیامت کے دن دخولِ جنّت و رحمت الٰہی میں بھی پہلے ہو۔ تم میں سے جو صحیح و تندرست ہے اس کے برابر کوئی دوسرا نہیں ہے۔ تم امیر و سردار ہو اور دوسری اُمتیں تمہاری رعیّت۔ جب تک تو مخلوق سے ان چیزوں میں جو ان کے قبضہ و تصرف میں ہیں جھگڑتا رہے گا اور ان کو اپنے ریاء و نفاق سے کھینچتا رہے گا تندرستی حاصل نہ ہو گی۔ جب تک تو دنیا میں رغبت کرنے والا رہے گا تجھے صحت و تندرستی نہ ملے گی۔ جب تک تو اپنے قلب سے غیر پر بھروسہ کرنے والا رہے گا خدا پر سچا بھروسہ نہ کرے گا تو صحیح و تندرست نہ بنے گا۔

اے اللہ تو ہم کو اپنی معیت کی صحت و تندرستی عطا فرما اور ہم کو دنیا و آخرت کی نیکیاں دے اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا۔ آمین۔

غنی ہونے کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم عالی میں شہنشاہِ بغداد نے غنی ہونے کی حقیقت کا انکشاف

کرتے ہوئے فرمایا۔

اے فقیر! تو غنا کی آرزو مت کر، ہو سکتا ہے کہ وہ غنا تیری ہلاکت کا سبب ہو اور اے بیمار تو عافیت وصحت کی آرزو نہ کر ہو سکتا ہے کہ وہ صحت تیری ہلاکت کا سبب ہو۔ عاقل بن اپنے نتیجہ کی حفاظت کر انجام محمود ہو گا جو امر مقدر تیرے ساتھ ہے اسی قدر پر کفایت کر لے اور اس پر زیادتی طلب نہ کر اُس کی رضا پر راضی رہ۔ ہر وہ چیز جو تیرے سوال پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے گی ضرور مکدر اور ناپسندیدہ ہو گی۔ تحقیق میں نے اس کو آزمایا ہے مگر جب بندہ کو اس کے قلب کی جانب سے سوال کا حکم کیا جائے اور اس پر سوال ہو تو اس میں برکت دی جائے گی اور اس سے خرابیاں دُور کر دی جائیں گی۔ تیرا اکثر سوال عفو وعافیت دائمی صحت وسلامتی دارین کا ہو اور فقط اسی پر تیری اکتفا وقناعت ہو۔ اللہ تعالیٰ پر کسی خاص چیز کو پسند کر اور اس پر جبر کر۔ ایسا کرنا تجھے ہلاک کر دے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اور اُس کی مخلوق پر اپنی جوانی وقوت ومال کی وجہ سے جبر گردن کشی نہ کر۔ بہ تحقیق وہ تجھ پر حملہ کرے گا اپنی پکڑ سے پکڑ لے گا اس کی پکڑ سخت مصیبت میں ڈالنے والی ہے۔

حقیقی مسلم کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے حقیقی مسلم کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا۔

اے فقیر! تجھ پر افسوس! تیری زُبان مسلم ہے لیکن تیرا دل مسلم نہیں، تیرا قول مسلم ہے لیکن تیرا فعل مسلم نہیں، تو جلسوں میں، انجمنوں میں مسلم ہے لیکن خلوت میں مسلم نہیں

کیا تو نہیں جانتا کہ تحقیق جب تو نماز نہ پڑھے گا اور روزہ نہ رکھے گا اور تمام کام نیک کرے گا اور تیرے یہ اعمال اللہ کے لیے نہ ہوں گے۔ پس تو منافق ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دُور ہونے والا ہے۔ ابھی تو اپنے تمام افعال واقوال اور خراب و ناکارہ مقاصد سے توبہ کرلے۔

مردانِ خدا کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم عالی میں حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مردانِ خدا کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا،،

"مردانِ خدا کے اعمال میں رنگ برنگ کا نفاق نہیں ہوتا۔ وہ اعلیٰ مراتب پر پہنچنے والے یقین کرنے والے خدا کو ایک جاننے والے، اِخلاص والے، اللہ تعالیٰ کی بلاؤں اور آفات پر صبر کرنے والے، اس کی نعمتوں اور کرامات پر شکر گزار ہیں۔ وہ سب سے پہلے اپنی زبانوں سے ذکرِ الٰہی کرتے ہیں، پھر اپنے قلوب سے، پھر باطن سے۔ جب ان کو مخلوق کی طرف بلائیں اور تکالیف آتی ہیں تو وہ ان کے سامنے اس پر تبسم کرتے اور مسکراتے رہتے ہیں ان کے نزدیک دنیا کے بادشاہ معزول ہیں۔ تمام زمین میں بسنے والے ان کے نزدیک مردے، عاجز و محتاج ہیں ان کے اعتبار سے جنّت گویا ویرانہ ہے اور دوزخ باعتبار اُن کے گویا بجھی ہوئی ہے۔ ان کی نظر میں نہ زمین ہے نہ آسمان، نہ ان دونوں کے رہنے والے ان کی جہتیں متحد ہو کر ایک جہت بن گئی ہیں۔ پہلے دنیا اور دنیا والوں کے ساتھ تھے پھر اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کے ساتھ تھے پھر آخرت اور اہلِ آخرت کی طرف رجوع ہوتے۔ پھر اللہ دنیا و آخرت کے ساتھ رجوع ہو کر اُس سے اور اس کے

محبوبوں سے مل گئے۔ دلوں سے خدا کے ساتھ سیر کرتے رہے یہاں تک کہ واصل بحق ہو گئے اور رفیق کو قبل راستہ چلنے کے حاصل کر لیا۔ اے سامعین تم اپنے اور خدا کے درمیان میں ان کے ذکر سے دروازہ کھول لو۔ مردانِ خدا ہمیشہ خدا کا ذکر کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ ذکر الٰہی ان سے ان کے بوجھوں کو دُور کر دیتا ہے۔ ان کا غیر اللہ سے مفقود رہنا اللہ کے ساتھ موجود رہنا ہے۔ اُنہوں نے ارشادِ الٰہی سُنا فاذکرونی الآیۃ تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور تم میرا شکر کرو ناشکری نہ کرو۔ پس اُنہوں نے اس طمع سے کہ خدا ان کا ذکر کرے خدا کے ذکر کو لازم پکڑ لیا ہے۔ اُنہوں نے احادیثِ قدسیہ میں قولِ الٰہی سُنا اَنَا جَلِیسُ الخ میں اُن کا ہمنشیں ہوں جو مجھے یاد کریں پس اس خیال سے کہ ان کو خدا کے ساتھ ہم نشینی کا شرف مل جائے اُنہوں نے مخلوق کی محبتوں کو چھوڑ دیا اور ذکرِ الٰہی پر قانع ہو گئے۔

علم کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے علم بغیر عمل کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

"اے قوم تم ہوس ناک نہ بنو، تم بوالہوس ہو، یہ علم بغیر عمل کے تمھیں نفع نہ دے گا۔ تم اس بات کے حاجت مند ہو کہ اس سیاہی پر جو سپیدی پر ہے یعنی احکامِ الٰہی پر عمل کرتے رہو۔ ان پر تمہارا عمل برابر روزانہ و سالانہ رہے تاکہ اس کا پھل ہاتھوں میں آئے نتیجہ ملے۔

علم کے مغز کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے علم کے مغز یعنی عمل کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے غلام! تیرا علم تجھ کو ندا دیتا ہے، پکارتا ہے کہ اگر تو نے میرے موافق عمل نہ کیا تو میں تیرے اوپر حجت ہوں اور اگر عمل کیا تو تیرے لیے حجت۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"بہ تحقیق علم عمل کو پکارتا ہے۔"

پس اگر عالم نے اس کو قبول کیا عامل بنا تو بہتر ورنہ علم چلا جاتا ہے، اس کی برکت چلی جاتی ہے، اور اس کی حجت باقی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے علم کا تیرے لیے شفاعت کرنا چلا جاتا ہے اور تیری حاجات میں علم کا تم سے کام دینا منقطع ہو جاتا ہے اس کا مغز چلا جاتا ہے اور چھلکا باقی رہ جاتا ہے اس لیے کہ عمل علم کا مغز ہے۔ تیری پیروی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بغیر اس کے کہ تو آپ کے تمام اقوال پر عمل کرے صحیح نہ ہو گی۔ جب تو احکام نبوی پر عمل کرلے گا تو تیرا قلب و باطن تیرا استقبال کرے گا اور علم ان دونوں کو ان کے رب کے پاس داخل کر دے گا۔ تیرا علم تجھ کو پکارتا ہے لیکن تو اس کو نہیں سنتا اس لیے تو قلب ہی نہیں رکھتا ہے۔ اے سامع تو علم کی آواز کو قلب و باطن کے کان سے سُن اور اس کے قول کو قبول کر، تو اسی سے نفع حاصل کر سکتا ہے۔ عمل والا علم تجھ کو اس عالم کے قریب کر دے گا جو علم کا اُتارنے والا ہے جب تو اس حکم پر جو علم اول ہے عمل کرے گا تو تیرے اوپر دوسرے علم کا چشمہ اُبلنے لگے گا اور تیرے

پاس دو چشمے والے جائیں گے۔ تیرا قلب حکم و علم، ظاہر و باطن سے پُر ہو جائے گا۔ اس وقت تیرے اُوپر اس کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہو گی کہ تو اپنے بھائیوں اور مرید دل کی اس کے ساتھ غم خواری کرے۔ علم کی زکوٰۃ علم کا پھیلانا اور مخلوق الٰہی کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا ہے۔

صبر کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں حضور غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صبر کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

اے غلام! جس نے صبر کیا اُس نے قدرت پالی۔ صاحب قدر و قادر ہو گیا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

انما یوفی الآیۃ

صابر بے شمار اَجر پائیں گے

تو اپنے کسب سے کھا، دین فروشی کر کے نہ کھا، کسب کر اور کھا اور اس سے دوسروں کی غمخواری کر۔ مسلمانوں کی کمائی صدیقین کے اطباق ہیں۔ ان کے پیشوں، محنت مزدوری کی غرض صرف خدمت فقرا و مساکین ہوتی ہے۔ وہ مخلوق کو راحت پہنچانے کے متمنی رہتے ہیں اور اس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور محبت طلب کرتے ہیں۔ اُنھوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد سُنا ہے: آدمی اللہ تعالیٰ کی عیال ہیں اور محبوب تر آدمیوں کا طرف اللہ کی وہ ہے جو اس کے عیال کو زیادہ نفع پہنچانے والا ہو۔ اولیاء اللہ مخلوق کے مقابلہ میں گونگے، بہرے اور اندھے ہیں۔ جب ان کے دل اللہ تعالیٰ سے نزدیک ہو جاتے ہیں وہ اللہ کے سوا کسی کا کلام نہیں سننے

نہ غیر کو دیکھتے ہیں، ان کو قربِ الٰہی سے شدت کا رونا آتا ہے اور ان کی ہیبتِ الٰہی ڈھانپ لیتی ہے اور محبتِ الٰہی ان کے محبوب کے پاس ان کو مقید کر دیتی ہے پس وہ مقام جلال و جمال کے درمیان رہتے ہیں۔ دائیں بائیں متوجہ نہیں ہوتے ان کے لیے اگلا ہی رُخ ہے بغیر پیچھے کے، ان کی آدمی، جنّ، فرشتے اور تمام مخلوقات خدمت کرتے ہیں۔ ان کے حکم و علم خادم بن جاتے ہیں، فضلِ الٰہی ان کو غذا دیتا ہے اور اُنس ان کو سیراب کرتا ہے۔ وہ فضلِ الٰہی کے طعام سے کھانا کھاتے ہیں اور اس کے شرابِ اُنس سے سیراب ہوتے ہیں۔ ان کے پاس کلام الٰہی کا سننا ایسا مشغلہ ہے کہ وہ دوسری طرف متوجہ ہی نہیں ہوتے۔ پس مردانِ خدا ایک جنگل و میدان میں ہیں۔ مردانِ خدا حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیابت میں مخلوقِ خداوندی کو احکامِ خداوندی بتاتے، منہیات سے روکتے ہیں۔ ان کا کام امر بالمعروف نہی عن المنکر ہے۔ حقیقتاً یہی لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں۔ ان کا کام مخلوق کو خالق کے دروازے کی طرف لوٹا لانا ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کی حجت لوگوں پر قائم کر دیتے ہیں۔ ہر صاحبِ فضل کو اس کا حصۂ فضل دیتے رہتے ہیں۔ وہ دوسروں کے حقوق نہیں لیتے اور ان پر اپنے نفوس و طبائع کے لیے قبضہ نہیں کرتے ہیں۔ ان کی محبت ان کا بغض و دشمنی صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہوتی ہے۔ یہ سرتاپا محوِ عشقِ الٰہی رہتے ہیں۔ کسی غیر کا ان میں حصہ نہیں جس کو یہ تمام خوبیاں ملیں اس کو کامل صحت حاصل ہوئی نیز نجات و کامیابی اور تمام انس و جنّ، فرشتے زمین و آسمان اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور مطیع ہو جاتے ہیں۔

اسبابِ دُنیا کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے اسبابِ دنیا کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

"اے منافق! اے مخلوق اور اسبابِ دنیوی کے پجاری اللہ تعالیٰ کو بھول جانے والے باوجود ان حالات کے جن میں تو مبتلا ہے، تُو یہ چاہتا ہے کہ یہ مراتبِ ولایت تیرے قبضہ میں آجائیں، دربارِ خداوندی میں تیری کوئی عزت و کرامت نہیں اوّلاً اسلام لا، پھر علم پڑھ پھر عمل کر اور پھر اخلاص کے ساتھ توبہ کر ورنہ تو ہدایت نہ حاصل کر سکے گا۔

شہنشاہِ بغداد کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مخفی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے منافق! تیرے اُوپر افسوس! میرے اور تیرے درمیان میں کوئی عداوت نہیں ہے۔ البتہ میں تجھ سے حق بات کہتا ہوں اور دین کے معاملہ میں تجھ سے کوئی فروگذاشت نہیں کرتا۔ میں نے مشائخینِ کرام کی سخت کلامی اور مسافرت و فقر کی سختی میں تربیت پائی ہے۔ جب میں تجھ سے کچھ کلام کروں تو تُو اس کو اس حالت میں سُن اور قبول کر کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے اس لیے کہ اس نے اس کلام کے ساتھ مجھے گویا کیا ہے۔ جب تو میرے پاس آئے تو اپنے نفس زخواہشات سے برہنہ ہوکر آ۔ اگر تجھے بصیرت ہوتی تو تُو مجھے بھی ان چیزوں سے برہنہ دیکھتا

لیکن تیری خراب سمجھ کی آفت ہے۔ اے میرے مرید صحبت اور مجھ سے نفع لینے کے خواہش مند میری ایسی حالت ہے کہ نہ جس میں مخلوق ہے نہ دنیا اور نہ آخرت۔ پس جو شخص میرے ہاتھ پر توبہ کرے اور میرے ساتھ رہے اور میرے ساتھ حسنِ ظن رکھے اور جو کچھ میں کہوں اُس پر عمل کرے وہ بھی انشاء اللہ ایسا ہی ہو جائے گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کی تربیت اپنے کلام وحی سے فرماتا ہے اور اولیاء اللہ کی تربیت اپنی حدیث سے جو کہ الہامِ قلبی ہے۔ یہ تحقیق اولیاء اللہ انبیاء کرام کے وصی، خلیفہ اور غلام ہیں۔

کلام کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم میں شہنشاہِ بغداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کلام کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا۔

"اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم صاحبِ کلام ہے اور کلام اُس کی صفت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خود کلام کیا نہ کہ مخلوق نے اور بلاواسطہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایسا کلام کیا جس کو وہ سمجھ گئے اور وہ کلام آپ کی عقل تک رسائی کر گیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے نبی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے بلاواسطہ کلام فرمایا۔ قرآن مجید ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسّی ہے جس کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ کے پاس سے لا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کر دیا جیسا کہ اُس نے فرما دیا اور خبر دے دی جس کا انکار جائز نہیں۔ الٰہی تو سب کو ہدایت دے اور سب تائب ہو جائیں اور سب پر رحمت فرما۔"

توبہ کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی نے توبہ کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

امیر المومنین معتصم باللہ سے حکایت کی گئی ہے کہ اس نے موت کے وقت کہا تھا قسم بخدا میں اللہ کی طرف اس فعل سے جو میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں کیا ہے باوجود اس کے کہ میں خود اس کا بانی نہ تھا۔ میرے سوا دوسرے لوگ اس کا سبب بنے تھے البتہ توبہ کرتا ہوں۔ اے مسکین ایسے امر میں کہ تجھے مفید نہ ہو کلام نہ کر گفتگو چھوڑ دے اور مذہبی اُمور میں تعصّب کو چھوڑ دے اور ایسی چیز میں مشغول ہو جو تجھے دنیا و آخرت میں نافع ہو۔ عنقریب تو اپنی حالت و نتیجہ کو دیکھے گا اور میرے کلام کو یاد کرے گا قریب تر معرکہ میں نیزہ بازی کے وقت ایسی حالت میں کہ تیرے سر پر خود نہ ہوگا۔ معلوم ہوگا کہ کتنے زخم کاری اس پر کس وجہ سے پورے ہوں گے تو ایسے قلب کو دنیا کے مقاصد و غموں سے خالی کر لے بہ تحقیق تو ان کی وجہ سے عنقریب ماخوذ ہونے والا ہے۔ دنیا میں اچھا عیش و آرام طلب نہ کر دہ تیرے ہاتھ نہ لگے گا۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"عیش بس آخرت کا عیش ہے"

اپنی اُمید و آرزو کو کوتاہ کر کہ تجھے دنیا میں زہد مل جائے۔ بہ تحقیق سارا زہد یہی اُمید کا کوتاہ کر دینا ہے۔ برے ہمنشینوں کو چھوڑ دے تیرے اور اُن کے درمیان میں جو دوستی ہے اس سے قطع تعلق کر لے اور اپنے اور صالحین کے درمیان

دوستی جوڑ لے جو تیرا قرابت دار بُرے ہمنشینوں سے ہو اُسے چھوڑ دے اور جو دُور والا بہتر ہمنشینوں سے ہو اُس کے ساتھ دوستی کرے گا اُس کے اور تیرے درمیان میں قرابت ہو جائے گی۔ جس سے تو دوستی کرے اُسے پہلے آزما لے۔
بعض اصحاب سے سوال کیا گیا کہ قرابت کیا چیز ہے جواب ملا باہمی دوستی۔ مقسوم اور غیر مقسوم کی طلب چھوڑ دے۔ تیرا مقسوم کو طلب کرنا بیکار اور مشقت میں پڑنا ہے وہ تو ملے ہی گا اور تیرا غیر مقسوم کو طلب کرنا جان کا عذاب اور رسوائی ہے۔
ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔
"بندہ کے لیے ایسی چیز کا طلب کرنا جو اس کے لیے قسمت میں نہیں لکھی گئی منجملہ عقوباتِ الٰہی کے ہے۔"

عارف باللہ کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم میں شہنشاہِ بغداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عارف باللہ کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔
اے غلام! مصنوعاتِ الٰہیہ سے اس کے وجود پر دلیل پکڑ۔ اس کی صنعت و کاریگری میں تفکر کر۔ بیشک تو اس کے صانع کی طرف پہنچ جائے گا۔ اہل یقین مسلمان عارف باللہ کی ظاہری دو آنکھیں ہوتی ہیں اور دو باطنی آنکھیں ہوتی ہیں۔ پھر وہ اپنی ظاہری آنکھوں سے زمین والی مخلوق کو دیکھتا ہے اور باطنی آنکھوں سے آسمان والی مخلوق کو دیکھتا ہے پھر اس کے دل سے پردہ اُٹھ جاتا ہے پھر وہ اللہ تعالیٰ کو بلا تشبیہہ اور بلا کیفیت دیکھتا ہے اور وہ مقربِ الٰہی اور محبوبِ خدا ہو جاتا ہے۔ محبوب سے کوئی شے مخفی نہیں ہوتی۔ جب یہ اپنے نفس طبیعت

خواہشات اور شیاطین اور مخلوق سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور اپنے ہاتھ سے زمین کے خزانوں کی چابیاں پھینک دیتا ہے اور اس کے نزدیک پتھر مٹی یکساں ہو جاتے ہیں تو اس کے قلب سے حجاب دُور کر دیئے جاتے ہیں۔ تو عقلمند بن جا جو کچھ میں کہتا ہوں اس پر غور کر اور سمجھ۔ بہ تحقیق میں نے کلام پالیا ہے۔ میں اس کے مغز، باطن کے ساتھ کلام کرتا ہوں اور اس کے حقیقی معنی ظاہر کر دیتا ہوں۔

صدقہ کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے صدقہ کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

اے غلام! خالق کی شکایت مخلوق کی طرف نہ لے جا بلکہ جو گلہ شکوہ ہو اُسی کی طرف لے جا وہی صاحب قدرت ہے اُس کے غیر کو قدرت نہیں مصائب، بیماریوں اور صدقہ کا پوشیدہ رکھنا منجملہ نیکیوں کے خزانہ کے ہے اپنے وائیں ہاتھ سے صدقہ دے اور اس بات کی کوشش کر کہ اس کو تیرا بایاں ہاتھ بھی نہ جانے۔ دنیا کے سمندر سے زیچ اس میں کثرت سے مخلوق ڈوب چکی ہے، کوئی، کوئی ہے جو اس سے نجات پاتا ہے۔ وہ بہت گہرا دریا ہے وہ ہر ایک کو لے ڈوبتا ہے البتہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے نجات دے دیتا ہے جس طرح کہ مسلمانوں کو بروزِ محشر جہنم سے نجات دے گا تحقیق دوزخ پر ہر ایک کو عبور کرنا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے گا دوزخ سے نجات دے دے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو دوزخ پہ نہ آئے خدا کا حتمی وعدہ پورا کیا گیا ہے۔"

دوزخ سے فرمانِ الٰہی ہوگا تو سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہوجا تاکہ تجھ پر سے میرے ایمان دار بندے جو میرے لیے اخلاص کرنے والے، میری طرف رغبت کرنے والے اور میرے غیر سے نفرت کرنے والے ہیں باامن گزر جائیں۔ یہ ارشادِ الٰہی دوزخ سے ویسا ہی ہوگا جیسے کہ نارِ نمرود سے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جلا دینے کے لیے روشن کی گئی تھی ارشاد ہوا تھا یَا نَارُ کُونِی بَرْدًا وَّ سَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ جب دینا کے سمندر سے کسی کو نجات دینا مقصود ہوتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: اے سمندر میرے اس محبوب و مقصود بندے کو امان دے غرق نہ کرنا۔ پھر یہ محبوب بندہ اس سے نجات پا لیتا ہے اور خشکی پر سیر کرتا ہے جیسے کہ دریائے نیل سے نجات دی تھی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے۔ کل بھلائیاں اور عطائیں دینا، منع کرنا، امیر بنانا، فقیر کر دینا اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اسی کے ساتھ میں کسی غیر کے قبضہ میں کچھ نہیں۔ عزت و ذلت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ پس عقلمند وہی ہے جو اس کے دروازہ کو لازم پکڑ لے اور غیر کے دروازہ سے منہ پھیر لے۔

آخرت کی بربادی کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ عالیہ میں حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آخرت کی بربادی کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اے بدبخت میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ تو مخلوق کو راضی کرتا ہے اور خالق کو ناراض، تو دنیا کی عمارت بنا کر اپنی آخرت کو برباد و ویران کر رہا ہے تو عنقریب پکڑا جائے گا۔ تجھ کو وہی پکڑے گا جس کی پکڑ سخت اور دردناک ہے جس کی

پکڑ مختلف طریقوں کی ہے۔ وہ کبھی تجھے تیری حکومت سے موقوف کر کے پکڑے گا۔ کبھی بیماری اور ذلت و محتاجی سے۔ کبھی تیرے اُوپر سختیوں اور غموں کو مسلّط کر کے۔ وہ اپنی کل مخلوقات کو تیرے اُوپر مسلّط کر دے گا۔ اے غافل ہوشیار ہو جا۔ الٰہی ہمیں اپنے لیے اور اپنے ساتھ بیداری عطا فرما۔

تقویٰ کی حقیقت کا اجمالی انکشاف

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے تقویٰ کی حقیقت کا اجمالی انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے غلام! تو دنیا حاصل کرنے میں مثل رات کے لکڑیاں جمع کرنے والے کے نہ ہو جا کہ وہ تو یہ بھی نہیں جانتا کہ اندھیرے میں اس کا ہاتھ کہاں جا پڑے گا، اس کے ہاتھ میں کیا آجائے گا۔ میں تو تجھے تیرے کاروبار میں مثل رات کے لکڑیاں جمع کرنے والے کے ہی دیکھ رہا ہوں جو ایسی اندھیری رات میں لکڑیاں جمع کر رہا ہے کہ نہ جس میں چاند ہے اور نہ اس کے ساتھ چمک و روشنی ہے اور وہ ایسے جنگل میں سے لکڑیاں جمع کرنے والا ہے جس میں گھنے ہوئے جھاڑ اور ہلاک کرنے والے موذی جانور ہیں۔ قریب ہے کہ ان میں سے کوئی شے اسے ہلاک کر دے تُو دن میں لکڑیاں جمع کرنے والا بن۔ پس بہ تحقیق آفتاب کی روشنی تجھے ضرر رساں چیزوں کے حملہ سے روک لے گی۔ تو اپنے تصرفات کاروبار میں توحید و شرع اور تقویٰ پرہیز گاری کے آفتاب کے ساتھ رہ۔ بہ تحقیق یہ آفتاب تجھ کو خواہشاتِ نفسانیہ اور نفس و شیطان و شرک کے جال پھندے سے روک دے گا اور جو تیری چال و سیر میں عجلت ہے اس سے تجھے منع کرے گا۔

عجلت کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے عجلت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

تجھ پر افسوس! جلدی نہ کر، جو کام میں عُجلت کرتا ہے خطا کرتا ہے یا اس کے قریب ہو جاتا ہے اور جو تاخیر سے سمجھ کر کام کرتا ہے صائب ہوتا ہے یا قریب بصواب جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے اور تاخیر و آہستگی رحمان کی طرف سے۔ اکثر جو چیز کہ تجھے عجلت جلد بازی پر برانگیختہ کر دیتی ہے دنیا کے جمع کرنے کی حرص ہے تو قناعت کر بہ تحقیق قناعت ایسا خزانہ ہے جو ختم نہیں ہوتا۔ اس چیز کو جو تیرے لیے مقسوم نہیں اور کبھی تیرے قبضہ میں نہ آئے گی کیوں طلب کرتا ہے جو چیز تیرے لیے کار آمد ہے اور ضروری اس پر راضی ہو جا اور قناعت کر لے اور اس کے ماسوا میں بے رغبتی کر۔ اسی امر کو لازم پکڑ تاکہ تو عارف باللہ ہو جائے اس حالت میں تو ہر چیز سے بے پروا ہو جائے گا تیرا قلب اسرارِ معرفت سمجھنے لگے گا اور تیرا سر باطن صاف ہو جائے گا اور تیرا پروردگار تجھے تعلیم دے گا پس دنیا تیری سر کی آنکھوں میں اور آخرت تیرے قلب کی آنکھوں میں اور ماسوا اللہ تیری سر کی آنکھوں میں ذلیل معلوم ہوں گے۔ تیرے نزدیک سوائے اللہ تعالیٰ کے اشیاء سے کوئی شے بڑی عظمت والی نہ رہے گی اور تو اس حالت میں تمام مخلوق کے نزدیک معظم و محترم کر دیا جائے گا۔

سکوت کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ عالی وقار میں شہنشاہِ بغداد نے سکوت کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے غلام! اگر تیرا ارادہ اور مقصود یہ ہے کہ تیرے رُوبرو کوئی دروازہ بند نہ رہے پس تو تقویٰ اختیار کر بہ تحقیق تقویٰ ہر دروازہ کی کنجی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

ومن یتق الخ

اور جو اللہ سے ڈرتا ہے تقویٰ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے نکلنے کا دروازہ بنا دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ جس کا گمان بھی نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ سے اپنے نفس اپنے اہل، اپنے مال، اپنے اہلِ زمانہ کے بارے میں معارضہ جھگڑا نہ کر۔ تجھے شرم نہیں آتی کہ تو خدا کو تغیر و تبدل کا حکم دیتا ہے۔ کیا تو اس سے بڑا حاکم اور زیادہ علم والا اور زیادہ رحمت والا ہے تو اور تمام مخلوق اس کے بندے ہیں وہ تیرا اور تمام مخلوق کا تدبیر کرنے والا ہے۔ اگر تو دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی مصاحبت چاہتا ہے تو اپنے اوپر سکوت اور گونگا پن کو لازم پکڑ، چُپ ہو جا۔ اولیاء اللہ اس کے رُوبرو ادب کرنے والے ہیں۔ وہ اس کے سامنے کسی قسم کی حرکت نہیں کرتے اور نہ ایک قدم اُٹھاتے ہیں۔ جب تک ان کے قلوب کو خدا کی طرف سے صریح اجازت نہ ملے نہ وہ مباح چیزوں میں سے کوئی چیز کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ نکاح کرتے ہیں۔ نہ تمام اسباب میں سے کسی سبب میں تصرف کرتے ہیں جب تک کہ ان کے قلوب کو

خدا کی طرف سے صریح اجازت نہیں ملتی ان کا قیام اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہتا ہے جو
قلوب اور آنکھوں کا لوٹ پوٹ کرنے والا ہے ۔ ان کو بغیر اپنے پروردگار کے قرار
ہی نہیں ۔ دنیا میں وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات اپنے قلوب سے کرتے ہیں اور آخرت
میں اس سے اپنے اجسام کے ساتھ ملیں گے ۔

رضائے الٰہی کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم عالی میں شہنشاہِ بغداد نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی حقیقت کا انکشاف
کرتے ہوئے فرمایا :۔

الٰہی ہم کو دنیا و آخرت میں اپنی ملاقات نصیب کر اور اپنے قرب و دیدار
پاک سے لذتِ دنیا اور ان لوگوں سے کر دے جو تیرے ماسوا کو چھوڑ کر
تجھی سے رضامند ہیں اور ہمیں دنیا و آخرت میں نیکیاں عطا فرما اور
دوزخ کے عذاب سے بچا ۔ آمین ۔

دَرِ حیاتی کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے دَرِ حیاتی کی حقیقت کا انکشاف
کرتے ہوئے فرمایا :۔

اے اہلِ جماعت ! جب تک زندگی کا دروازہ کھلا ہوا ہے اسے غنیمت سمجھو
وہ عنقریب بند کر دیا جائے گا جب تک تم قدرت رکھو اس میں نیک کاموں کو غنیمت
جانو ۔ توبہ کے دروازہ کو غنیمت جانو اور جب تک وہ تمہارے لیے کھلا ہوا ہے اس

میں گھس جاؤ نیک اور صالح لوگوں کے اجتماع کے دروازے کو غنیمت سمجھو وہ تمھارے لیے کھلا ہوا ہے۔

فاسد کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے فاسد کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے جماعت والو! جو عمارت تم نے توڑ ڈالی ہے اس کو بنالو۔ جو چیز تم نے ناپاک کرلی تھی اس کو دھو ڈالو جس کو تم نے فاسد کر دیا ہے اس کی اصلاح کر لو جس کو تم نے گدلا کر لیا ہے اسے صاف کر لو۔ پھر وہ چیزیں جو تم نے دوسرے سے لی ہیں ان کو واپس کر دو۔ پھر تم اپنے اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی گریز و نافرمانی سے رجوع کر لو۔

طالب کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم عالی میں شہنشاہِ بغداد نے طالب کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے غلام! یہاں سوائے خالق و مخلوق کے کوئی اور نہیں ہے پس اگر تو خالق کے ساتھ ہو گیا پھر تو اس کا بندہ ہے اور اگر تو مخلوق کا ساتھی ہوا پھر تو اس کا بندہ ہے۔ تیرا کلام جب تک کہ تو اپنے قلب کے اعتبار سے میدانوں اور جنگلوں کو قطع کرے اور بحیثیت باطن ہر شے سے جُدا ہو جائے معتبر و قابلِ قبول نہیں۔

کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کا طالب اس کا ساتھی ہے اور ہر ایک شے سے جد
اس نے یقین کر لیا ہے کہ مخلوقات میں سے ہر چیز اس کے اور اللہ تعالیٰ کے در
میں ایک حجاب ہے وہ جس چیز کے ساتھ بھی ٹھہر جائے گا وہ اس کے لیے خدا
باعثِ حجاب ہو گی۔

معرفتِ الٰہی کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ عالی میں حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے معرفت الٰہی کی حقیقت
کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے غلام! کاہل نہ بن، کاہل آدمی ہمیشہ محروم رہتا ہے اور اس کے گریبان
میں ہمیشہ ندامت ہوتی ہے، تو اپنے اعمال تو اچھا بنا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے اُوپر
دنیا و آخرت میں سخاوت و اچھائی کی ہے۔

ابو محمد عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہا کرتے تھے:۔

اللّٰھم اجعلنا جیاداً۔

اے اللہ ہمیں اچھا کھرا کر دے

اللّٰھم اجعلنا جیاداً کہنے کا ارادہ فرماتے تھے لیکن ان کی زبان ان کی موافقت
نہ کرتی تھی۔ خوف دامن گیر تھا جس نے لذّت پائی پس تحقیق اُس نے معرفتِ الٰہی
حاصل کر لی۔ مخلوق کے ساتھ میل جول اور ان کی موافقت جب حدودِ شرعی اور رضائے
الٰہی کے ہو پس ان میں بھلائی اور بزرگی نہیں۔ عبادت کے مقبول و نامقبول ہونے کی
اولیاء اللہ کے نزدیک علامات ہیں۔

○

دُعا کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے دُعا کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :-

اے غلام! تو دُعا کا جال بچھا دے اور رضائے الٰہی کی طرف رجوع کر۔ ایسی حالت میں زبانی دُعا سے کیا نتیجہ جب قلب معترض ہو، زبان وقلب دونوں کو متوجہ کرکے دُعا مانگ قیامت کے دن جو بھلائی اور بُرائی دنیا میں ہے انسان یاد کرے گا وہاں شرمندگی اور یاد کچھ نفع نہ دے گی۔ شان تو آج ہی کے یاد کرنے میں ہے موت سے پہلے۔ کھیت کاٹتے وقت کھیتی اور بیج کا یاد کرنا سود مند نہیں ہوتا۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

"دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔"

جو یہاں اچھا بوئے گا بھلائی کرے گا وہ قابلِ رشک ہوگا اور جو بُرائی کرے گا وہاں ندامت اُٹھائے گا۔ وقتِ موت اگر تو بیدار ہُوا تو کیا فائدہ۔ اس وقت کی بیداری تجھے فائدہ نہ دے گی۔

قلبِ عارف کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم میں شہنشاہِ بغداد نے عارف کے دل کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا :-

اے اہل جماعت! اللہ تعالیٰ سے ایسی شرم وحیا کرو جو حیا کا حق ہے تم غفلت

نہ کرو۔ تمھارا زمانہ ضائع ہو رہا ہے تم ایسی چیزوں کے جمع کرنے میں مشغول ہو جسے
کھا نہ سکو گے اور ایسی چیزوں کی آرزو کر رہے ہو جسے پا نہ سکو گے اور ایسی عمارات
بنا رہے ہو جس میں رہ نہ سکو گے۔ یہ سب چیزیں تمھیں مقامِ رب العزّت میں قیام
کرنے سے روک رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر نے عارفوں کے دلوں میں ڈیرے
ڈال دیئے ہیں ان کا احاطہ کیے ہوئے ہیں اور ان کا یہ ذکر کل کے ذکر کو بھلا رہا ہے
پس جب یہ اُمور کامل ہو جائیں تو جنّت ہی جائے قرار ہے جو کہ موعود ہے اور
نقد جنّت دنیا میں احکام تقدیری پر راضی رہنا اور قلب کی اللہ تعالیٰ سے نزدیکی
اور اس سے مناجات اور حائل پردوں کا درمیان سے اُٹھا دینا ہے۔ پس اپنے قلب
والے کو اپنی تمام حالتوں میں بغیر بیان کیفیت اور بغیر تشبیہ خلوت میں معیّت
الٰہی حاصل رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مثل کوئی نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے
اور جنّت موعودہ وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے وعدہ فرمایا ہے اور
بغیر کسی شک و حجاب کے دیدارِ الٰہی سے مشرف ہونا ہے اور کل بھلائیاں اللہ
کی طرف سے ہیں اور بُرائی غیر اللہ کی طرف سے۔ بھلائی اور خوبی اللہ تعالیٰ کی طرف
متوجہ ہونے میں ہے اور بُرائی اس سے روگردانی میں۔ ہر عمل جس پر تو بدلہ کا خواہشمند
ہو وہ تیرے لیے ہے اور ہر عمل جس سے تیرا مقصود ذاتِ الٰہی ہو وہ اللہ کے لیے
جب تو عمل کر کے اس کا بدلہ مانگے گا تو تیرا بدلہ ایسی چیز ہو گی جو کہ مخلوق ہے اور
جب تو عمل خالصتًا اللہ کے لیے کرے گا تو تیرا بدلہ قربِ الٰہی و دیدارِ الٰہی
ہو گا۔ اپنے اعمال کا بدلہ مت مانگ فی الجملہ بمقابلہ اللہ تعالیٰ کے دنیا و آخرت
اور ماسوی اللہ کیا چیز ہے سب ہیچ ہے کچھ بھی نہیں تو منعم کو طلب کر نعمت
کی خواہش نہ کر۔ گھر سے پہلے پڑوسی کی جستجو کر۔ اس کے بعد جستجو کرنا مفید نہیں
ہے۔ اللہ تو ہر شے سے پہلے موجود اور ہر شے کا وجود میں لانے والا اور ہر شے

سے بعد موجود رہنے والا ہے۔ تو موت کی یاد اور آفات پر صبر کو لازم پکڑ اور تمام حالتوں پر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھ۔ جب تجھے یہ تینوں خصلتیں کامل طور سے حاصل ہو جائیں گی تو تجھے سلطنت حاصل ہو جائے گی۔ موت کی یاد سے تیرا زہد درست ہو جائے گا اور صبر کرنے سے جن چیزوں کی تو اللہ تعالیٰ سے خواہش کرتا ہے ان سب پر تو فتح مند ہو جائے گا اور توکل سے تمام چیزیں تیرے قلب سے نکل جائیں گی اور تیرا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہو جائے گا اور تجھ سے دنیا و آخرت اور ماسوی اللہ سب دُور ہو جائیں گے۔ تجھے ہر طرف سے راحت آئے گی اور ہر جانب سے تیری حفاظت و حمایت ہو گی۔ اللہ تعالیٰ چھ جہتوں سے تیری حفاظت فرمائے گا۔ مخلوق میں سے کسی کو تیرے اُوپر راستہ نہ رہے گا کہ تجھ پر کوئی غالب آ سکے۔ تمام جہات تجھ سے روک دی جائیں گی اور تمام دروازہ تیری جانب سے بند کیے جائیں گے تو منجملہ اُن لوگوں کے ہو جائے گا جس کی نسبت ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ان عبادی الایۃ اے شیطان میرے بندوں پر تجھے حکومت و غلبہ نہیں۔ شیطان لعین کی موحد و مخلص بندوں پر جن کے عمل خدا ہی کے لیے ہوتے ہیں حکومت کیونکر ہو سکتی ہے۔ زبان تو انتہا میں کھلا کرتی ہے نہ کہ ابتدائے کلام میں۔ ابتداء تو کلیۃً گونگا پن ہے اور انتہا از سرتا پا گویائی۔ مخلص کی بادشاہت دل میں حکومت و غلبہ باطن میں ہوتا ہے ظاہر کا اعتبار نہیں۔ ان میں وہ شاذ و نادر ہوتا ہے جو کہ جامع ہو درمیان ملک ظاہر و باطن کے تو ہمیشہ اپنے حال کو چھپاتا رہ اور ہمیشہ ایسا رہ یہاں تک کہ تو کامل ہو جائے اور تیرا قلب واصل الی اللہ ہو جائے۔ پس جب تو اس درجۂ کمال کو پہنچ جائے گا تو اُس وقت کسی کی پرواہ نہ کرے گا اور جب تو نے اپنے حال کو درست کر لیا اور تو نے اپنے مقام پر قیام کر لیا اور تیرے

نگہبانوں نے تیرا احاطہ کر لیا اور تمام مخلوق تیری نگاہوں میں مثل ستونوں اور درختوں کے ہو گئی اور مخلوق کی تعریف اور برائی کرنا تیرے نزدیک برابر ٹھہرا اور ان کی توجہ اور روگردانی یکساں ہوئی پھر تجھے پرواہ ہی کیوں ہونے لگی۔ ایسی حالت میں تو مخلوق کا بگاڑنے اور بنانے والا ہو جائے گا جس طور سے چاہے گا تو اپنے خالق کی اجازت سے ان میں تصرف کرنے لگے گا۔ اللہ تعالیٰ تجھے حل وعقد کا منصب عطا فرمائے گا اور حکومت تیرے قلب کے ہاتھ میں اور شناخت تیرے باطن کے ہاتھ میں آ جائے گی۔

جب تک ایسی درست حالت نہ ہو گفتگو نہ کر ورنہ عقل مند بن ہوس ناکی نہ کر تو نابینا ہے اپنے لیے کوئی کش تلاش کر۔ تو جاہل ہے، اپنے لیے معلم ڈھونڈ۔ جب کوئی ایسا قابل تجھے مل جائے پس تو اس کا دامن پکڑ لے اور اس کے قول ورائے کو قبول کر اور اس سے سیدھا راستہ پوچھ۔ جب تو اس کی رہنمائی سے سیدھی راہ پر پہنچ جائے پس وہاں جا کر بیٹھ جا تا کہ تو اسے بخوبی پہچان لے۔ پس اس وقت میں ہر گمکردہ راہ تیری طرف رجوع کرے گا اور تو فقراء ومساکین کا خوان بن جائے گا جو آئے وہ روحانی غذا کھائے۔ اللہ تعالیٰ کے اسرار کی حفاظت کرنا اور مخلوق کے ساتھ اخلاق حسنہ سے پیش آنا منجملہ جوانمردی کے ہے تو اللہ تعالیٰ کی تلاش اور ماسوی اللہ کو چھوڑ کر محض خدا کی رضامندی کی تلاش سے کیوں جدا ہو رہا ہے۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں سُنا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

منکم من یرید الدنیا

تم میں سے بعض وہ ہیں جو دنیا چاہتے ہیں اور بعض آخرت کے متلاشی ہیں اور پھر ارشاد فرمایا وہ اس کی ذاتِ کریمہ کی خواہش کرتے۔ اگر تیرا نصیبہ اچھا ہوتا تو تیرے پاس غیرتِ الٰہی کا ہاتھ آتا جو تجھ کو ہر ایک ماسوی اللہ کے ہاتھ سے چھڑا لیتا اور تجھ

کو پکڑ کر اللہ تعالیٰ کے قرب کے دروازہ تک لے جاتا پس اس جگہ اللہ ہی کی ولایت ہے جو حق ہے۔ اب بھی کوشش کر۔ جب تجھے یہ مال مل جائے گا دنیا و آخرت دونوں بغیر مشقت کے تیرے خادم بن جائیں گے۔ ہاتھ جوڑے کھڑے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھٹ کھٹا اور اسی پہ ثابت قدم رہ۔ پس جب تو وہیں ٹھہرا رہے گا تجھے سب خطرات ظاہر ہو جائیں گے تو نفس و خواہشات اور قلب و شیطان اور فرشتہ اور حاکم کے خطرات کو پہچاننے لگے گا اُس وقت تجھے کہا جائے گا یہ خطرات حق ہیں اور یہ باطل۔ پس تو ہر ایک کو اس کی علامت سے دریافت کرے گا۔ جب تو اس مقام تک پہنچ جائے گا تو تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاطر آئے گی جو تجھے مؤدب بنائے گی اور خبردار کر دے گی اور یہی تجھے کھڑا کرے گی اور بٹھلائے گی اور حرکت دے گی اور سکون بخشے گی نیکی کا حکم دے گی اور برائی سے روکے گی۔

تقدیر کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے تقدیر کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

"اے اہلِ جماعت! تم زیادتی اور کمی اور تقدم و تاخر کو طلب نہ کرو کیونکہ تقدیر علیحدہ علیحدہ تم میں سے ہر ایک کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور وہی ہونے والا ہے اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کی کتاب و تاریخ مخصوص نہ ہو۔"

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"تیرا رب مخلوق اور اس کی تخلیق، رزق اور موت سے فارغ ہو چکا۔ قلم تمام

ہونے والی چیزوں کو لکھ کر خشک ہو چکا۔"
بہ تحقیق اللہ تعالیٰ ہر شے سے فارغ ہو گیا اس کی قضا سابق ہے اور حکم آیا اور اس پر امر و نہی اور الزام کا پردہ ڈالا گیا۔ پس کسی کو یہ حلال نہیں کہ وہ قضاء و قدر کے حکم پر حجت لائے جو ہونا تھا ہو چکا بلکہ یوں کہے لایسال الایۃ اللہ سے کسی فعل کا سوال نہ کیا جائیگا اور بندوں سے سوال کیا جائے گا۔

سر کی حقیقت کا انکشاف

"ایک بزم عالی شان میں حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سر کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا۔
"اے اہلِ جماعت! تم اس ظاہر پر عمل کرو جو سپیدی پر سیاہی ہے یعنی لکھے ہوئے پر تاکہ تمہارا یہ عمل تم کو اس اَمر کے باطن کی طرف برانگیختہ کرے جب تو اس ظاہر پر عمل کرے گا تو یہ تیرا عمل باطن کے سمجھنے پر تجھے پہنچا دے گا تو باطن کو سمجھنے لگے گا۔ اوّل سمجھنے والی چیز تیرا سر ہے پھر اس سے تیرے قلب پر اظہار ہوتا ہے اس کے بعد قلب سے تیرے نفس پر اور نفس سے تیری زبان پر اور زبان سے مخلوق پر۔ یہ اَمر مخلوق کی طرف ان واسطوں سے ان کی مصلحتوں اور بہبود کے لیے متعدی ہوتا رہتا ہے پہنچتا ہے۔ مبارک ہو تجھے اگر تو اللہ تعالیٰ کی موافقت کر کے اس کو اپنا محبوب سمجھنے لگے۔"

محبّت کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے محبّت کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا۔

اے اہلِ جماعت! تجھ پر افسوس! کہ تُو تو خدا کی محبّت کا دعوے دار بن گیا آیا تجھے اس کی خبر نہیں کہ محبّت کے لیے چند شرائط ہیں :۔

۱۔ اپنے اور غیر کے معاملات میں خدا کی موافقت کرنا۔

۲۔ ماسوی اللہ کی طرف سکون کرنا۔

۳۔ اللہ ہی سے اُنس پکڑنا اور اس کے ساتھ رہنے سے وحشت نہ کرنا۔

جب اللہ تعالیٰ کی محبت کسی بندہ کے دل میں قرار پکڑتی ہے تو وہ بندہ اُسی کے ساتھ اُنس پکڑ لیتا ہے اور ہر اُس چیز کو دشمن سمجھتا ہے جو اس کو خدا کے اُنس سے روکے۔ تو اپنے جھوٹے دعوے سے توبہ کر لے۔ محبتِ الٰہی خلوت نشینی، آرزو اور جھوٹ نفاق اور بناوٹ سے حاصل نہیں ہوتی۔ اس سے توبہ کر اور پھر توبہ پہ قائم رہ محض توبہ کوئی شاندار چیز نہیں بلکہ توبہ پر قائم رہنے میں شان ہے۔ تیرے درخت بو دینے میں کوئی شان نہیں شان تو اس کے جمنے اور شاخوں کے پھوٹنے اور پھل لانے میں ہے۔

شکوہ کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ عالی میں شہنشاہِ بغداد نے شکوہ کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی موافقت خوف، نقصان فقیری، امیری سختی اور نرمی، بیماری اور عافیت، خیر وشر، ملنے نہ ملنے سب میں لازم پکڑو۔ میرے خیال میں تمھارے لیے سوائے تسلیم اور راضی برضاء الٰہی رہنے کے کوئی دوا نہیں جب اللہ تعالیٰ تمھارے اُوپر کوئی حکم جاری کرے اُس سے وحشت نہ

کرو اور اس میں جھگڑا نہ کرو اور اس کا گلہ اس کے غیر سے نہ کرو۔ تمہارا غیر سے خدا کا شکوہ گلہ تمہاری بلا و مصیبت کو اور بڑھا دے گا بلکہ سکوت و سکون اور گمنامی اختیار کرو۔ اس کے روبرو ثابت قدم رہو۔ اور وہ جو کچھ تمہارے ساتھ اور تمہارے معاملات میں کرے اسے بخوشی دیکھے جاؤ۔ اس کی تبدیلی و تغیر پر خوش رہو۔ جب تمہارا خدا کے ساتھ ایسا معاملہ ہو جائے گا تو یقیناً وہ تمہاری وحشت کو اُنس سے اور تمہارے غم کو خوشی سے بدل ڈالے گا۔

بندگی کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بندگی کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے غلام! اللہ تعالیٰ کی بندگی کہاں ہے تو حقیقی بندگی اور سچی غلامی حاصل کر اور اپنے تمام کاموں میں کفایت اختیار کر، خدا ہی کو کافی سمجھ۔ تو اپنے مالک سے بھاگا ہوا غلام ہے اُسی کی طرف واپس ہو اور اُسی کی طرف سر جھکا دے یا پست ہو جا اُس کے حکم کی بجا آوری کے ساتھ اور اس کے منع کیے ہوئے کام سے باز رہنے کے ساتھ اور اس کے مقدرات پر صبر و موافقت کے ساتھ تواضع کر۔ جب یہ کمال تجھے مل جائے گا تب تیری بندگی و غلامی تیرے آقا کے لیے پوری ہو جائے گی اور اس کی طرف سے تجھے کفایت نصیب ہو گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کفایت کرنے والا نہیں"۔ جب اللہ تعالیٰ کے لیے تیری غلامی درست ہو جائے گی وہ تجھے اپنا محبوب بنا لے گا اور اپنی محبت تیرے قلب میں مضبوط کر دے گا اور اس کے سبب سے بغیر مشقت و بغیر جستجو

کے تجھے اپنا مونس بنا لے گا اور تجھے اس کے غیر کی صحبت اچھی معلوم نہ ہوگی۔ پس تو اللہ سے تمام حالتوں میں راضی ہو جائے گا۔ پس اگر وہ تجھ پر باوجود فراخی زمین کے زمین کو تنگ کر دے اور باوجود گنجائش و وسعت کے تیرے اُوپر دروازہ بند کر دے تو تُو اس پر غصہ نہ کر اور اس کے غیر کے قریب نہ جا اور اس کے غیر کا کھانا نہ کھا اس وقت تک تو موسیٰ علیہ السلام سے مل جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے حق میں فرمایا ہے ان پر پہلے ہی سے دودھ پلانے والی حرام کر دی تھیں۔ ہمارا پروردگار ہر شئے کا جاننے والا ہے، ہر شئے میں گواہ ہے، ہر شئے پر حاضر ہے، ہر شئے کے ساتھ اور ہر شئے کے قریب ہے، تمھارے واسطے اس سے غائب ہونا نہیں، تم اس سے غائب نہیں ہو سکتے، معرفت کے بعد انکار کا کیا کام۔

تجھ پر افسوس کہ تو خدا کو پہچانتا ہے اور اس سے رجوع کرنا اور انکار کرتا ہے اس سے رجوع نہ کر پس بہ تحقیق توکل سے بھلائیوں سے محروم کر دیا جائے گا اس کے ساتھ صبر کر اور اس سے صبر نہ کر۔ کیا تو یہ نہیں جانتا کہ جس نے صبر کیا قدرت والا ہو گیا اور یہ کیسا کام ہے۔ یہ کیسی عجلت ہے سوچ غور کر۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

"اے ایمان والو صبر کرو۔ اور صبر دلاؤ اور دشمن کے گھات پر مقیم رہو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ"

اور صبر کے بارے میں قرآن مجید میں بہت سی آیات ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ صبر میں کیا کیا خوبیاں اور نعمتیں اور اچھا بدلہ اور عطائیں اور دین و دنیا کی راحت ہے۔ صبر کو لازم پکڑو۔ تم نے اس کی خوبیاں دنیا و دین کی معلوم کر لی ہیں۔ تم زیارتِ قبور اور صلحاء کی طرف آمد و رفت اور نیک کام کرنے

کو لازم پکڑو۔ یقیناً تمہارا کام درست و راست ہو جائے گا۔ تم اس جماعت سے نہ ہو کہ جب ان کو نصیحت کی جائے تو نصیحت قبول نہ کرے اور جب سُنے تو اُس پر عمل نہ کرے۔ تمہارے دین کی بربادی چار چیزوں سے ہے :۔

۱۔ یہ کہ تم علم پر جسے سیکھا ہے عمل نہیں کرتے۔

۲۔ یہ کہ جس کا علم نہیں اُس پر عمل کرتے ہو۔

۳۔ یہ کہ جس کو تم جانتے نہیں ہو اُسے حاصل نہیں کرتے۔

۴۔ یہ کہ تم دوسروں کو تعلیم سے روکتے ہو۔

مجالسِ ذکر کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ عالی میں شہنشاہِ بغداد ؒ نے مجالس ذکر کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :۔

اے اہلِ جماعت! تم جب مجالسِ ذکر میں آتے ہو تو تمہاری حاضری صرف سیر و تفریح کے لیے ہوتی ہے نہ علاج کی غرض سے اور تم واعظ کے پند و نصائح سے اعراض کرتے ہو اور اُس کی خطاء اور لغزشوں پر نگاہ رکھتے ہو اور استہزاء کرتے ہو اور ہنستے کھیلتے ہو۔ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے سروں سے قمار بازی کرنے والے ہو۔ سچے طور سے سر کو حرکت نہیں دیتے۔ تم اس سے توبہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے مشابہت نہ کرو اور جو کچھ سنو اس سے نفع لو، نصیحت حاصل کرو۔

نجات کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ عالی میں شہنشاہِ بغداد نے فلاح و نجات کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اے غلام! جب تو فلاح و نجات کا قصد کرے پس تو موافقتِ الٰہی میں اپنے نفس کی مخالفت کر اور طاعتِ الٰہی میں نفس کی موافقت اور معصیت الٰہی میں اس کی مخالفت کر۔ تیرا نفس مخلوق کے پہچاننے سے تیرا حجاب ہے اور خلق معرفتِ الٰہی سے حجاب ہے۔ پس جب تک تو اپنے نفس کے ساتھ رہے گا تو مخلوق کو نہ پہچانے گا۔ جب تک تو مخلوق کے ساتھ رہے گا تو اللہ تعالیٰ کو نہ پہچانے گا۔ جب تک تو دنیا کے ساتھ رہے گا آخرت کو نہ دیکھے گا اور جب تک تو آخرت کے ساتھ رہے گا تو ربِ آخرت کو نہ دیکھے گا جیسے کہ دنیا اور آخرت دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح خالق و مخلوق دونوں کا اجتماع غیر ممکن ہے"۔

نفس کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ عالی میں شہنشاہِ بغداد نے نفس کی نفسانیت کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے غلام! نفس برائی کا حکم دینے والا ہے یہ اس کی جبلی عادت ہی ہے پس مدت کے بعد اصلاح پذیر ہوگا۔ اس کی اصلاح اس وقت تک کرتا رہ حتیٰ کہ وہ قلب کے موافق ہو جائے۔ نفس سے تمام حالتوں میں جہاد و مقابلہ کرتا رہ اور

اس کو ارشادِ الٰہی فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا سے دلیل و حجّت نہ سکھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر نفس کو اس کی بدکاری اور پرہیزگاری کا الہام کر دیا ہے۔ نفس کو مجاہدہ کی آگ سے پگھلا دے پھر جب نفس پگھل جائے گا اور فنا ہو جائے گا اُس وقت وہ قلب کی طرف قرار پکڑے گا۔ پھر قلب باطن کی طرف اور باطن اللہ تعالیٰ کی طرف مطمئن ہو کر قرار پکڑے گا پس اسی جگہ سے سب کے سب سیراب ہو جائیں گے۔ جب تیرا اپنا نفس کو پگھلانا ختم ہو جائے گا اس وقت قلب کی جانب سے تجھے آواز دی جائے گی کہ اپنے نفسوں کو قتل نہ کرو بیشک تمہارا خدا تم پر مہربان ہے۔ یہ خطاب جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے گا جبکہ نفس کو کدورتوں سے پاک کر لیا جائے گا اور شر کو دفع۔ قلب ذکرِ الٰہی اور اس کی طاعت سے موٹا ہو جائے گا۔ اور جب تک اس کو یہ بات حاصل نہ ہو تو باوجود کدورت و خرابی نفس کے قربِ الٰہی کی امید نہ رکھنا۔ کیونکہ جب نفس نجاستوں سے پاک نہ ہو گا تو اس کو حضرت بادشاہ کا قرب کیونکر حاصل ہو سکے گا۔

آرزوئے نفس کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے نفس کی آرزو کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:

اے غلام! تو نفس کی آرزو کو کوتاہ کر دے تو وہ تیری مرضی کے مطابق تیرا مطیع ہو جائے گا اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے مطابق نصیحت سُنا۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

"جب تو صبح کرے تو اپنے دل میں شام کے آنے کا خیال نہ کر اور

جب تو شام کرے تو صبح کے آنے کی اُمید نہ رکھ کیونکہ تو نہیں جانتا کہ کل تیرا نام زندوں میں ہوگا یا مردوں میں تو بہ نسبت غیروں کے اپنے نفس پر بہت زیادہ مہربان ہے حالانکہ تُو نے اسے خراب کر رکھا ہے پس اس پہ تیرا غیر کیسے مہربان ہوگا اور اس کی حفاظت کیونکر کرے گا۔ تیری آرزو حرص کی قوت نے تجھ کو نفس کے ضائع کرنے پر ابھار رکھا ہے تو آرزو کے کوتاہ کرنے اور حرص کے کم کردینے اور موت کے یاد کرنے اور مراقبۂ الٰہی اور صدیقین کے انفاس و کلمات سے علاج کرنے اور ایسے ذکر میں جو کہ کدورت سے صاف ہو۔ رات دن کوشش کر۔ نفس سے کہہ دے کہ تیری نیک کمائی تیرے نفع کے لیے اور بُری کمائی تیرے نقصان کے لیے ہے ذرا سوچ سمجھ کر عمل کر کوئی دوسرا تیرے ساتھ عمل نہ کرے گا اور نہ وہ تجھ کو اپنے عمل میں سے کچھ دے گا۔

مجاہدہ کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجاہدہ کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے غلام! عمل و مجاہدہ ضروری چیزیں ہیں تیرا دوست وہ ہے جو تجھے بُرائی سے روکے اور تیرا دشمن وہ ہے جو تجھے گمراہی بتائے۔ مَیں تو تجھے مخلوق کے پاس دیکھ رہا ہوں نہ کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔ تو نفس اور مخلوق کے حق کو ادا کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حق کو نظر انداز کر رہا ہے۔ خدا کی نعمتوں پر تو غیر اللہ کا شکر گزار بنا ہُوا ہے۔ تیرے پاس جو نعمتیں ہیں وہ تجھے کس نے دی ہیں کیا غیر اللہ نے دی ہیں تاکہ تو اس کا شکر ادا کرے اور اس غیر کی عبادت کرے۔ اگر تو جانتا ہے

کہ تمام موجودہ نعمتیں خدا کی طرف سے ہیں پس تیرا شکر کہاں ہے اور اگر تو یہ جانتا ہے کہ اُس نے تجھے پیدا کیا ہے پس تیری عبادت اُس کے احکام کے بجالانے اور اس کے ممنوعات سے باز رہنے میں اور اس کی بلا پر صبر کرنے میں کہاں ہے۔

جہاد کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے جہاد کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اے غلام! اپنے نفس سے اتنا جہاد کر کہ وہ سیدھے راستہ پر آجائے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

"وہ لوگ جو کہ ہمارے راستہ میں جہاد کرتے ہیں البتہ ہم ان کو اپنے راستے دکھا دیتے ہیں"

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اگر تم خدا کی مدد کرو گے وہ تمہاری مدد کرے گا اور وہ تمہارے قدموں کو مضبوط کر دے گا"

تو نفس کو بیکار مت چھوڑ اور اس کی اطاعت نہ کر تجھے نجات مل جائے گی اور اس کے روبرو تبسم نہ کر اور اس کی ہزار باتوں میں سے ایک بات کا جواب دے یہاں تک کہ نفس مہذب بن جائے۔ جب نفس تجھ سے خواہشات و لذات کی خواہش کرے پس ڈھیل دے اور تاخیر کر اور کہہ دے کہ تیرے ایفاء وعدہ کا مقام جنت ہے انکار کی تلخی پر تو نفس کو صابر بنا حتیٰ کہ تجھے عطائے الٰہی آجائے۔

نفس وحق کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ عالی میں شہنشاہِ بغداد نے نفس وحق کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:

"اے غلام! جب تو نفس کو صابر بنائے گا اور وہ صبر کرنے لگے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کا ساتھی بن جائے گا"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"بتحقیق اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔"

تو نفس کے قول کو قبول نہ کر کیونکہ وہ تو برائی ہی کا حکم دے گا۔ اگر تو نفس کو درست رکھتا ہے پس اس کی مخالفت کیا کر۔ نفس کی درستی اس کے خلاف کرنے ہی میں ہے۔ اے نفس کے ساتھ ٹھہرنے والے اور معرفتِ الٰہی کے مدعی تو اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ نفس وحق دونوں جمع نہیں ہوتے ہیں۔ دنیا و آخرت دونوں جمع نہیں ہوتے ہیں۔

حُبِّ دُنیا کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ عالی میں شہنشاہِ بغداد نے حُبِّ دنیا کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:

اے غلام! جو اپنے نفس کے ساتھ ٹھہر گیا وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہیں ٹھہر سکتا اور جو دنیا کے ساتھ ٹھہرا وہ آخرت کے ساتھ بھی نہیں ٹھہر سکتا۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"جس نے اپنی دُنیا کو دوست رکھا اُس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے اپنی آخرت کو دوست رکھا اُس نے اپنی دُنیا کو نقصان پہنچایا۔"

صبر اختیار کر جب تیرا صبر کامل ہو گا تو تیری رضا کامل ہو جائے گی فنا تجھے نصیب ہو گی۔ پس ہر چیز تیرے نزدیک خوشگوار ہو جائے گی۔ سب تیرے نزدیک شکر بن جائے گا۔ دوری قرب ہو جائے گی۔ شرک توحید بنے گا پھر تو مخلوق کی طرف سے نہ نقصان دیکھے گا نہ نفع۔ تجھے ہم ضد نظر ہی نہ آئیں گے۔ سب دروازہ اور جہتیں متحد ہو جائے گی۔ پس تو ایک جہت کے سوا کچھ نہ دیکھے گا۔ یہ ایسی حالت ہے کہ بہت سی مخلوق اس کو سمجھ ہی نہیں سکتی۔ بلکہ یہ حالت لاکھوں میں سے کسی کسی کو نصیب ہو جاتی ہے۔

معیّتِ الٰہی کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے معیّتِ الٰہی کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے غلام! تو اس بات کی کوشش کر کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے یہیں مر مٹے۔ تیری کوشش یہ ہو کہ بدن سے رُوح نکلنے سے پہلے تیرا نفس مر مٹے۔ نفس کی موت صبر و مخالفت سے ہو سکتی ہے۔ عنقریب اس کا انجام سدا اچھا ہو جائے گا اور اس کا بدلہ تیرے لیے فنا نہ ہو گا۔ میں نے بہ تحقیق صبر کیا ہے اور اس کا انجام بہتر دیکھا ہے میں مر چکا پھر اس نے مجھے زندہ کیا پھر اس نے مجھے مارا اور میں غائب ہو گیا۔

پھراس نے میری غیبت سے مجھے موجود کر دیا میں اس کی معیت میں ہلاک ہوا اور اسی کی معیت میں مالک بن گیا۔ میں نے اختیار و ارادہ کے چھوڑ دینے میں نفس سے جہاد کیا یہاں تک کہ مجھ کو یہ معیت الٰہی حاصل ہو گئی۔ پس اب تقدیر الٰہی میرا ہاتھ تھامتی ہے اور احسان خداوندی میری مدد کرتا ہے اور اس کا فعل مجھے چلاتا پھراتا ہے اور غیرتِ الٰہی میری حفاظت کرتی ہے اور مشیئت الٰہی میری اطاعت کرتی ہے اور سابقہ قضاء و قدر مجھے آگے بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ مجھے بلند کر رہا ہے۔

محافظت کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم عالی میں شہنشاہِ بغداد نے محافظت کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

اے غلام! تجھ پر افسوس تو مجھ سے بھاگتا ہے حالانکہ میں تیرا محافظ اور کوتوال ہوں۔ میں تیرے نفس کی حفاظت کرتا ہوں۔ تیری جگہ میرے پاس ہے یہاں قرار لے ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا۔ اے جاہل بیوقوف حج کے لیے تو اوّل میرے پاس آ پھر بیت اللہ شریف کا حج کرنا۔ میں تو کعبہ کا دروازہ ہوں میرے پاس آتا کہ میں تجھ کو حج کا طریقہ بتاؤں کہ حج کیسے کیا جاتا ہے اور خطاب کا طریقہ بتاؤں جس سے تو ربِ کعبہ سے خطاب کر سکے۔ جب مطلع صاف ہوگا غبار اُٹھ جائے گا تو تم حقیقت کو دیکھ لو گے۔ اے اہل سیاست! میری حفاظت میں آجاؤ بہ تحقیق مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے قوت عطا فرما دی گئی ہے۔ اولیاء اللہ تم کو وہی حکم دیتے ہیں جیسا کہ بحکم الٰہی میں تم کو حکم دیتا ہوں اور

اور جس سے منع کرتا ہوں وہ بھی تم کو منع کرتے ہیں۔ ان کی طرف تمھاری خیر خواہی سپرد کردی گئی ہے۔ پس وہ اس امانت کو ادا کرتے رہتے ہیں۔ تم دارِ حکمت دنیا میں کام کیے جاؤ یہاں تک کہ دارِ قدرت واسباب کی حاجتمند ہے اور قدرت اس کی طرف محتاج نہیں اور جز این نیست کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا یوں کیا ہے قدرت کو دارِ حکمت سے تمیز دے دے، جدا جدا کر دے۔

دارِ آخرت کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ عالی میں شہنشاہِ بغداد نے دارِ آخرت کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا۔

اے غلام! دارِ آخرت میں وجودِ اشیاء بلا سبب ہوگا۔ وہاں تمھارے اعضاء بولنے لگیں گے اور اللہ تعالیٰ کی جو تم نے نافرمانیاں کی ہیں اس پر قیامت کے دن تمھارے اعضاء گواہی دیں گے۔ تمام راز فاش ہو جائیں گے اور تمام پوشیدہ اُمور ظاہر خواہ تم چاہو یا انکار کرو، تمھاری مشیت کام نہ دے گی۔ کوئی شخص مخلوق میں سے دوزخ میں بغیر قلب سرد کے داخل نہ ہوگا چونکہ اس پر دلیل قائم ہو گی کچھ عذر نہ کر سکے گا ٹھنڈے دل داخل ہو جائے گا تم اپنے نامۂ اعمال کو فکر کی زبانوں سے پڑھو۔ پھر گناہوں سے توبہ کرو اور نیکیوں پر شکرِ الٰہی ادا کرو۔ گناہوں کے دفتروں کو جمع کر کے دیکھو اور ان کی سطروں پر توبہ کا قلم پھیر دو، ان سطروں کو قلم زد کر دو۔

مصاحبت کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے مصاحبت کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے غلام! تو نے میرے ہاتھ پر توبہ کی اور میری صحبت میں رہا لیکن جب تو نے میرے قول کو نہ مانا جو کہ میں تجھ سے کہتا ہوں۔ پس تجھے اس سے کیا فائدہ ہو گا۔ تو نے محض ظاہری پرستی کی اس کا راغب ہوا۔ حقیقت کی طرف متوجہ نہ ہوا جو کہ میری مصاحبت چاہے، میرے قول کو قبول کرے، اس پر عامل ہو جس طور سے میں پھروں وہ بھی پھرے ورنہ میری صحبت میں نہ رہے ایسی حالت میں وہ بہ تحقیق نفع کی بہ نسبت زیادہ نقصان اُٹھائے گا۔ میں ایک مہذب دستر خوان ہوں اور کوئی مجھ سے کچھ کھانا نہیں چاہتا۔ میں کھلا ہوا دروازہ ہوں لیکن اس میں کوئی داخل نہیں ہوتا۔ میں تمھارے ساتھ کیا عمل کروں کس قدر کہوں حالانکہ تم تو میری بات کو سننا ہی نہیں چاہتے۔ میں تو تم کو تمھارے ہی لیے چاہتا ہوں نہ کہ اپنے فائدے کے لیے۔ نہ میں تم سے ڈرتا ہوں اور نہ تم سے کچھ اُمید رکھتا ہوں اور نہ ویرانہ۔ کہاری میں تفریق کرتا ہوں۔ باقی زندہ اور مردہ امیر و فقیر بادشاہ و رعایا کے درمیان میں کچھ فرق نہیں سمجھتا ہوں۔ حکم تو تمھارے غیر کے قبضہ میں ہے۔

خطا کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے ارشاد فرمایا:۔

اے غلام! جب میں نے دنیا کی محبّت کو اپنے دل سے نکال دیا تو میں نے یہ کمال حاصل کر لیا۔ جب تیرے دل میں دنیا کی محبّت موجود ہے پھر تیری توحید کیسے درست ہو سکتی ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"دنیا کی محبّت ہر خطا کی جڑ ہے۔"

جب تک تو حالتِ ابتدائی میں عبادت گزار اور سالک رہے گا۔ پس دنیا تیرے لیے خطا کی جڑ رہے گی۔ پس جب تیرے قلب کا سیر ختم ہو جائے گا اور وہ قربِ الٰہی سے فائز ہو جائے گا تو مقسوم دنیا جو تیرے حصّہ کا ہے تجھے محبوب بنا دیا جائے گا اور غیر کی مقسوم کی تیرے دل میں عادت ڈال دی جائے گی۔ تیرا مقسوم اس لیے محبوب بنا دیا جائے گا تاکہ تُو اپنے مقسوم ازلی کا جو کہ قضا و قدر میں تیرے لیے سابق ہو چکا ہے قابض ہو جائے پس تو اس پر قانع بنے اور غیر کی طرف تیری توجّہ نہ ہو اور تیرا دل اللہ کے حضور میں قائم رہے۔ دنیا کے مقسوم میں تو ویسا ہی تصرف کرے جیسے جنّتی اس کو استعمال کریں گے۔ پھر تمام وہ احکام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری ہوں گے تیرے محبوب بن جائیں گے کیونکہ تو ارادۂ الٰہی سے قصد کرتا اور اس کے اختیار سے تو اشیاء کو اختیار کرے گا اور اسی کی تقدیر کے ساتھ گھومتا رہے گا۔ تیرا دل ماسوی اللہ سے جُدا ہو گا۔ دنیا و آخرت تجھ سے دور ہو جائے گی۔ پس تیرا اپنے مقسوم کر لینا اور اسے محبوب رکھنا خدا کے حکم کے ماتحت ہو گا نہ کہ اپنی طرف سے۔

منافق کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم میں شہنشاہِ بغداد نے منافق ریاکار کی حقیقت کا انکشاف کرتے

ہوئے ارشاد فرمایا۔

منافق ریاکار اپنے عمل پر مغرور رہتا ہے۔ دن میں ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اور راتوں کو شب بیداری کرتا ہے۔ موٹا سوٹا کھاتا پیتا ہے اور حقیقۃً ظاہر و باطن میں اندھیرے میں ہی ہے۔ اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف ایک قدم بھی نہیں بڑھتا پس وہ عمل کرنے والوں اور غم اُٹھانے والوں میں سے ہے جن کے بارے میں عاملۃ ناصبۃ فرمایا گیا ہے اس کی چھپی ہوئی حالت صدیقین اور اولیاء اللہ اور صالحین پر جو کہ واصل الی اللہ ہیں آج بھی ظاہر ہے، اس کو مخلوق میں سے آج خاص لوگ جانتے پہچانتے ہیں کل اس کو جملہ عوام بھی پہچان لیں گے۔ جب خاص لوگ اسے دیکھتے ہیں اپنے دلوں سے اس پر غیظ و غضب کرتے ہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی سے اس کی عیب پوشی کرتے ہیں۔ اسے دنیا میں آشکار نہیں کرتے تو اپنے نفاق کے ساتھ اولیاء اللہ کی جماعت میں داخل نہ ہو جب تک کہ تو اپنی زنار کو نہ مونڈوائے اور اسلام کی تجدید نہ کرے اور تیرے دل میں توبہ متحقق نہ ہو جائے اور تو اپنی طبیعت و خواہش اور اپنے وجود اور تحصیل منفعت اور دفع ضرر کے گھر سے باہر نہ ہو جائے۔

خلوت نشینی کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم میں شہنشاہ بغداد نے خلوت نشینی کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا۔

اے غلام! واعظوں اور اولیاء اللہ کے حالات نہ سُنا جب تک کہ تو اپنے آپ سے باہر نہ ہو جائے، اپنے نفس و خواہش و طبیعت کو دروازہ پر نہ چھوڑ دے

اور قلب کو دہلیز میں اور باطن کو بادشاہ کے حضور میں مقامِ خلوت میں نہ چھوڑ دے تیرا کلام نامسموع ہے زبان نہ ہلا۔ اوّلاً جلد تو بنیاد کو مضبوط کر لے پس جب تو اُسے مضبوط کر لے تو عمارت کی طرف دوڑ۔ بنیاد کیا ہے دین اور دل کی سمجھ وعلم وفقہ نہ محض زبان زوری وفقہ لسانی کہ وہ تو تجھ کو محض مخلوق اور اس کے بادشاہوں سے نزدیک کر دے گی اور تفقہ قلبی تجھ کو قربِ الٰہی کی صدر مجلس میں لے کر چھوڑے گا اور تجھے صدر مجلس بنا دے گا اور تجھے بلندی دے گا اور تیرے قدم خدا کی طرف بڑھائے گا اس کو اختیار کر۔

مصلحت کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ عالی میں شہنشاہِ بغداد نے مصلحت کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے غلام! تجھ پر افسوس تو اپنے زمانے کو علم کی طلب میں ضائع کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا پس تو جہالت کے قدم پر ہوس میں مبتلا ہے۔ دشمنانِ خدا کی خدمت میں لگا ہوا ہے اور ان کو شریکِ خدا سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو تجھ سے اور تیرے شرک سے بے پرواہ ہے وہ اپنے ساتھ کسی شریک کو قبول نہیں کرتا کیا تجھے اس کا علم نہیں کہ بہ تحقیق تو اس کا بندہ ہے جس کے ہاتھ میں تیری باگ ہو۔ اگر تو اپنی بھلائی چاہتا ہے پس تو اپنے قلب کی باگ کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں کر دے اور اس پر حقیقی بھروسہ کر اور اس پر تہمت نہ لگا کیونکہ وہ تو ہر تہمت سے بری ہے وہ تیری مصلحت کو تجھ سے زیادہ پہچانتا ہے وہ جانتا ہے اور تو نہیں جانتا۔ تو اس کے سامنے سکون، گمنامی اور آنکھیں بند کر لینے اور سر جھکانے

اور گونگا پن کو لازم پکڑ یہاں تک کہ تجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بولنے کا حکم آجائے اب تو اس کے ارادہ سے بول نہ کہ اپنے قصد سے۔ پس اس حالت میں تیرا بولنا امراضِ قلبی کی دوا اور باطن کی شفاء اور عقول کی روشنی و ضیاء بن جائے گا۔

مناجات کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے مناجات کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

الٰہی تو ہمارے دلوں کو منور کر دے اور ان کو اپنا راستہ بتا اور ہمارے اسرار کو صاف بنا اور اپنی تائید سے قلوب کو قوی کر دے اور ہم کو دنیا و آخرت دونوں میں بھلائی نصیب کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

مسلمان، زاہد، عارف کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسلمان، زاہد اور عارف زاہد کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

مسلمان دنیا میں غریب ہے، زاہد آخرت میں غریب ہے اور عارف ماسوی اللہ میں غریب ہے۔ مسلمان دنیا میں ایک قیدی ہے۔ اگرچہ دنیا میں اس کو وسعتِ رزق و فراخیِ مکان و کثرتِ اہل ہو، اہل و عیال اس کے مال و مرتبہ میں ہر طرح اکڑتے پھرتے خوش ہوتے ہیں اور اس کے ارد گرد ہنستے پھرتے ہیں لیکن وہ باطنی قیدخانہ

میں رہتا ہے اس کی بشاشت وخوشی محض چہرہ پر ہوتی ہے اور غم اس کے قلب میں رہتا ہے۔ اس نے دنیا کی حقیقت کو پہچان کر دنیا کو اپنے قلب سے طلاق دے دی ہے۔ اوّلاً اس نے دنیا کو ایک طلاق رجعی دی کیونکہ اس کو خوف تھا کہ کہیں اعتبار ارادہ کو پلٹ نہ دیں۔ پس وہ اس حال میں تھا کہ آخرت نے اس پر اپنا دروازہ کھول دیا اور اس کے چہرہ کی چمک دمک کی تجلی اس پر ظاہر ہوئی اس وقت اس نے دنیا کو دوسری طلاق اور دے دی اس کے بعد آخرت اس کے پاس آکر اس کے گلے سے لپٹ گئی۔ پس اس نے دنیا کو تیسری طلاق دے دی اور کلیتہً اس نے آخرت کا ساتھ پکڑ لیا اور اس کے بعد وہ اسی حالت میں تھا کہ اچانک اس پر قربِ الٰہی کی بجلی چمکی۔ قربِ مولیٰ کا نور چمکا پس اس نے آخرت کو بھی طلاق دے دی۔ قربِ الٰہی کے مزے لوٹنے لگا دنیا نے سوال کیا تم نے مجھے کیوں طلاق دی جواب دیا کہ میں نے تجھ سے اچھی چیز دیکھ لی تھی پھر آخرت نے طلاق کی وجہ دریافت کی جواب دیا کیونکہ تو تو پیدا خدا کی صورت دی ہوئی بنائی ہوئی ہے تیرا وجود اسی سے ہے لیکن تو جب غیر خدا حادث ہے پس تجھے کیسے طلاق نہ دے دیتا پس اس وقت بندہ مومن کو معرفتِ الٰہی متحقق ہو گئی اور وہ ماسوی اللہ سے آزاد اور دنیا و آخرت میں غریب ہو گیا اور ہر ایک سے غائب اور ہر چیز سے محو و فنا ہو گیا۔ پس ایسی حالت فنا میں دنیا اس کی خدمت میں آکھڑی ہوتی ہے وہ دنیا کو اپنا خادم جانتا ہے نہ کہ حرم دنیا اس کے روبرو اپنے حسن و جمال سے خالی ہو کر جس کو کہ وہ ابناء دنیا کے لیے ظاہر کرتی رہتی ہے ہاتھ جوڑے کھڑی رہتی ہے۔ یہ حالت اس لیے بنادی گئی ہے تاکہ مسلمان کی توجہ دنیا کی طرف نہ ہونے پائے۔ شاہنشاہ بیگم جب کسی کو چاہنے لگتی ہے تو اپنے ہدیہ تحفہ اس محبوب کی طرف بڑھیوں اور سیاہ فام حبشن عورتوں کی معرفت اس محبوب کی حفاظت اور اس پر غیرت کی وجہ سے بھیجتی

رہتی ہے تو اپنے رب کی طرف کلیتہً متوجہ ہو جا آئندہ کل کو گذشتہ کل کے پاس اس کے پہلو پر چھوڑ دے کیا خبر کہ کل کا دن تجھے ایسی حالت میں آئے کہ تو مر چکا ہو۔

امیر کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم میں شہنشاہِ بغداد نے امیر کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

اے امیر تو اپنی امارت کی وجہ سے خدا سے غافل نہ ہو کیا خبر کہ کل تو فقیر ہو جائے تو کسی شے کے ساتھ مت رہ بلکہ تمام چیزوں کے پیدا کرنے والے کے ساتھ رہ۔ جس کا کوئی نظیر و مشابہ نہیں ہے قرار پکڑے اس کے غیر سے کسی قسم کی راحت کا خیال نہ کر۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"خدا کی ملاقات کے بغیر مسلمان کے لیے راحت نہیں۔"

جب وہ تیرے اور مخلوق کے درمیان میں خرابی و ویرانہ پن ڈال دے اور تیرے اور اپنے درمیان میں آبادی کر دے پس تو سمجھ لے کہ اس نے تجھے پسند کر لیا پس تو اس کی پسندیدگی کو بُرا نہ سمجھ جو اللہ برتر کے ساتھ صبر کرے گا وہ الطافِ الٰہی کے عجائبات دیکھنے لگے گا اور جو فقر پر صابر ہو جائے گا اس کو امیری حاصل ہو جائے گی۔ اکثر مرتبہ نبوت بکریاں چرانے والوں کو اور مرتبہ ولایت غلاموں اور غریبوں کو عطا فرمایا گیا ہے۔ جس قدر بندۂ خدا، خُدا کے سامنے جھکتا ہے اُسی قدر اللہ تعالیٰ اُس کو عزیز بنا لیتا ہے اور جس قدر اس کے روبرو عاجزی کرتا ہے اُسی قدر اللہ تعالیٰ اُس کو بلندی دیتا ہے۔ اللہ ہی عزت دینے والا، پست و بلند کرنے والا، توفیق دینے والا اور ہر اَمر کا آسان کرنے والا ہے اگر وہ ایسا نہ ہوتا تو ہم اس کو ہرگز نہ پہچانتے۔

مغرور کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے مغرور کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا۔

اے اپنے اعمال پر غرور کرنے والو! تم کس قدر جاہل ہو۔ اگر توفیقِ الٰہی نہ ہوتی تو تم نہ نماز پڑھتے اور نہ روزہ رکھتے اور نہ صبر کر سکتے تم تو مقامِ شکر میں ہو نہ کہ غرور کے مقام میں۔ اکثر بندہ اپنی عبادات، اعمال پر مغرور اور مخلوق سے اپنی حمد و ثناء کے طالب اور دنیا میں اور اہلِ دنیا میں راغب و متوجّہ ہیں اور اس کا سبب محض اپنے نفوس اور خواہشات میں وابستگی ہے۔ دنیا نفوس کی محبت اور آخرت قلوب کی محبوب ہے اور اللہ تعالیٰ باطن و اسرار کا محبوب اور قاعدہ ہے کہ ہر شخص اپنے محبوب کی طرف جھکتا ہے، ان کے قلوب میں حکم کا ڈالنا حکم کی مضبوطی کے بعد رکھا ہے کیونکہ حکم شرعی اس امر کا پہلا قدم ہے۔ علم باطن بغیر مضبوطی علمِ شریعت حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔ پس جو شخص علم باطن کا بغیر مضبوطی حکم شرعی کے دعویٰ کرے وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اس لیے کہ ہر وہ حقیقت جس کی شہادت شریعت مطہرہ نہ دے پس وہ بے دینی والحاد ہے۔

کتاب و سنّت کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے کتاب و سنّت یعنی قرآن و حدیث کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا۔

اے غلام! کتاب و سنت یعنی قرآن مجید اور سنّتِ رسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بازوؤں سے اللہ تعالیٰ کی طرف پرواز کر، تو اس کی حضوری میں ایسی حالت میں حاضر ہو کہ تیرا ہاتھ حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہو تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا راہبر و رہنما بنا لے اور تو آپ کے ہاتھ کو اختیار دے کہ وہ تیرا بناؤ سنگھار کریں اور تجھ کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کریں۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ہی اَرواح کے حاکم اور مریدین کے مربّی و سرپرست اور مرادوں کے سردار صالحین کے بادشاہ اور حالات و مقامات کے مخلوق کے درمیان تقسیم فرمانے والے ہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو سب کا امیر بنایا ہے اور یہ تمام اُمور آپ کے سپرد فرما دیئے ہیں۔ جب بادشاہ کے دربار سے خلعت دیئے جاتے ہیں تو اس کی تقسیم سپہ سالار افسر کے ہاتھ سے کرائی جاتی ہے۔

توحید کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم عالی میں حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے توحید کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:

اے غلام! توحید عبادت ہے اور شرک نفس کی عادت، اس لیے تو عبادت کو لازم پکڑ اور عادت کو چھوڑ دے، جب تو خلافِ عادت کرے گا تو تیرے حق میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلافِ عادت برتاؤ ہوگا۔ تو اپنی حالت میں تغیر کر تا کہ اللہ تعالیٰ تیری حالت میں تغیر فرما دے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

"بیشک اللہ تعالیٰ قوم کی حالت کو نہیں بدلتا ہے جب تک کہ وہ اپنے

نفوس کی حالت کو نہ بدلے۔"

تو نفس و مخلوق کو اپنے دل سے نکال ڈال اور ان دونوں کے خالق و موجد سے دل کو لبریز کر لے تاکہ وہ منصب تکوین تجھے عطا فرمائے۔ یہ ایسی چیز نہیں ہے جو دن کے روزوں اور رات کے ذکر و نماز سے حاصل ہو جائے اس کے لیے دلوں کی طہارت اور باطن کی صفائی کی ضرورت ہے۔

قربِ الٰہی کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ عالی میں شہنشاہِ بغداد نے قربِ الٰہی کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا۔

اے غلام! جب بندہ کا قلب اللہ تعالیٰ کے لیے قابل ہو جاتا ہے اور بندہ قربِ الٰہی میں جاگزیں ہو جاتا ہے تب اس کو سلطنت و بادشاہت اطرافِ زمین کی عطا فرمائی جاتی ہے۔ مخلوق کی ایذا رسانیوں پر صبر کرنے ساتھ کا رتبہ تبلیغ اس کے سپرد ہو جاتا ہے۔ باطل کا پلٹ دینا اور حق کا ظاہر کرنا اس کے حوالہ کر دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہی ان کو عطا فرماتا ہے اور وہی غنی بنا دیتا ہے کیونکہ جب وہ دیتا ہے تو یقیناً غنی بنا دیتا ہے، اس کے پیٹ کو حکمتوں سے بھر دیتا ہے۔

قلبِ عارف کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عارف کے دل کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا۔

اے غلام! اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں اور عارفین کے قلوب کی زمین سے ایسی حکمت کی نہریں جاری فرمادی ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے علم کی وادی سے عرشِ عظیم اور لوحِ محفوظ سے جوش مارتی ہیں اور ان دلوں کی طرف جو کہ مردہ اور خدا سے جاہل اور روگردانی کرنے والے ہیں پہنچتی ہے۔

لُقمہ کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ عالی میں شہنشاہِ بغداد نے ایک لقمہ کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے غلام! حرام کا کھانا تیرے دل کو مُردہ کر دے گا اور حلال کا کھانا تیرے دل کو زندہ کر دے گا۔ ایک لُقمہ ایسا ہے جو تیرے دل کو منوّر کرتا ہے ایک لقمہ وہ ہے وہ دل کو تاریک کر دیتا ہے، ایک لقمہ وہ ہے جو دنیا کے ساتھ مشغول کرتا ہے، دوسرا لقمہ وہ جو تم کو آخرت کے ساتھ مشغول کر دیتا ہے، اور ایک لقمہ وہ جو تجھ کو خالق کا راغب بناتا ہے۔ حرام کھانا تجھے دنیا کے ساتھ مشغول کرتا ہے اور تیری طرف گناہوں کو محبوب کر دیتا ہے اور مباح کھانا تجھے آخرت کی طرف مشغول کرتا ہے اور تیری طرف طاعت و عبادت کو محبوب کر دیتا ہے اور حلال کھانا تیرے قلب کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کرتا ہے۔ ان غذاؤں کی شناخت معرفتِ الٰہی کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اور معرفتِ الٰہی قلب میں ہوتی ہے نہ کہ دفتروں میں وہ اللہ ہی کی طرف سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ مخلوق الٰہی سے معرفتِ الٰہی کا حصول اس کے حکم پر عمل کرنے کے بعد ہوتا ہے۔ خدا کو سچا سمجھنے اور سچا ماننے کے بعد اللہ تعالیٰ کو یکتا سمجھنے اور اس پر بھروسہ کرنے

کے بعد اور ساری مخلوق سے جدا ہونے کے بعد ہی ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کو کیسے پہچان سکتا ہے حالانکہ تجھے تو کھانے اور پینے اور صحبت کرنے کے سوا کسی اور شے کی شناخت ہی نہیں ہے اور اس میں حلال و حرام کی پرواہ نہیں کرتا۔ یہ مزہ میں گو کسی طرح ہوں۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"جس نے اپنے کھانے پینے میں حلال و حرام کی پروانہ کی اللہ تعالیٰ بھی اس کی کچھ پروانہ کرے گا کہ وہ دوزخ کے کس دروازہ میں داخل کرے:۔

مدارات کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم عالی میں شہنشاہِ بغداد نے مدارت کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

اے غلام! تو تمام چیزوں سے بے پرواہ ہو جا اور کسی چیز کی پروانہ کر اور نہ کوئی چیز تجھے اللہ تعالیٰ سے روکے اور نہ اس کی مخلوق تجھے پابند کرے سوا اس کے کہ تو ان سے ان کی سمجھ کے مطابق بات چیت کرے اور مدارات کے ساتھ ان پر صدقہ کرے۔ تیرا عمل ارشادِ نبوی کے مطابق ہونا چاہیئے۔ آدمیوں کے ساتھ مدارات کرنا صدقہ ہے تو مخلوق کو عطیاتِ الٰہی میں سے کچھ دیتا رہے اور ان پر کرامتِ الٰہی سے جو تیرے ساتھ ہے کرم کرتا رہے۔ ان کے ساتھ تیرا نرمی و لطف کا برتاؤ ہو اور ان کے سامنے تیرا پہلو جھکا رہے۔ تیرا خلق منجملہ الٰہی کے ہو جائے اور تیرا کام امرِ الٰہی سے ہوگا۔

دُنیا کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دنیا کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:

دنیا ایک بازار ہے جو عنقریب بند ہو جائے گا تم مخلوق کے فضل پر نظر ڈالنے کے دروازوں کو بند کر لو اور فضل الٰہی پر نظر ڈالنے کے دروازے کو کھول لو تم صفائی قلب اور مقرب سیر کی حالت میں اپنے مخصوص اُمور میں کسب اور اسباب کے دروازے بند کر لو نہ کہ ان اُمور میں جو کہ تمہارے اہل و عیال متعلقین کے ساتھ عام ہیں پس تمہاری کمائی اور نفع اور تحصیل معاش دوسروں کے لیے ہو۔ اور تم مخصوص اپنے لیے فضل الٰہی کے طبق سے طالب ہو اور اپنے نفوس کو دنیا کے ساتھ بٹھا دو اور اپنے قلوب کو آخرت کے ساتھ اور اپنے باطن کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کہتے رہو کہ اے اللہ تو ہمارے ارادوں کو جانتا ہے اور اپنے ابدال یعنی اولیاء اللہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ جو کچھ تمہیں حکم دیں اُسے اُن سے قبول کرو کیونکہ وہ تم کو اللہ اور رسول کے اَمر و نہی کے مطابق عمل کرنے کا اور نہ کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ جب انہیں بلوایا جاتا ہے پس وہ بولتے ہیں دیئے جاتے ہیں پس اسے قبول کر لیتے ہیں۔ ان کی حرکت اپنی طبیعتوں اور نفسوں کے مطابق نہیں ہوتی ہے۔ وہ دین میں اپنی خواہشات کی وجہ سے کسی کو خدا کا شریک نہیں بناتے ہیں۔ اُنھوں نے اقوال و افعال میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کر لی ہے۔

اکلِ حلال کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم میں شہنشاہِ بغداد نے اکلِ حلال کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:

اے منافقین! تم نے یہ خیال کر لیا ہے کہ دین قصّہ کہانی ہے اور تحقیق اَمرِ دینی بیکار ہے اور مہمل۔ تمھیں اور تمھارے شیطانوں اور تمھارے بُرے ہم نشینوں کی کوئی عزّت نہیں۔ اے اللہ مجھ پر اور اُن پر توبہ ڈال دے اور ان کو نفاق کی ذلّت اور شرک کی قید سے نجات دے۔ تم اللہ تبارک و تعالیٰ کی عبادت کرو۔ حلال کمائی سے اس کی عبادت پر مدد چاہو۔ تحقیق اللہ تعالیٰ مسلمان فرمانبردار حلال کمائی کھانے والے بندہ کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس بندے سے محبّت کرتا ہے جو کھائے اور کام کرے اور وہ دشمنِ الٰہی ہے جو کھائے اور کام نہ کرے وہ اُسے دوست رکھتا ہے جو خود کما کر کھائے اور اُس سے دشمنی رکھتا ہے جو کہ نفاق سے اور مخلوق پر توکّل کر کے کھاتا ہے۔ وہ مُوحّد کو دوست رکھتا ہے اور مشرک کو دشمن۔ وہ تسلیم و رضا والے کو دوست رکھتا ہے اور جھگڑنے والے کو دشمن۔ دوستی کی شرط سے موافقت کرتا ہے اور دشمنی کی شرط سے مخالفت کرتا ہے۔ تم خود کو اپنے رب کی طرف سپرد کر دو۔ اور دنیا و آخرت میں اس کی تدبیر پر راضی ہو جاؤ۔

دعوائے محبّت کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے دعوائے محبّت کی حقیقت کا انکشاف

کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے منافق! تجھ پر افسوس کہ تو محبتِ الٰہی کا دعویٰ کرتا ہے اور غیر اللہ کو دوست رکھتا ہے۔ وہ سراپا صفا ہے اور اس کا غیر سر تا سر کدورت۔ پھر جب تو صفائی کو غیر اللہ کی دوستی سے مکدر کر دے گا۔ وہ تجھ پر کدورت ڈال دے گا اور وہ تیرے ساتھ وہ معاملہ کرے گا جو کہ اس نے ابراہیم خلیل اللہ اور یعقوب علیہم السلام کے ساتھ کیا تھا۔ جب وہ دونوں حضرات تھوڑی سی محبت کے ساتھ اپنے صاحبزادوں کی طرف مائل ہوئے تو دونوں کا ان بچوں ہی کے ساتھ امتحان لیا اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے دونوں نواسوں امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما کی طرف مائل ہوئے تو آپ کے پاس حضرت جبریل علیہما السلام آئے اور دریافت کیا کہ آپ ان کو دوست رکھتے ہیں فرمایا ہاں۔ یہ سن کر حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا ان میں سے ایک کو زہر پلایا جائے گا اور دوسرے کو قتل کیا جائے گا پس وہ دونوں آپ کے قلب سے نکل گئے اور آپ نے اپنے قلب کو اللہ تعالیٰ کے لیے خالی کر لیا اور وہ خوشی ان پر غم سے تبدل ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور اولیاء اور اپنے نیک بندوں کے دلوں پر بڑی عزت رکھنے والا ہے کہ غیر کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیتا ہے۔ اے نفاق سے دنیا کے طالب تو اپنا ہاتھ کھول پھر اس میں تو کچھ بھی نہ پائے گا۔ تجھ پر افسوس کہ تو نے کمائی کو چھوڑ دیا اور دین کے بدلوگوں کے مال کھانے بیٹھ گیا۔

اہلُ اللہ کی موت کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم عالی میں حضور غوثِ اعظم نے اہل اللہ کی موت کی حقیقت کا انکشاف

کرتے ہوئے فرمایا:۔

علم سیکھ، پورا عمل کر اور اخلاص کر اور اپنے نفس اور جملہ مخلوق سے مجرد ہو جاؤ اور اللہ اللہ کہو۔ پھر ان سب کو چھوڑ دے کہ وہ اپنے بیہودہ خیالات میں کھیلتے رہیں۔ ویسا ہی کہو جیسا کہ ابراھیم علیہ السلام نے کہا تھا۔ تحقیق یہ تمام ماسوا اللہ تعالیٰ میرے دشمن ہیں۔ جب تک تیری نظر نقصان و نفع میں مخلوق پر پڑتی رہے تو ان کو چھوڑ دے اور ان کو دشمن سمجھ۔ پس جب تیری توحید درست ہو جائے اور شرک کی خباثت تیرے قلب سے نکل جائے تو تُو مخلوق کی طرف لوٹ آ اور ان سے میل جول کر اور جو کچھ تیرے پاس علم ہو اُس سے ان کو نفع پہنچا اور ان کو رب العالمین کے دروازے کا راستہ بتا۔ خاص لوگوں یعنی اہلُ اللہ کی موت فی الجملہ تمام مخلوق سے مر جانا۔ ارادہ اختیار سے مر جانا ہے جس کو یہ موت حاصل ہوئی اسے اپنے رب کے ساتھ حیات ابدی مل گئی۔ اس کی ظاہری موت صرف ایک لمحہ کا سکتہ ایک لحظہ کی غشی ایک لمحہ کی غیب و ناموجودگی ہے۔ ذرا سی دیر کا سونا ہے۔ پھر ہمیشہ کی بیداری۔ اگر تو ایسی موت مرنا چاہتا ہے پس تو معرفت و قربِ الٰہی کی شراب پی اور اس کے آستانہ پر پڑ جانا سو جانا اختیار کرتا کہ وہ تجھ کو اپنی رحمت اور احسان کے ہاتھ سے پکڑ لے پس وہ تجھ کو حیاتِ ابدی عطا فرمادے۔

غذا کی حقیقت کا انکشاف

ایک مجلس عالی میں شہنشاہِ بغداد نے غذا کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

نفس کا علیحدہ کھانا ہے اور قلب کا علیحدہ کھانا ہے اور سرِ باطن کا علیحدہ کھانا

اسی لیے حضور نبیٔ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،
"میں اپنے رب کے پاس رہتا ہوں وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے"
مطلب یہ کہ وہ میرے باطن کو حقیقت کی غذا اور میری رُوح کو روحانیت کی غذا کھلاتا ہے۔ مجھے ایسی غذا دیتا ہے جو میرے ساتھ مخصوص ہے۔ ابتدا آپ نے قلب وجسم دونوں کے ساتھ معراج کیا، ترقّی ومعراج حاصل کی اور پھر دل اور جسم کو روک لیا۔ اور ایسی حالت میں کہ وہ آدمیوں میں موجود و حاضر رہتے تھے۔ قلب و باطن سے عروج و معراج فرماتے رہتے تھے۔ اور یہی حال حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے اُن حقیقی وارثین کا ہے جنہوں نے علم وعمل اور اخلاص اور مخلوق کی تعلیم وتلقین کو جمع کر لیا ہے۔

جسم و رُوح کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم میں شہنشاہِ بغداد نے علم وعمل، جسم و رُوح کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا،
اے قوم اولیاء اللہ کا بچا کھچا کھاؤ، جو کچھ ان کے برتنوں میں باقی رہا ہے اسے پیو۔ اے علم پر دعویٰ کرنے والو تیرے حکم کا بغیر عمل کے اور تیرے عمل کا بغیر اخلاص کے کچھ اعتبار نہیں ہے کیونکہ علم بغیر عمل اور عمل بغیر اخلاص جسم بلا رُوح ہے تیرے اخلاص کی علامت یہ ہے کہ تو خلوق کی تعریف اور اُن کی مذمّت وبُرائی کی طرف توجّہ نہ کرے اور نہ ان کے مال واسباب کی طرف لالچ وطمع بلکہ تو ربوبیت کو اس کا حق ادا کرتا ہے۔ تیرا عمل نعمت دینے والے کے لیے تیرے عمل مالک کے لیے ہو نہ کہ ملک کے لیے حق کے لیے ہو نہ کہ باطل کے لیے مخلوص کے پاس جو کچھ ہے محض یہ چھلکا ہے اور خالق کے پاس جو کچھ ہے وہ سراپا مغز جب اللہ

کے بارے میں تیری سچائی اور اس کے لیے تیرا اخلاص اور اس کے در پر تیری حضوری درست ہو جائے گی۔ پھر وہ تجھے اس مغز کے روغن سے کھانا کھلائے گا اور وہ تجھے مغز کے مغز اور باطن کے باطن اور حقیقت کی حقیقت پر خبردار کر دے گا۔ پھر اُس وقت تو ماسوائے اللہ سے برہنہ ہو جائے گا۔ فی الجملہ یہ برہنگی دل کی ہو۔ نہ کہ جسم کے لیے زہر کا تعلق قلب سے ہوتا ہے نہ کہ جسم سے روگردانی باطن سے ہوتی ہے نہ کہ ظاہر سے۔

نظر کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم میں شہنشاہ بغداد نے نظر کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔
نظر معانی کی طرف معتبر ہوتی ہے کہ الفاظ پر دیکھنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے نہ کہ مخلوق کا۔ دارومدار اس پر ہے کہ تو خالق کے ساتھ ہو نہ کہ مخلوق کے ساتھ دنیا و آخرت تمہارے اعتبار سے دونوں معدوم ہو جائیں۔ گویا نہ دنیا ہے اور نہ آخرت گویا کوئی شے خدا کے سوا ہے ہی نہیں۔ اللہ کی مخلوق میں سے مخصوص اس کے محب جو کہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے کافروں کی تلواروں سے شہید ہوتے ہیں۔ بدنی تکالیف اُٹھا کر کیسے خوش ہوتے ہیں، لذتیں پاتے ہیں۔ پھر اُن شہداء کا کیا حال ہو گا جو محبت کی تلواروں سے قتل کیے گئے ہیں۔

شہر کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم میں شہنشاہ بغداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شہر کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے قوم گناہوں کی وجہ بجائے ابدان و اجسام پر بربادی مسلط کی جاتی ہے کیا تو نے وہ ویرانے جن کو ان کے رہنے والوں کے گناہوں نے خراب و برباد کر دیا نہ دیکھے کیونکہ گناہ ہی شہروں کو خراب اور بندوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ اسی طرح تیری حالت ہے۔ تیرا جسم ایک شہر ہے جب تو اس میں گناہ اور نافرمانی کرے گا تو اس میں خرابی آجائے گی۔ جب تو گناہ کرے گا۔ اوّلاً خرابی تیرے بدن کی طرف آئے گی پھر تیرے دین کے جسم کی طرف سرایت کرے گی۔ تجھے اندھا پن، اپاہج پن، بہرا پن حاصل ہو گا اور تیری قوت جاتی رہے گی۔ تجھے طرح طرح کے مرض گھیر لیں گے۔ تو محتاج ہو جائے گا۔ پھر وہ تیرے مال کے گھر کو ویران اور برباد کر دے گی اور وہ تجھے تیرے دوستوں اور دشمنوں کی طرف لے جائے گی اور در بدر پھرائے گی۔

بدعت کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں شہنشاہ بغداد نے بدعت کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:

اے منافق تیرے اوپر افسوس ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ مکر و فریب نہ کر، اسے دھوکہ نہ دے، تو عمل کرتا ہے اور اظہار کرتا ہے کہ وہ خدا کے لیے کیا ہے حالانکہ وہ مخلوق کے لیے ہوتا ہے، تو ان سے ریا و نفاق کرتا ہے اور ان کے لیے چاپلوسی اور خوشامد کرتا ہے اور تو اپنے رب کو بھلا دیتا ہے۔ عنقریب تو دنیا سے مفلس و محتاج ہو کر نکلے گا۔ سوچ غور کر اے باطن کے مریض تو اپنا علاج کر، اپنی دوا کر، اور اس کی دوا تجھے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے پاس سے ملے گی ان سے تو دوا لے کر استعمال کر۔ اس سے تجھے دائمی عافیت اور صحتِ ابدی حاصل ہو گی۔

تیری حقیقت اور تیرے قلب و باطن سب کا علاج ہو جائے گا۔ نیز تیری اس خلوت کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو گا۔ تیرے دل کی دونوں آنکھیں کھل جائیں گی پھر تو ان سے اپنے رب تعالیٰ کو دیکھنے لگے گا تو ان محبوبانِ الٰہی سے ہو جائے گا جو کہ آستانہ الٰہی پر ٹھہرنے والے ہیں ماسوی اللہ کی طرف نظر بھی نہیں ڈالتے۔ جس دل میں بدعت ہو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف کیسے نظر کر سکتا ہے۔

توکّل کی حقیقت کا انکشاف

توکل حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ عالی میں حضرت محبوب سبحانی غوثِ صمدانی قدس سرہ النورانی نے توکّل کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے قوم! تم شریعت کے متّبع بنو اور بدعتی نہ بنو۔ موافقت کرو اور مخالف نہ بنو، اطاعت کرو اور نافرمان نہ بنو، مخلص بنو اور مشرک نہ بنو، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر عمل کرو موحّد بنو اور اس کے آستانہ سے ہرگز نہ ہٹو، اسی سے سوال کرو اور اس کے غیر سے سوال نہ کرو، اسی سے مدد طلب کرو، اس کے غیر سے مدد طلب نہ کرو، اسی پر توکل کرو، اس کے غیر پر توکّل نہ کرو۔

تدبیر کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ عالی میں شہنشاہِ بغداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تدبیر کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اے خاصانِ خدا، اپنے نفوس کو اللہ کے سپرد کردو اور اس کی تدبیر پر جو کہ

تمھارے اور تمھارے اغیار کے لیے ہے راضی ہو جاؤ اور اس کے ذکر میں مشغول ہو جاؤ نہ کہ سوال میں. کیا تم نے قولِ الٰہی جو کہ اس نے اپنی بعض کتب میں فرمایا۔ نہیں سنا جس کو میرا ذکر سوال کرنے سے باز رکھے گا میں اسے ایسا عطیہ دوں گا جو کہ سائلین کی بہ نسبت بہت بزرگ و بہتر ہو گا۔ اے ذکر الٰہی میں مشغول ہونے والے اور اپنے قلب کو اسی کے لیے منکسر بنا دینے والے کیا تو اس کی اس عطا سے راضی نہیں کہ وہ تیرا جلیس اور ہم نشیں ہو جو میرا ذکر کرتا ہے اور نیز فرمایا میں ان کے پاس ہوں جن کا دل میرے لیے شکستہ ہو رہا ہے۔

مہمان کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی قدس سرہ النّورانی نے مہمان کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے غلام! تیرے خدا کو یاد کرنے سے تیرا قلب خدا سے نزدیک ہو جائے گا اور تو خدا کا مہمان بن جائے گا۔ مہمان کی عزّت کی جاتی ہے خاص طور پہ بادشاہ کے مہمان کی. تو کب تک اس بادشاہ سے ملک و سلطنت میں مشغول رہ کر روگردانی کرتا رہے گا. عنقریب تو اپنی سلطنت و حکومت سے جُدائی کرے گا اور عنقریب تو آخرت میں موجود ہو گا اور خیال کرے گا کہ دنیا تھی ہی نہیں اور آخرت ہمیشہ سے ہے. تو میرے ہاتھ کو خالی دیکھ کر مجھ سے نہ بھاگ مجھے تو تجھ سے اور تمام مشرق و مغرب والوں سے بے پرواہی ہے. میں تجھ سے تیرے ہی نفع کے لیے چاہتا ہوں تمھاری ہی رسیاں بٹتا رہتا ہوں۔ تو بدعت نہ کر اور دین الٰہی میں کوئی نئی بات جس کی اصل نہ ہو نہ نکال۔ تو دو عادل گواہوں یعنی قرآن و حدیث کی پیروی کرتا رہ

پھر وہ دونوں تجھے تیرے پروردگار کی طرف پہنچا دیں گے لیکن اگر تو بدعتی ہو جائے گا پھر دو گواہ تیری عقل و خواہش ہوں گی۔ پھر وہ یقیناً دونوں تمہیں دوزخ میں پہنچا دیں گے اور تجھے فرعون، ہامان اور اس کے لشکر کے ساتھ ملا دیں گے۔

سعی کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم عالی میں شہنشاہ بغداد نے سعی کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

اے غلام! تو تقدیر الٰہی کے ساتھ حجت کرتا ہے جو تجھ سے قبول نہ کی جائے گی تیرے لیے علم و تدریس، عمل و اخلاص کی درس گاہ میں داخل ہونا لازمی ہے سب سے علم ہے پھر عمل اور اس کے بعد اخلاص، تجھ سے کچھ ہوتا نہیں حالانکہ ہونا ضروری ہے۔ تیری تمام تر سعی علم و عمل کی طلب میں ہونی چاہیئے نہ کہ دنیا کے طلب کرنے میں۔ عنقریب تیری سعی و کوشش منقطع ہو جائے گی اس لیے اپنی سعی ایسے کام میں کر جو تجھے نفع دے۔ ایک شخص آپ کے سامنے کھڑا ہوا اور وجد ظاہر کیا اور دریافت کرنے لگا کہ اس دلہن کا پیش خیمہ کیا تھا جو اس کا ایسا نصیبہ ہو گیا۔ پس جواب میں ارشاد فرمایا کہ شب وصال سے قبل بادشاہ اور مالک کی ایک نظر لطف۔

غم کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے غم کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

اے غلام آگے بڑھ اور رضائے الٰہی تک پہنچ جاتا کہ وہ تجھ سے راضی ہو جائے۔ پھر جب وہ تجھ سے راضی ہو جائے گا تو وہ تجھے اپنا محبوب بنا لے گا۔ تو رزق کے غم کو اپنے قلب سے دُور کر دے۔ تیرے پاس رزق اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغیر مشقت و تکلیف اُٹھانے کے آئے گا۔ تو تمام اعمال کو اپنے قلب سے نکال دے اور اس کو ایک بنا لے اور اللہ تعالیٰ کا غم ہے۔ پھر جب تو ایسا کرے گا تو وہ تیرے تمام غموں کو کافی ہو گا۔ تیرا کفیل بن جائے گا۔ تیرا غم وہ ہے وہ تجھے بے چین بنا دے گا۔ تیرا غم دنیا کے لیے ہے پس تو دنیا کا ساتھی ہے اور اگر تیرا غم آخرت کے لیے ہے تو تُو آخرت کا ساتھی ہے اور اگر تیرا غم مخلوق کے لیے ہے پس تو ان کے ساتھ ہے اور اگر تیرا غم اللہ تعالیٰ کے لیے ہے تو پھر تو دنیا اور آخرت میں اس کے ساتھ ہے۔

محتاج کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ عالی میں حضرت محبوبِ سبحانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے محتاج کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:

اے غلام! تو اپنی خلوت میں ایسے تقویٰ پرہیز گاری کا محتاج ہے کہ وہ تجھ کو گناہوں اور لغزشوں سے نکالے اور ایسے مراقبہ کا ضرورت مند کہ وہ تجھ کو خدا کی شفقت و توجہ کو جو تیری طرف ہے یاد دلائے۔ تو محتاج و مضطر ہے اس بات کا کہ وہ تیری خلوت میں تیرا ساتھی ہو۔ پھر تو مقابلۂ نفس و خواہشاتِ نفسانیہ اور شیاطین کی طرف محتاج ہے کہ تو ان کو زیر کرے۔ بڑے آدمیوں کی خرابی و ہلاکت لغزشوں کے ساتھ ہے اور زاہدوں کی خرابی خواہشات کے ساتھ ٹھہرنے میں ہے

اور ابدال کی ہلاکت وخرابی خلوتوں میں ساتھ فکر وخطرات کے ہے اور خرابی صدیقین کی اِدھر اُدھر نگاہ کرنے میں ہے۔ ان کی مشغولی ان کا کام تو اپنے قلوب کی حفاظت ہے وہ تو بادشاہ کے دروازے پر سونے والے ہیں، وہ قلوب کو معرفتِ حق کی طرف پکارنے کی جگہ میں کھڑے ہونے والے ہیں۔ وہ ہمیشہ قلوب کو دعوت دیتے رہتے ہیں پکارتے رہتے ہیں، کہتے رہتے ہیں، اے قلبوں، اے روحو، اے آدمیو، اے جنوں اے بادشاہ کے ارادہ کرنے والو! حقیقی بادشاہ ومالک کے دروازہ کی طرف آؤ تم اس کی طرف اپنے قلوب کے قدموں اور تقویٰ اور توحید ومعرفت کے قدموں سے بڑھو اور اپنے اعلیٰ پرہیزگاری اور دنیا وآخرت میں زہد اور ترک ماسوی اللہ کے قدموں سے ڈرو۔ یہ ان جماعتوں کا مشغلہ ہے ان کی ہمتیں مخلوق کی اصلاح ہے ان کی ہمتیں زمین وآسمان کو عرش عظیم سے لے کر زمین تک کو شامل ہیں۔

خلوص کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم عالی میں حضرت محبوب سبحانی شہبازِ لامکانی قدس سرہٗ النورانی نے خلوص کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا۔

اے غلام! تجھ پر افسوس کہ تو خدا کا حقیقی بندہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کے دشمن کی اطاعت کرتا ہے۔ اگر تو حقیقتاً اس کا بندہ ہوتا تو تیری دشمنی اور دوستی خدا ہی کے لیے ہوتی۔ حقیقی ایمان دار اپنے نفس وشیطان اور اپنی خواہشاتِ نفسانیہ کی پیروی نہیں کرتا۔ وہ شیطان کو جانتا پہچانتا ہی نہیں جو اس کی پیروی کرے وہ دنیا کی پرواہ ہی نہیں کرتا، وہ اس کے سامنے جھکے ذلیل ہو بلکہ وہ تو دنیا کو ذلیل وحقیر سمجھتا ہے اور آخرت کو طلب کرتا ہے۔ پھر جب اس کو آخرت

اس کو حاصل ہو جاتی ہے اس کو بھی چھوڑ دیتا ہے اور اپنے پروردگار سے متصل ہو جاتا ہے۔ اس مومن کی عبادت تمام اوقات میں خدا ہی کے لیے خالص ہو جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اور نہ حکم دیئے گئے وہ مگر تاکہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی خالص دینی عبادت یک جہت ہو کر مخلص فی الدین بن کر تو شرک کو چھوڑ دے۔

اور اللہ تعالیٰ کو ایک جان۔ وہی تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے، اسی کے قبضۂ قدرت میں تمام چیزیں ہیں۔ اے غیر سے خدا سے چیزوں کو طلب کرنے والے تو عاقل نہیں ہے آیا کوئی چیز ایسی ہے جو خزائن الٰہی میں نہیں ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

"اور نہیں ہے کوئی چیز مگر ہمارے نزدیک اس کے خزانے ہیں"

تقدیر کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے تقدیر کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

اے غلام! اے صاحبزادے، میرے تقدیر کے پرنالہ کے نیچے صبر کا تکیہ لگا کر موافقت کا ہار ڈال کر پناہ مانگتا ہوا کشادگی اور راحت کے انتظار میں سو جا پس جب یہ تیری حالت ہو جائے گی تو پھر مالکِ تقدیر تیرے اوپر اپنے فضل و احسانات سے ایسی بارش برسائے گا جس کی طلب و آرزو کو بھی تو اچھے طور سے نہیں جانتا۔

اے اہلِ جماعت! تقدیر کی موافقت کرو، راضی برضا رہو اور عبدالقادر

کے کلام کو قبول کرو جو کہ تقدیر کی موافقت میں کوشاں ہے۔ میری تقدیر کے ساتھ موافقت ہی مجھ کو قادرِ مطلق کی طرف آگے بڑھا رہی ہے۔

اہلِ جماعت! آؤ بڑھو ہم سب اللہ تعالیٰ اور اس کی تقدیر و فعل کی طرف جھکیں اور اپنے ظاہری و باطنی سروں کو اس کی طرف جھکا دیں، تقدیر کی موافقت کریں اور اس کی ہم رکابی میں چلیں کیونکہ وہ بادشاہ کی طرف سے قاصد ہے۔ پس تقدیر کی عزت و بزرگی اس کے بھیجنے والے کی طرف سے ہے پس جب ہم اس کے ساتھ ایسا کریں گے وہ ہم کو اپنے ساتھ قادرِ مطلق تک لے جائے گی، اس جگہ اللہ ہی کی حقیقی ولایت و منصب ہے۔

عقل کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے عقل کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

اے غلام! اس سے پہلے کہ مجبوراً تجھے جاگنا پڑے گا، جاگ، ہوشیار بن، دیندار بن اور دینداروں سے میل جول کر۔ بہ تحقیق حقیقتہً آدمی دیندار ہی ہیں۔ آدمیوں میں سب سے بڑا عقل مند وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور سب سے بڑا جاہل وہ جو اللہ کی نافرمانی کرے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"دیندار عورت کو ہی اختیار کر تیرے ہاتھ گرد آلود ہو جائیں"

تربت بمعنی افتقرت ہے یعنی محتاج ہوا اور اترب بمعنی استغنی یعنی تونگر ہو گیا۔ جب تو دینداروں سے میل جول کرے گا اور ان سے دوستی پیدا کر لے گا تو تیرے

دونوں ہاتھ اور تیرا قلب مستغنی ہو جائے گا تو نفاق سے اور اہل نفاق سے ریا کار سے دور بھاگ۔ منافق، ریا کار کوئی عمل معتبر نہیں۔ تیرا بھی وہی عمل قبول ہوگا جس میں تو ذاتِ الٰہی کا قصد کرے گا۔ تجھ سے تیرے عمل کی صورت قبول نہ کی جائے گی بلکہ اس کے معنی اور حقیقت قبول کیے جائیں گے۔ جب تو اپنے عمل میں نفس و خواہشات اور اپنے اور اپنے شیطان و دنیا کی مخالفت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ تیرے عمل کو قبول کر لے گا جس میں تو ذاتِ الٰہی کا ارادہ کرے گا نہ توجہ الی المخلوق۔

فرحت کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد حضرت محبوبِ سبحانی قدس سرہٗ النورانی نے فرحت و سرور کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے غلام تجھ پر افسوس کہ تو مخلوق کے لیے عمل کرتا ہے اور اس کا اُمیدوار ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ یہ تیری ہوس ہے۔ تو فخر و غرور اور اپنے سے فرحت کو سرور کو چھوڑ دے۔ خوشی کم کر اور غم کو بڑھا۔ بہ تحقیق تُو تو غم کدہ اور قید خانہ میں مقید ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے حالات پر نظر ڈال۔ آپ ہمیشہ متفکر رہتے۔ مسرت کم فرماتے، غمگین زیادہ رہتے۔ بجز تبسم کے بہت کم ہنستے اور تبسم بھی صرف دوسروں کے دل خوش کرنے کے ہوتا تھا۔ آپ کے قلبِ مطہر میں غم و اشغال بھرے رہتے تھے۔ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اُمورِ دنیا کا انفصال جس پر آپ مامور تھے نہ ہوتا تو آپ اپنے حجرہ سے کبھی باہر تشریف نہ لاتے اور نہ ہی کسی کے ساتھ بیٹھتے۔

رُوح کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم عالی میں شہنشاہِ بغداد نے رُوح کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:

اے غلام! جب تیری خلوت اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست ہو جائے گی تو تیرا سرمد ہوش ہو جائے گا اور قلب صاف ہو گا۔ تیری نظر سراپا عبرت ہو جائے گی اور قلب از سرتاپا فکر اور تیری رُوح اور معنی اللہ تعالیٰ کی طرف واصل ہو جائیں گی۔ دنیا کی فکر پردہ اور عقوبت ہے اور فکر آخرت علم و زندگی قلب کی کسی بندہ کو تفکر عطا نہیں فرمایا جاتا مگر اسی کے ساتھ اس کو دنیا و آخرت کی حالتوں کا علم عطا فرما دیا جاتا ہے۔

استغنا کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے استغنا کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اے غلام! تجھ پر افسوس کہ تو اپنے قلب کو دنیا میں ضائع کر رہا ہے حالانکہ تیرا معبودِ حقیقی دنیا میں جو کچھ بھی تیرا مقسوم ہے، تجھے ملنے والا ہے، اس سے فارغ ہو چکا ہے اور اس کا ایک اندازہ کر دیا ہے اس کے وقت اس کو معلوم ہیں۔ تجھے ہر دن تیرا نیا رزق پہنچتا ہے خواہ اسے طلب کرے یا نہ طلب کرے تیری حرص تجھے اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے نزدیک رسوا کر رہی ہے۔ ایمان کی کمی کی وجہ سے تو رزق کی طلب کرتا ہے اور ایمان کی زیادتی سے تو طلب سے مستغنی

ہو کر بیٹھ جاتا ہے اور ایمان کے کامل ہو جانے سے تو طلب سے سو جاتا ہے۔

سبب کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے سبب کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

اے غلام جد کو ہزل کے ساتھ نہ ملا۔ بہ تحقیق جب تک تیرا قلب مخلوق کے ساتھ متعلق رہے گا تو وہ خالق کے ساتھ کیسے جمع رہے گا تو سبب کو خدا کا شریک سمجھتے ہوئے سبب کے خالق کے ساتھ کیسے ٹھہر سکتا ہے۔ ظاہر و باطن اور عقلی بات اور غیر معقول بات اور وہ جو مخلوق کے پاس ہے اور وہ جو خالق کے پاس ہے، دونوں کیسے جمع ہو سکتے ہیں۔ وہ شخص کتنا بڑا جاہل ہے جو مسبب الاسباب کو بھول گیا ہے اور سبب کے ساتھ مشغول ہے۔ سبب کے ساتھ ٹھہرا ہوا ہے اور سبب پیدا کرنے والے کو چھوڑ دیا ہے۔ باقی کو بھولا ہوا ہے اور فانی کے ساتھ خوش ہوتا ہے۔

جہالت کی حقیقت کا انکشاف

ایک بزم پاک میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جہالت کی حقیقت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا:۔

اے غلام! تو جہلاء کی صحبت میں رہتا ہے پس ان کی جہالت تیری طرف بھی بڑھتی ہے۔ احمق کی صحبت نقصان دہ صحبت ہے تو ایسے ایمان دار کی صحبت اختیار کر جو اہلِ یقین اور باعمل عالم ہیں۔ اہل ایمان کا حال ان کے تمام تصرفات

میں کس قدر بھلا ہوتا ہے، وہ اپنے مجاہدات و ریاضیات اور اپنے نفس پر اور خواہشات پر غالب ہونے میں کس قدر قوی و مضبوط ہوتے ہیں۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"مومن کی مسرت اُس کے چہرے میں ہوتی ہے اور اس کا غم اُس کے قلب میں"

یہ اپنی قوت کے سبب سے اور اس کا غم اس کے قلب میں

یہ اپنی قوت سے سبب سے اس بات پر قادر ہیں کہ وہ مخلوق کے رُوبرو خوشی ظاہر کریں اور غم کو اپنے اور خدا کے درمیان میں مخفی رکھیں۔ ایسے مومن کا غم دائمی ہوتا ہے اور تفکر بہت زیادہ، اس کا رونا زیادہ ہوتا ہے اور ہنسنا کم ہوتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"مومن کو بغیر اپنے پروردگار کی ملاقات کے راحت نہیں"

مومن اپنے غم کو اپنی خندہ پیشانی اپنی خوشی سے چھپائے رہتا ہے۔ اس کا ظاہر کسب و محنت و مزدوری میں متحرک رہتا ہے اور اس کا باطن اللہ تعالیٰ کی طرف سکون پذیر رہتا ہے۔ اس کا ظاہر اس کے اہل و عیال کے لیے ہے اور اس کا باطن اس کے رب کے لیے۔ وہ اپنے بھید کو اپنے اہل، اولاد، پڑوسی اور لونڈی اور مخلوق میں سے کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کو سنتا ہے کہ تم اپنے تمام اُمور میں چھپانے کے ساتھ مدد لیا کرو۔ اپنے اُمور کو مخلوق سے چھپاتے رہو۔

ولی اللہ ہمیشہ اپنی ضرورت کو چھپاتا رہتا ہے پس اگر اس پر غلبہ طاری ہوتا ہے یا اس کی زبان سے کوئی کلمہ نکل جاتا ہے تو وہ فوراً اس کا تدارک کر لیتا ہے اور عبارت کو بدل دیتا ہے اور جس چیز کا اس سے اظہار ہو جاتا ہے اس کو چھپاتا ہے اور اس اظہار کی معذرت کرتا ہے۔

بیان

آئینہ کا بیان

ایک بزم پاک میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ النوّرانی نے بیان فرمایا:
اے غلام! تو مجھے اپنا آئینہ بنالے، اپنے قلب کا آئینہ بنالے، اپنے سر کا آئینہ بنالے، اپنے اعمال کا آئینہ بنالے اور تو مجھ سے قریب ہو جا۔ پھر تو اپنے نفس میں میرے قرب کی وجہ سے وہ کیفیت دیکھنے لگے گا جو مجھ سے دور نہیں۔ اگر تو کوئی دنیا کی حاجت رکھتا ہو تو مجھے لازم پکڑ۔ میں دینِ الٰہی میں کسی امر کی تجھ سے فروگذاشت نہیں کروں گا۔ میں دینی امر میں ننگی تلوار ہوں اس میں میرے پاس بے شرمی ہے، میں نے دین میں ایسے سخت ہاتھوں سے پرورش پائی ہے جو نفع حاصل کرنے والے اور منافق نہیں تھے، تو اپنی دنیا چھوڑ اور مجھ سے قریب ہو جا۔ میں درِ عقبیٰ پر مقیم ہوں تو بھی میرے پاس آکر ٹھہر جا اور میرا قول سُن اور موت سے پہلے اس پر عمل کر۔ اللہ تعالیٰ سے خوف و خشیّت کے دائرہ میں رہ کہ اسی پر راحت و امن کا دارومدار ہے جب تجھے اللہ تعالیٰ سے خوف نہ ہو گا تو دنیا اور عقبیٰ میں بھی امن نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ سے خشیّت باوجود اس کے سامنے موجود نہ ہونے کے اس کا جاننا ہے یا وہی بعینہٖ

علم ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہ الایة

"میرے بندوں میں سے مجھ سے عالم بندے ہی ڈرتے ہیں۔"

اللہ سے نہیں ڈرتے مگر وہ عالم جو علم پر عمل کرنے والے ہیں جو جانتے سیکھتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے اعمال پر بدلہ نہیں چاہتے بلکہ عمل سے مقصود صرف ذاتِ الٰہی اور اُس کا قرب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مصاجبت اور اس کی دوری و حجاب سے نجات چاہتے ہیں۔ یہی قصد کرتے رہتے ہیں کہ ان پر دنیا و آخرت میں رحمتِ الٰہی کا دروازہ بند نہ کیا جائے، وہ دنیا و آخرت اور ماسوی اللہ کی طرف قطعاً رغبت نہیں کرتے۔

دنیا اور آخرت کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

دنیا ایک قوم کے لیے ہے اور آخرت ایک قوم کے لیے اور اللہ تعالیٰ ایک قوم کے لیے، وہ ایمان لانے والے، یقین رکھنے والے، معرفت والے، خدا کو دوست رکھنے والے، خدا سے ڈرنے والے، اللہ سے عاجزی کرنے والے، غمزدہ شکستہ دل لوگ ہیں۔ یہ قوم بغیر دیکھے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ظاہری آنکھوں سے پوشیدہ ہے اور ان کے دل کی آنکھوں کے سامنے موجود ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے کیسے نہ ڈریں اللہ تو ہر دن نئی شان میں ہے۔ تغیر و تبدل کرتا رہتا ہے، کسی کی امداد کرتا ہے کسی کو ذلیل اور محروم کرتا ہے، کسی کو زندہ کرتا ہے

اور کسی کو مارتا ہے، کسی کو مقبول بناتا ہے اور کسی کو مردود، کسی کو قریب کرتا ہے اور کسی کو بعید۔ اس سے پوچھ گچھ نہیں اور لوگ اعمال و افعال سے سوال کیے جائیں گے۔

اے اللہ ہمیں اپنا قرب نصیب فرما اور دور نہ رکھ اور ہم کو دنیا و آخرت کی خوبیاں عطا فرما اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔

مومنین کے قلوب کا بیان

ایک بزم میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

مومنین (اولیاء اللہ) کے دل پاک و صاف ہوتے ہیں۔ مخلوق کو بھول جانے والے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے، آخرت کو یاد کرنے والے۔ تمہارے پاس جو کچھ ہے وہ اس کو بھولنے والے، خدا کے پاس جو کچھ ہے اس کو یاد کرنے والے رہتے ہیں۔ تم ان سے اور ان کی تمام خوبیوں سے محروم ہو جو ان میں ہیں اور تم دنیا میں آخرت کو چھوڑے ہوئے مشغول ہو۔ اللہ تعالیٰ سے تم کو حیا نہیں، تم حیا کے چھوڑنے والے ہو، تم تو اُس کے روبرو بے شرمی کرنے والے ہو۔

آئینۂ مُسلم کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے عزیز اپنے مسلم بھائی کی نصیحت قبول کر اور اس کی مخالفت نہ کر۔ وہ تیرے ایسے عیوب و حالات دیکھتا ہے جس کی تجھے خود خبر نہیں۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

" مسلم اہل ایمان مسلم کا آئینہ ہے۔"

مسلم اپنے مسلم بھائیوں کی خیر خواہی اور نصیحت میں سچا اور اس پر ان باتوں کو ظاہر کر دیتا ہے جو اس پر مخفی ہوتی ہیں اور اس کی خوبیوں اور برائیوں کو جدا جدا کر دیتا ہے اور اس کو اس کی نفع رسانی اور نقصان دہ چیزوں کو بتا دیتا ہے۔ سبحان اللہ جس نے میرے دل میں مخلوق کی خیر خواہی ڈال دی ہے اور اس کو میرا بڑا مقصد بنا دیا ہے۔ میں ناصح ہوں اور اس پر بدلہ نہیں چاہتا۔ میری اُجرت اللہ تعالیٰ کے نزدیک موجود ہے مل چکی ہے دنیا و آخرت کا طالب نہیں ہوں۔ میں دنیا و آخرت اور ماسوی اللہ کی بندگی اور عبادت نہیں کرتا ہوں۔ میں تو سوائے اللہ تعالیٰ کے جو کہ خالق، یکتا و یگانہ اور قدیم ہے کسی کی عبادت نہیں کرتا۔ تمھاری بہبودی میں میری خوشی ہے اور تمھاری ہلاکت میں میرا غم۔ جب میں اپنے ایسے مرید صادق کا چہرہ دیکھتا ہوں کہ جس نے میرے ہاتھ پر فلاح پائی تو اگھانا و سیراب ہو جاتا ہوں اور لباس پہن لیتا ہوں اور خوش ہو جاتا ہوں ورنہ کہتا ہوں کہ اس جیسا میرے ہاتھ سے کیسے نکل گیا۔

تعلّق کا بیان

ایک بزم میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے غلام تو میری مُراد ہے نہ کہ خود میں۔ اگر تجھ میں تغیُّر پیدا ہوا تو تُو ہی متغیر ہو گا نہ کہ میں۔ میں تو عبور کر چکا ہوں۔ تو نے مجھے اپنی ہی وجہ سے دوست بنایا ہے پس تو میرے ساتھ تعلّق پیدا کر تا کہ تو جلدی عبور کر سکے۔

نُطفہ کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔
اے لوگو! اللہ تعالیٰ اور اُس کی مخلوق پر غرور و تکبر کو چھوڑ دو۔ اپنے مرتبہ کو پہچانو اور اپنے نفوس میں تواضع پیدا کرو۔ تمھاری ابتدا ایک نطفۂ نجس ہے گھنونے پانی سے بنایا گیا۔ اور تمھاری انتہا ایک مردار شے جو پھینک دی گئی ہے۔ تم اُس جماعت سے نہیں ہو جن کو لالچ کھینچتا ہے اور خواہش ان کا شکار کرتی ہے اور ان کو بادشاہوں کے دروازوں کی طرف لے جانے پر برانگیختہ کرتی ہے پھر یہ وہاں جاکر غیر مقسوم یا اپنے مقسوم حصّہ کو ذلّت و خواری کے ساتھ بادشاہوں سے طلب کرتے ہیں۔
ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔
"اللہ تعالیٰ کے سخت تر عذابوں میں سے اس کے بندے کا ایسی چیز کا طلب کرنا ہے جو اس کے لیے مقسوم نہیں کی گئی"

تقدیر کا بیان

ایک بزم پاک میں حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا:۔
اے تقدیر اور کاتب تقدیر سے ناواقف تجھ پر افسوس ہے کیا تو گمان رکھتا ہے کہ دنیا والے تجھے اس چیز کے دینے پر جو تیری تقدیر میں نہیں قدرت رکھتے ہیں لیکن یہ شیطان کا وسوسہ ہے جو تیرے قلب اور دماغ میں جگہ پکڑ گیا ہے

تو اللہ تعالیٰ کا بندہ نہیں ہے تو اپنے نفس، خواہشات نفسانی، شیطان، اپنی طبیعت اور درہم و دینار کا بندہ ہے۔ اس بات کی کوشش کر کہ تو کسی فلاحیت والے کو پالے جس کی پیروی سے تجھے فلاح مل جائے۔

فلاح کا بیان

ایک بزم میں شہنشاہِ بغداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا:۔

ایک ولی اللہ نے فرمایا کہ جس نے فلاحیت والے کو نہ دیکھا اسے فلاح نہ ملے گی تو تُو فلاحیت والے کو دیکھتا بھی ہے تو سر والی آنکھوں سے نہ کہ اپنے قلب اور سر سے اور نہ ایمان کی آنکھوں سے۔ تیرے پاس تو ایمان ہے ہی نہیں کہ جو بصیرتِ قلبی حاصل کر کے اپنی بھلائی کو دیکھ سکے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

" آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں لیکن وہ قلب جو سینوں کے اندر ہیں نابینا ہو جاتے ہیں۔"

ناقص الایمانی کا بیان

ایک بزم میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

دنیا کے حاصل کرنے والا مخلوق کے ہاتھوں سے لالچی دین کو ایک انجیر کے بدلہ میں فروخت کرتا ہے باقی کو فانی کے بدلے بیچتا ہے اس لیے اس کے ہاتھوں میں نہ یہ پڑتا ہے نہ وہ دنیا و آخرت کے خسارے کا مصداق بنتا ہے۔ جب تک تو

ناقص الایمان ہے پس اپنے اوپر اصلاحِ نفس و معاش لازم کر لے تاکہ تو آدمیوں کی طرف حاجت مند نہ ہو۔ پس کہیں اپنے دین کو ان کے مال کھا کر باقی کو فانی سے نہ بدل لے۔ اس کے بعد جب تیرا ایمان مضبوط اور کامل ہو جائے اس وقت تو اللہ تعالیٰ پر توکل اور اسباب سے علیحدگی اور اربابِ طریقت سے قطع تعلق کو لازم پکڑ اور دل کے ساتھ تمام چیزوں سے مسافرت اختیار کر۔ دل کی موافقت کے ساتھ اپنے شہر اور اہل و عیال اور اپنی دکان اور اپنی معرفت والوں سے نکل جا، باہر آجا اور اپنے مقبوضات کو اپنے اہل و عیال اور بھائی اور ہم عصر دوستوں کے سپرد کر دے۔ پس گویا ایسے ہو جا جس طرح کہ ملک الموت نے تیری رُوح لے لی اور موت کے اُچکنے والے نے تجھے اُچک لیا تو لقمۂ موت ہو گیا گویا زمین نے شق ہو کر تجھے نگل لیا۔ گویا قدرت احکام قضا و قدر نے تجھے پکڑ لیا اور تجھے علم و معرفت کے دریا میں ڈبو دیا جو اس مقام پر پہنچا کر اس کو سبب ضرر نہیں پہنچا سکتے کیونکہ وہ ظاہری ہوتے ہیں نہ کہ باطنی۔ سبب دوسروں کے لیے ہوتے ہیں نہ اس کے لیے۔

قدرت کا بیان

ایک بزم پاک میں حضرت محبوب سبحانی غوثِ صمدانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! اگر تجھے دنیا کے غم و حزن سے فارغ و خالی ہونے کی قدرت ہے تو اسے کر گزر ورنہ دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑ جا اور اس کے دامنِ رحمت سے لپٹ جا یہاں تک کہ تیرے دل سے دنیا کا غم نکل جائے۔ وہ ہر شے

پر قادر اور ہر شے کا جاننے والا ہے اور ہر شے اُس کے قبضہ میں ہے۔ تو اُس کے دروازے کو پکڑ لے اور یہ سوال کر کہ وہ تیرے دل کو اپنے غیر سے فارغ کر دے اور اُسے ایمان، معرفتِ الٰہی اور علم سے بھر دے اور اپنی مخلوق سے تجھے مستغنی کر دے اور تجھے یقین عطا فرمائے اور وہ تیرے قلب کو اپنے ساتھ اُنس دے، اپنے غیر سے غیر مانوس کر دے اور وہ تیرے تمام اعضاء کو اپنی طاعت میں مشغول کر دے تو ہر چیز اُس سے طلب کر، تو اپنے جیسی مخلوق سے نہ جھک بلکہ تیرا جھکنا صرف اللہ کی طرف ہو، غیر سے دوری رہے اور تیرا جو بھی معاملہ ہو وہ خدا کے ساتھ ہو اور اُسی کے لیے ہو۔

اعمال کی بُنیاد کا بیان

ایک بزم پاک میں حضرت محبوب سبحانی شہبار لامکانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا۔

اے غلام! زبانی جمع خرچ بغیر عمل قلب کے تجھے خدا کی طرف ایک قدم بھی نہیں لے گا۔ سیر قلوب ہی کی سیر ہے۔ قرب الٰہی قرب باطنی ہی ہے اور عمل حقیقی معنی کا عمل ہے جس حدودِ شرعیہ کی حفاظت ہو اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے بندوں کے لیے تواضع انکساری ہو۔ جس نے اپنے نفس کو وزن دار سمجھا اس کے لیے کچھ وزن و قدر نہیں جس نے اپنے اعمال کو مخلوق کے لیے ظاہر کیا اُس کا عمل بیکار۔ عمل خلوتوں میں ہوتے ہیں جلوتوں میں ان کا اظہار نہیں ہوتا سوا ان فرائض کے جن کا اظہار شرعاً ضروری ہے تو سب سے پہلے بنیاد کے مضبوط کرنے میں جب قصور داری اور کوتاہی کر چکا تو تیرا اس عمارت کو جو ایسی بنیاد پر بنے گی مضبوط کرنا کیا فائدہ بخشے گا۔ تو

عمارت کے نقصان وخرابی کے دُور کرنے پر اُسی وقت قدرت رکھ سکے گا جب اس کی بنیاد مضبوط ہو گی۔ اعمال کی بنیاد توحید و اخلاص پر ہے۔ پس جس میں توحید و اخلاص نہ ہو اُس کا کوئی عمل ہی نہیں سب سے پہلے توحید و اخلاص کے ساتھ اپنے اعمال کی بنیاد مضبوط کر اُس وقت اعمال کی عمارت اللہ تعالیٰ کی قوت وطاقت کی مدد سے بنا نہ کہ اپنی طاقت کے ساتھ، یہ تو غیر معتبر ہے۔ توحید کا ہاتھ ہی عمارت بنا سکتا ہے نہ کہ شرک و نفاق کا ہاتھ۔ مُوحِّد ہی ایسا کر سکتا ہے۔ شرک اور نفاق والا ایسا کرنے سے عاجز ہے۔

وبال کا بیان

ایک بزم عالی میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

حکیم لقمان سے روایت ہے کہ اُنھوں نے اپنے بیٹے سے کہا اے میرے بیٹے جس طرح کہ تُو بیمار ہوتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ کیونکر بیمار ہوتا ہے اسی طرح جب تو مرے گا کہ کیسے مرتا ہے میں تمھیں ڈراتا ہوں اور روکتا ہوں اور تم نہ ڈرتے ہو اور نہ باز رہتے ہو۔ اے بھائی سے غائب ہونے والو، دنیا میں مشغول ہونے والو! عنقریب تم پر دنیا حملہ کرے گی اور تمھارا گلا گھونٹ دے گی اور تم نے جو کچھ دنیا کے ہاتھوں سے جمع کیا ہے وہ تمھیں کچھ فائدہ نہ دے گا اور نہ وہ لذّات جن سے تم نے مزے اُڑائے تھے کام دیں گی۔ بلکہ یہ سب کا سب تمھارے لیے وبال ہی وبال ہے۔

محبّت کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرت محبوبِ سبحانی شہبازِ لامکانی قدس سرہ النورانی نے بیان فرمایا:

اگر اللہ تعالیٰ جنّت اور دوزخ کو پیدا نہ کرتا جب بھی اس کا مستحق ہے کہ اس سے خوف کیا جائے اور اُس سے اُمّید کی جائے۔ تم اس کی اطاعت محض اُس کی طلب کے لیے کرو۔ تم اُس کو اُس کے عطاء و عقاب سے غرض نہ ہونی چاہیئے اس کی اطاعت اس کے حکم کے بجالانے اور اس کی ممنوعات سے باز رہنے اور اس کے تقدیری اُمور پر صبر کرنے میں ہے، تم اس کی طرف رجوع کرو، توبہ کرو۔ اس کے سامنے روؤ، آنکھوں اور دل کے آنسوؤں سے اس کے سامنے عاجزی کرو۔ رونا عبادت ہے اور وہ درجۂ کمال کی عاجزی و ذلّت ہے۔ جب تو نیک نیّتی اور توبہ اور پاک اعمال پر ہمیشگی کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے نفع دے گا وہ تو مظلوموں کے بدلہ لینے کا والی ہے کیونکہ وہاں اُس کی راحت و رحمت اپنے فرمانبرداروں کے لیے ظاہر ہوگی تو اُس کی محبّت کو دنیا و آخرت میں لازم پکڑ، تو اُس کی محبت کو تمام چیزوں سے جن کا تو حاجت مند ہے زیادہ اہم مقصد بنالے۔ اس کی محبت تجھے ضائع کردے گی۔ مخلوق میں سے ہر ایک تجھ کو اپنے لیے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو تیرے ہی لیے چاہتا اور دوست رکھتا ہے۔

شیطان کی دوستی کا بیان

ایک بزم میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:

اے قوم! تمھارے نفس خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ تمھیں اس کی خبر ہی نہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ پر حکم چلاتے ہیں اور جس کام کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے نفس اس کا خلاف کرتے ہیں اور خدا کے دشمن مردود شیطان کو دوست رکھتے ہیں اور خدا کو دوست نہیں رکھتے اور جب تقدیری اُمور آتے ہیں تو ان کی موافقت نہیں کرتے اور نہ ہی ان پر صبر کرتے ہیں بلکہ جھگڑا اور نزاع کرتے ہیں ان کو خدا کے سامنے سر جھکانے کی خبر ہی نہیں محض اسلام کے نام پر قناعت کر لی ہے حالانکہ محض نام نفسوں کو نفع نہ دے گا اور نہ ہی اس پر نفع عطا ہو گا۔

خوف کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! تو خوف کو لازم پکڑ اور خدا سے نڈر نہ ہو جا یہاں تک کہ تو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے اور تیرے قلب اور تیرے بدن کے پاؤں اس کے حضور کھڑے ہو جائیں اور تیرے رد بردا امان کا پروانہ رکھ دیا جائے اُس وقت تجھے نڈر ہو جانا لائق ہو جائے گا۔ جب وہ تجھ کو نجات کا پروانہ دے دے گا تو تجھ کو اس کے پاس بہت بھلائیاں دکھائی دیں گی۔ جب وہ تجھ کو امان دے گا پس وہ برقرار رہیں گی کیونکہ اللہ تعالیٰ عطا کے بعد اس عطا کو واپس نہیں لیا کرتا ہے تو وہ اس کو اپنا مقرب کر لیتا ہے اور اپنے سے اس کو نزدیک کر لیتا ہے اور جب اس بندہ پر خوف کا غلبہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایسی چیز کا القا فرماتا ہے جو اس کے خوف کو زائل کر دیتی ہے اور اس کے قلب و باطن کو تسکین بخشتی ہے پس یہی معاملہ بندہ اور خدا کے درمیان رہتا ہے۔

شناخت کا بیان

ایک بزم عالی میں شہنشاہِ بغداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا:
اے جاہل تجھ پر افسوس کیا تو اللہ تعالیٰ سے مُنہ پھیرتا ہے اور اسے اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑتا ہے اور تو مخلوق کی خدمت کرنے میں مشغول ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب کو اپنی طرف قرب عطا فرمایا ان کو اپنی شناخت کروا دی۔ اُنہوں نے اس کو پہچان لیا ان میں سے جب کوئی اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اور اپنے نفس و خواہش و طبیعت اور شیطان کی لڑائی سے فارغ ہو جاتا ہے اور ان دشمنوں سے اپنی دنیا سے چھوٹ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنے قرب کا دروازہ کھول دیتا ہے تو وہ کسی کام کا خواہاں ہوتا ہے کہ اسے کرنے لگے پس اُس سے کہا جاتا ہے تو پیچھے کو لوٹ اور مخلوق کی خدمت میں مشغول ہو اور ان کو ہمارا راستہ دکھا اور ہمارے طالبوں اور ارادت والوں کی خدمت کرتا رہ۔ تم اہل اللہ کے کام سے جس میں وہ مشغول رہتے ہیں غافل اور اندھے ہو۔ تم نفسوں کی خاطر جو کہ تمھارے دشمن ہیں روشنی کو اندھیرے سے ملاتے ہو۔ تم اپنی عورتوں کو خدا کو ناخوش کر کے راضی کرتے ہو۔ مخلوق میں ایسے بہت سے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی پر جو اپنی جورو اور بال بچوں کی رضامندی کو مقدم کرتے ہیں۔ میں تیری حرکات و سکنات اور ہمت کو دیکھ رہا ہوں کہ یہ سب تیرے نفس، بیوی اور اولاد کے لیے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے تیرے پاس کچھ خبر ہی نہیں۔

محجوب کا بیان

ایک بزم پاک میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا۔
اے غلام! تجھ پر افسوس! تیرا شمار مردوں کے ساتھ نہیں ہے جو آدمی اپنی مردانگی میں کامل ہوتا ہے وہ خدا کے سوا کسی ایک کے لیے کام نہیں کرتا۔ تیرے قلب کی دونوں آنکھیں اندھی ہو گئی ہیں اور تیرے باطن کی صفائی مکدر ہو گئی ہے اور تو اپنے رب سے پردہ میں ہو گیا ہے اور تجھے کچھ خبر بھی نہیں ہے۔ اسی وجہ سے بعض اولیاء کرام نے فرمایا ان محجوبوں کے لیے سخت افسوس ہے جن کو اپنا محجوب ہونا بھی معلوم نہیں۔

عقل کا بیان

ایک بزم عالی میں حضور غوث الثقلین نے بیان فرمایا۔
اے غلام تجھ پر افسوس! تیرے کھانے میں ٹوٹا ہوا کانچ ہے اور تو اسے کھا رہا ہے اور تجھے اپنے غلبۂ شہوت اور قوت حرص اور خواہشات کی شدت کی وجہ سے اس کا علم بھی نہیں۔ ایک گھڑی کے بعد وہ تیرے معدہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور تو ہلاک ہو جائے گا۔ تیری کل بلائیں تیرے خدا کی دوری اور غیر خدا کو اختیار کر لینے کی وجہ سے ہیں۔ اگر تو مخلوق کا امتحان لیتا جانچتا تو البتہ تو ان کو دشمن سمجھتا اور ان کے خالق کو اپنا دوست بناتا۔
ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:
امتحان لے لے اس کو دشمن سمجھنے لگے گا۔

تیری دوستی اور دشمنی تو بغیر جانچ وامتحان کے ہے۔ جانچ تو عقل کرتی ہے۔ تجھے تو عقل ہی نہیں جانچ تو قلب کرتا ہے تیرا تو قلب ہی نہیں۔ قلب بھی سوچتا، نصیحت پکڑتا اور عبرت حاصل کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اس قرآن میں اُن کے لیے نصیحت ہے جن کا قلب ہو یا وہ اس کو کان لگا کر حضورِ قلب سے سُنیں۔"

عقل ہی منقلب ہو کر قلب اور قلب منقلب ہو کر سر اور سر منقلب ہو کر فنا اور فنا منقلب ہو کر وجود بن جاتا ہے۔

لغزش کا بیان

ایک بزم میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:

حضرت آدم علیہ السّلام اور تمام انبیاء علیہم السّلام میں شہوات اور رغبات تھیں لیکن وہ سب اپنے نفوس کی مخالفت کرتے تھے اور اپنے رب تعالیٰ کی رضامندی چاہتے تھے۔ حضرت آدم علیہ السّلام نے جنّت میں ایک خواہش کی اور جنّت ہی میں ایک لغزش کھائی پھر توبہ کی۔ پھر دوبارہ ایسا نہ کیا اور ان کی خواہش اچھی تھی کیونکہ اُنھوں نے یہ خواہش کی تھی کہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کے پڑوس سے جدا نہ ہوں اور انبیاءِ کرام ہمیشہ اپنے نفوس اور طبائع اور خواہشات کی مخالفت کرتے رہے یہاں تک کہ اپنے نفوس کو بہت سے مجاہدات اور تکالیف میں ڈال کر حقیقتاً ملائکہ کے ساتھ مل گئے۔ انبیا، رسل، اولیا صابر ہوتے ہیں تم بھی صبر میں ان کے ساتھ موافقت کرو۔

ایمان کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا،

اے غلام! تو اس بات کی کوشش کر کہ تو کسی کو ایذا نہ دے اور تیری نیت ہر ایک کے لیے نیک رہے۔ ہاں جس کو ایذا دینے کا شریعت مطہرہ حکم دے پس اسے ایذا دینا تیرے لیے عبادت ہوگی۔ عاقلوں، شریفوں، صدیقوں کا صُور تو پھونکا جا چکا، اور اُنہوں نے اپنے نفوس پر قیامت برپا کر لی اور اپنی ہمتوں کے سبب اُنہوں نے دنیا سے رو گردانی کر لی اور اپنی تصدیق کی وجہ سے وہ پُل صراط سے گزر چکے اور اپنے قلوب سے چلے یہاں تک کہ جنت کے دروازے پر جا کھڑے ہوئے۔ وہ راستہ میں کھڑے ہو کر یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم تنہا نہ کھائیں گے کیونکہ کریم کی عادت تنہا کھانے کی نہیں ہے پس وہ یہ کہہ کر دنیا کی طرف پچھلے پاؤں لوٹ آتے ہیں تاکہ یہاں آ کر لوگوں کو اللہ کی طرف بلائیں اور وہاں کے حالات سے اُنہیں خبردار کریں اور ان پر تمام اُمور کو آسان کر دیں۔ جس شخص کا ایمان قوی ہو جاتا ہے اور جو اپنے ایمان میں مضبوط ہو جاتا ہے وہ قیامت کے تمام اُمور کو جن کی اُس کو اللہ تعالیٰ نے خبر دے دی ہے اپنے قلب کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اُسے جنت و دوزخ اور جو کچھ ان دونوں میں ہے سب نظر آتا ہے۔ وہ صور اور اُس فرشتہ کو جو اس پر متعین ہے دیکھتا ہے وہ تمام چیزوں کو ان کی حقیقت سے پہچانتا ہے وہ دنیا اور اس کے زوال اور اہل دنیا کی دولتوں کے انقلاب کو دیکھتا ہے وہ مخلوق کو اس حالت میں دیکھتا ہے کہ گویا وہ قبروں میں مدفون ہیں چل پھر رہے ہیں اور جب وہ قبروں پر گزرتا ہے تو وہاں کے عذاب و ثواب کو محسوس کرتا ہے وہ قیامت کو اور جو کچھ اس میں قیام و موافقت سے ہونے والا ہے سب کو دیکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ

کی رحمت و عذاب کو دیکھتا ہے، وہ فرشتوں کو کھڑا ہوا، انبیاء و رسل علیہم السلام، ابدال اور اولیاء اللہ کو اپنے اپنے مرتبہ پر دیکھتا ہے۔ وہ اہل جنت کو جنت میں ملاقات کرتے ہوئے اور اہل دوزخ کو دوزخ میں عداوت کرتے ہوئے دیکھتا ہے۔ جس کی نظر صحیح ہو جاتی ہے وہ اپنے سر کی آنکھ سے مخلوق کو اور اپنے قلب کی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کے فعل کی طرف جو مخلوق کی طرف صادر ہوتا ہے دیکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حرکت دینے اور اس کی مخلوق کے سکون دینے کو دیکھتا ہے پس یہ نظر نظرِ عبرت ہے۔ بعض اولیاء اللہ میں سے وہ ہیں کہ جب وہ کسی شخص کی طرف نظر ڈالتے ہیں تو اُس کے ظاہر کو سر کی آنکھ سے اور اُس کے باطن کو اپنے قلب کی آنکھ سے اور اپنے اللہ تعالیٰ کو اپنے سر اور حقیقت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ جو خدمت کرتا ہے اُس کی خدمت کی جاتی ہے۔

جب انہیں کوئی تقدیری اَمر آتا ہے وہ اس کی موافقت کرتے ہیں خواہ اس کو تقدیر جنگل میں ڈالے یا دریا میں، ہموار زمین میں ڈالے یا پہاڑ میں، اس کو شیریں کھانا کھلائے یا کڑوا۔ یہ اُس کی عزت و ذلت، امیری و فقیری، عافیت و بیماری سب میں ہی موافقت کرتا۔ ہر اَمر میں وہ تقدیر کے ساتھ چلتا ہے یہاں تک کہ جب تقدیر نے یہ جان لیا کہ وہ مشقت میں پڑ گیا تو اُتر کر اُس کو اپنی جگہ سوار کر دیا اور اس کے ہمرکاب ہو کر اس کی خدمت کی اور اس کے قُربِ الٰہی اور کرامت کی وجہ سے اس کے سامنے متواضع ہو گئی اور اس کو یہ سب مرتبے اس وجہ سے ملے کہ اس نے اپنے نفس و خواہش، طبیعت، عادات، بادشاہِ دنیوی اور بُرے ہم نشینوں کی پوری پوری مخالفت کی۔

آفات کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا۔

اے غلام تو حکمت سے قدرت کی طرف کب متوجہ ہوگا، کب تیرا حکمت والا عمل تجھ کو اللہ تعالیٰ کی قدرت تک پہنچائے گا۔ تیرے اعمال کا اخلاص کب تجھ کو قربِ الٰہی کے دروازے تک پہنچائے گا۔ معرفت کا آفتاب کب تجھ کو عام و خاص لوگوں کے دلوں کے چہروں کو دکھائے گا۔ ہوشیار ہو جا۔ بلا کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مت بھاگ۔ بہ تحقیق وہ اس سے تیری آزمائش کرتا ہے تاکہ وہ معلوم کرے کہ آیا تو سبب کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کے دروازہ کو چھوڑتا ہے یا نہیں؛ آیا تو ظاہر کی طرف رجوع کرتا ہے یا باطن کی طرف۔ آیا اس کی طرف جاتا ہے جس کا ادراک ہو سکتا ہے یا اس کی طرف جس کا ادراک نہیں ہو سکتا اس طرف جاتا ہے جو نظر آتی ہے یا اس طرف جو نظر نہیں آتی۔

الٰہی تو ہمیں آزمائش میں نہ ڈال۔

الٰہی ہمیں اپنی نزدیکی بغیر آزمائش عطا فرما۔

الٰہی اپنا قرب و لطف عطا فرما۔

الٰہی ایسا قرب عطا فرما جس میں دوری نہ ہو۔

ہم میں تجھ سے دوری کی طاقت نہیں اور نہ بلا کے برداشت کرنے کی۔ ہم کو آفات کی آگ سے علیحدہ کر کے اپنی نزدیکی عطا کر دے اور اگر آفات کی آگ ہمارے لیے ضروری ہے پس میں اس آگ میں مثل سمندر جانور کے بنا دینا جو کہ اس میں انڈے دیتا ہے اور بچے نکالتا ہے اور آگ اس کو نہ ضرر پہنچاتی ہے اور نہ جلاتی ہے۔ ہمارے اوپر اس آگ کو مثل آگ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی کر دینا۔ ہمارے اردگرد سبزہ اُگا دینا جیسا کہ تو نے ان کے اردگرد جما دیا تھا اور ہمیں تمام چیزوں سے ویسا ہی مستغنی کر دے جیسا کہ خلیل کو کیا تھا اور تو ہمارا مونس و متولی ویسا ہی بن جا جیسا کہ ان کا بنا تھا اور تو ویسے ہی ہماری حفاظت فرما۔

قضاؤ رضا کا بیان

ایک بزم پاک میں حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے سفر سے پہلے رفیق کو، گھر سے پہلے پڑوسی کو، وحشت سے پہلے مونس کو، مرض سے پہلے پرہیز کو، بلا سے پہلے صبر کو، قضاء سے پہلے رضاء کو حاصل کر لیا تھا۔ تم اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام سے علم سیکھو اور ان کے اقوال و افعال میں ان کی پیروی کرو۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ بلا کے دریا میں مہربانی کی اور بلا کے دریا میں ان کو تیرنے کا حکم دیا اور خود ان کی مدد فرمائی، ان کو دشمن پر حملہ کا حکم دیا اور خود ان کے گھوڑے کے سر کے قریب رہا اور ان کو بلند جگہ پر چڑھنے کا حکم دیا اور یدِ قدرت ان کی پیٹھ پر تھا۔ ان کو مخلوق کی دعوتِ طعام کا حکم دیا اور خرچ اپنے پاس سے دیا عنایت باطنی و لطف خفی اسی کا نام ہے۔

خاموشی کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا۔

اے غلام! اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور فعل کے آنے کے وقت خاموشی اختیار کر تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سی مہربانیاں تجھ کو نظر آئیں۔ کیا تو نے جالینوس حکیم کے غلام کا قصہ نہیں سنا کہ کیسا گونگا، بیوقوف، بھولا اور چپ چاپ بنا رہا یہاں تک کہ جالینوس کا تمام علم سیکھ لیا۔ تیرے قلب کی طرف تیرے بہت

جھکمک کرنے اور اس کے ساتھ جھگڑا کرنے اور اس پر اعتراض کرنے سے حکمتِ الٰہی نہیں آئے گی۔

ابدال کا بیان
الٰہی نہیں آئے گی

ابدال کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرت محبوبِ سبحانی غوثِ صمدانی شہبازِ لامکانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا:

اے قوم! اللہ تعالیٰ کو پہچانو اور اُس سے جاہل نہ رہو، اُس کی اطاعت کرو، اُس کے ساتھ موافقت کرو، اُس کے مخالف نہ بنو، اُس کے قضاء و حکم پر راضی رہو، اُس سے جھگڑا نہ کرو، اللہ تعالیٰ کو اس کی صنعت اور کاریگری سے پہچانو، وہ پیدا کرنے والا اوّل و آخر، ظاہر و باطن ہے، وہی قدیم و ازلی ہے اور دائم ابدی ہے، جو چاہے وہ کرنے والا ہے، جو کچھ وہ کرے اس سے سوال نہ ہوگا اور مخلوق سوال کیے جائیں گے، وہی امیر بنانے والا، وہی فقیر بنانے والا، وہی نفع بخشنے والا، وہی نقصان دینے والا، وہی زندہ کرنے والا، وہی موت دینے والا، وہی سزا دینے والا، اُمیدوار بنانے والا، اُسی سے ڈرو، اُس کے غیر سے نہ ڈرو، اُسی سے اُمیدوار بنو، اُس کے غیر سے اُمیدواری نہ کرو، اس کی حکمت و قدرت کے ساتھ گھومتے رہو یہاں تک کہ قدرت حکمت پر غالب آجائے، جو کچھ سیاہی پر سپیدی پھیر دی ہے اس سے ادب سیکھتے رہو، یہاں تک کہ وہ آنے والی چیز جو تمہارے اور اُس کے درمیان حائل ہوگی آجائے۔ ایسی حالت میں تم حدود شرع کے خلاف سے جس کی طرف معناً اشارہ کیا گیا محفوظ رہو گے۔ اس مقام کی طرف صالحین میں سے کوئی کوئی پہنچتا ہے نہ کہ ہر ایک۔ ہمیں کسی ایسی چیز کی حاجت

نہیں جو کہ دائرۂ شرع سے خارج ہو۔ اس اَمر کو وہی جانتا ہے جو اس میں داخل ہوا ورنہ محض حال بیان کرنے سے اس کو کوئی نہیں پہچان سکتا۔ تم اپنے معاملات میں حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کمربستہ رہو یہاں تک کہ تم کو بادشاہ اپنی طرف دعوت دے پس اُس وقت تم حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی عظمت کرو اجازت لو اور اُس کے پاس داخل ہو جاؤ۔ ابدال کا نام ابدال اس لیے رکھا گیا ہے کہ وہ ارادۂ الٰہی کے ساتھ کوئی ارادہ نہیں کرتے اور اختیارِ الٰہی کے ساتھ اپنے کسی اختیار کو کام میں نہیں لاتے حکم ظاہر پر حکم کرتے ہیں اور اعمالِ ظاہرہ پر عمل کرتے ہیں۔ پھر تنہائی میں ایسے اعمال کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو ان کے لیے مخصوص ہوتے ہیں۔ جب ان کے منازل و درجات ترقی پذیر ہوتے ہیں وہ اَمر و نہی کا ارادہ کرتے ہیں یہاں تک کہ ایسی منزل پر پہنچ جاتے ہیں نہ جہاں اُمر ہے نہ نہی، بلکہ احکامِ شرعی ان کے اندر اثر پذیر ہوتے ہیں اور وہ ان کی طرف منسوب کر دیئے جاتے ہیں اور یہ تنہائی میں ہوتے ہیں۔

مردانِ خُدا کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا:۔

جاننا چاہیئے کہ مردانِ خدا ہمیشہ مخلوق سے غائب اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہتے ہیں۔ البتہ ان کی حاضری امر و نہی کے آنے کے وقت ہوتی ہے۔ وہ اَمر و نہی دونوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ حدودِ شرعیہ میں سے ایک حد کو بھی ضائع ہونے نہیں دیتے کیونکہ جو عبادات فرض ہیں ان کا چھوڑنا بے دینی ہے اور ممنوع اُمور کا کرنا معصیت فرائض الٰہیہ کسی سے کسی حالت میں بھی ساقط نہیں ہوتے ہیں۔

جہاد کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرت محبوب سبحانی غوثِ صمدانی شہبازِ لامکانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! اللہ تعالیٰ کے حکم اور عمل کے ساتھ عمل کر اور اُس کے دائرہ سے نہ نکل، عہد کو نہ بھول۔ اپنے نفس اور خواہشات، شیطان اور اپنی طبیعت و دنیا سے جہاد کرتا رہ اور نصرتِ الٰہی سے نا اُمیدی نہ کر وہ تیری ثابت قدمی کے پاس یقیناً آتی رہے گی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

"تحقیق اللہ کی جماعت ہی غالب ہے۔"

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"تحقیق اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔"

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"البتہ اللہ کی جماعت ہی غالب ہے۔"

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اور جو لوگ ہمارے راستہ میں جہاد کرتے ہیں البتہ ہم ان کو راستہ دکھا دیتے ہیں۔"

تو اپنے نفس کی زُبان کو خدا کے شکوہ کے وقت روک لے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس زبان اور تمام مخلوق کا مقابلہ کر، ان کو اطاعتِ الٰہی کا حکم دے اور معصیتِ الٰہی سے منع کر۔ گمراہی اور بدعت سیئہ اور خواہشات کی پیروی اور نفس کی مخالفت

سے ان کو روک اور کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کا حکم دے۔

خالق اور مخلوق کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے قوم! اللہ تعالیٰ کے کلام کا احترام کرو اور اس کے ساتھ ادب سے رہو وہ تمھارے اور خدا کے درمیان ذریعۂ اتّصال ہے، اسے مخلوق نہ ٹھہراؤ۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

"یہ میرا کلام ہے۔"

تم کہتے ہو نہیں جو اللہ تعالیٰ کا ردّ کرے اور قرآن کو مخلوق بتلائے وہ کافر ہوا اور اللہ سے بیزار۔ یہ قرآن یہی جو تلاوت کیا جاتا ہے پڑھا جاتا ہے، یہ جو سُنا جاتا ہے، یہ جو دیکھا جاتا ہے، یہی جو صحیفوں میں لکھا ہوُا ہے اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما کا قول ہے:۔

"قلم مخلوق ہے اور جو اس سے لکھا گیا وہ غیر مخلوق ہے اور جو کچھ اس میں محفوظ ہے وہ بھی غیر مخلوق ہے۔"

تصدیق کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرت محبوبِ سبحانی شہبازِ لامکانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا:۔

"اے قوم قرآن کے ساتھ نصیحت پکڑو اور عمل کرو اور نہ اس میں مجادلہ کے ساتھ اعتقاد چند کلمہ میں اور عمل بکثرت۔ تم قرآن مجید پر ایمان لاؤ اور اس کی دلوں سے تصدیق کرو اور اپنے اعضاء سے عمل کرو اور ایسی چیز میں مشغول ہو جاؤ جو تمہیں نفع دے، ناقص اور کمینی عقلوں کی طرف توجہ نہ کرو۔

منافق کا بیان

ایک بزم میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا۔

اے قوم! منقول، عقل سے نسخ نہیں کیا جا سکتا اور نص قیاس سے زائل نہیں کی جا سکتی۔ گواہ چھوڑ دے اور مجرد دعویٰ سے کام لے ایسا نہ کر، لوگوں کے مال بغیر گواہوں کے محض دعوے سے حاصل نہیں ہو سکتے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"اگر آدمی محض دعوؤں سے کچھ حاصل کر لیا کرتے تو البتہ ایک قوم دوسری قوم پر خون اور اپنے مالوں کا دعویٰ کرتی"۔

مدعی پر گواہ لازم ہیں اور انکار کرنے والے قسم، عالم زبان اور جاہل قلب نفع نہیں دے سکتا۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"سب سے زیادہ خوف اپنی اُمت پر جس کو ان کے لیے خطرناک سمجھتا ہوں اس منافق سے ہے جس کی زبان عالم ہو"۔

شکر کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا :
اے جاہلو ! اے حاضرین و غائبین ! اے جماعتِ علماء ! تم اللہ تبارک و تعالیٰ سے حیا کرو اور اپنے قلوب سے اس کی طرف نظر کرو ، اس کے لیے پست ہو جاؤ ، اپنے نفوس کو صابر بناؤ اس کی تقدیر کے گرزوں کے ماتحت ان کو لے آؤ اور اپنے نفوس پر ان کا شکر بمقابلہ نعمت لازم کرو۔ اس کی اطاعت میں روشنی کو اندھیرے سے ملا دو۔ رات دن اللہ کی اطاعت میں مشغول رہو۔ جب تم سے یہ اَمر متحقق ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ کی کرامت و عزّت وجنّت ، دنیا و آخرت میں تمہارے پاس آجائے گی ۔

پہچان کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا :
اے غلام ! اس بات کی کوشش کر کہ دنیا میں کوئی شے ایسی باقی نہ ہو جو تجھے محبوب ہو ، سب کی محبّت چھوڑ دے ۔ جب تیرے حق میں یہ معاملہ کامل ہو جائے گا تو تُو ایک لحظہ کے لیے بھی اپنے نفس کے ساتھ نہ چھوڑا جائے گا ۔ اگر بھولے گا تو یاد دلا دیا جائے گا اور اگر تو غافل ہو گا تو بیدار کر دیا جائے گا ۔ نظرِ رحمت تجھے غیر کی طرف دیکھنے کے لیے نہ چھوڑے گی ۔ الغرض جس نے ذائقہ چکھا اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا ۔ اس جنس کے افراد مخلوق سے بعض ہی بعض ہوتے ہیں جو مخلوق کی طرف سکون کو قبول نہیں کرتے ۔

رحمت وجمال کا بیان

ایک بزم عالی میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا۔

اے منافقین! آفات وبلیات تمہارے قلوب کے سروں پر موجود ہیں۔ اولیاء اللہ جب کبھی اپنے قلوب کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھ لیتے ہیں تو اپنی سلامتی اللہ تعالیٰ کی طرف سکون اور خود کو اس کے روبرو ڈال دینے اور مخلوق کی طرف سے اندھا ہو جانے اور اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرنے سے اپنی زبانوں کو کاٹ ڈالنے میں پاتے ہیں۔ دن رات، ماہ وسال ان پر غلبہ کرتے ہیں اور وہ ایک ہی حالت پر قائم رہتے ہیں۔ وہ معیتِ الٰہی سے متغیر نہیں ہوتے۔ وہ اللہ کی تمام مخلوق سے زیادہ عاقل ہیں۔ اگر تم ان کو دیکھ پاؤ تو تم ان کو دیوانہ بتاؤ اور اگر وہ تم کو دیکھیں تو کہیں کہ یہ قیامت کے دن پر ایمان نہیں لائے، کافر ہیں۔ ان کے دل غمگین اور خدا کے سامنے شکستہ ہیں۔ وہ ہمیشہ خوف زدہ اور ترسناک رہتے ہیں۔ جب ان کے قلوب پر اللہ تعالیٰ کی جلالت وعظمت کے پردے کھل جاتے ہیں تو ان کا خوف بڑھ جاتا ہے۔ ان کے قلب پھٹ جانے کے قریب ہو جاتے ہیں اور ان کے جوڑ جدا ہونے لگتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ ان کی یہ حالت دیکھتا ہے تو اپنی رحمت وجمال، مہربانی واُمید کے دروازے ان پر کھول دیتا ہے جس سے ان کی حالت میں سکون آجاتا ہے۔ میں تو سوائے طالبِ آخرت اور طالبِ الٰہی کے دوسرے کی طرف نظر ڈالنا پسند نہیں کرتا۔ مجھے طالبِ دنیا اور خلق طلبگار نفس وہوا کا کیا کرنا سوائے اس کے کہ میں اس کے علاج کو دوست رکھوں کیونکہ وہ مریض ہے بیماروں پر طبیب ہی صبر کر سکتا ہے۔

طالبِ دُنیا کا بیان

ایک بزم میں حضرت محبوبِ سبحانی، شہبازِ لامکانی، غوثِ صمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا۔

اے منافق! تجھ پر افسوس! کہ تو اپنا معاملہ ان سے چھپاتا ہے اور وہ ان سے چھپ نہیں سکتا، تو مجھ پر ظاہر کرتا ہے کہ تو طالبِ آخرت ہے حالانکہ تو طالبِ دُنیا ہے۔ یہ ہوس جو کہ تیرے دل میں ہے تیری پیشانی پر مرقوم ہے۔ تیرا راز ظاہر ہے جو دینار تیرے ہاتھ میں ہے کھوٹا ہے اس میں ایک دانگ سونا ہے اور باقی چاندی۔ کھوٹا دینار میرے سامنے پیش نہ کر میں نے ایسے بہت دیکھے ہیں۔ یہ میرے حوالے کر اور مجھے اجازت دے کہ میں اس کو پگھلا دُوں اور اس میں جتنا سونا ہے اس کو نکال لوں اور باقی کو پھینک دُوں۔ تھوڑی چیز جو کہ عمدہ ہو بہت سی خراب چیز سے بہتر ہے، تو مجھے اپنے دینار پر اختیار دے میں سکہ بنانے والا ہوں، میرے پاس اس کا آلہ ہے۔ ریا و نفاق سے توبہ کر اور اپنے نفس پر اس اقرار کرنے سے شرم نہ کر پس اکثر اخلاص والوں سے پہلے منافق تھے اور اسی لیے بعض صوفیائے کرام نے فرمایا ہے:۔

"اخلاص کو ریاکار ہی پہچانتا ہے۔"

یہ امر نادر سے نادر ہے کہ اوّل آمر سے آخر تک کوئی مخلص ہو۔ بچے ابتداء میں جھوٹ بولتے ہیں، مٹی اور نجاست سے کھیلتے ہیں اور اپنی جانوں کو ہلاکت کی جگہوں پر ڈالتے ہیں، اپنے والدین کی چوری کرتے ہیں، چغل خوری کرتے ہیں اور جب ان میں عقل آنے لگتی ہے تو تھوڑا تھوڑا کر کے ابتدائی اُمور چھوڑ جاتے ہیں۔ ماں باپ اور

اساتذہ سے ادب سیکھتے اور ان کے طریقوں پر چلنے لگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے وہ ادب سیکھتا ہے اور اپنی پہلی حالت کو چھوڑ دیتا ہے اور جس کے ساتھ شر کا ارادہ فرماتا ہے وہ اپنی پہلی حالت پر زندگی بسر کرتا ہے۔ دنیا و آخرت دونوں برباد ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دوا اور بیماری دونوں پیدا کر دی ہیں گناہ بیماری ہیں اور طاعت دوا۔ ظلم بیماری ہے اور انصاف دوا، خطا بیماری ہے اور صواب و بہتری دوا۔ اللہ تعالیٰ سے بغض بیماری ہے اور گناہوں سے توبہ کرنا دوا۔ یہ دوا پورا اثر تب ہی کرے گی۔

طاعتِ الٰہی کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہ بغداد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا:۔

جب تو مخلوق سے دلی طور پر جدا ہو جائے گا اور تو اپنے پروردگار سے ملا لے گا اور اللہ تعالیٰ کی طرف اسے اونچا کر دے گا تو تیری روح آسمان میں رہے گی اور تیرا گھر زمین میں ہو گا۔ اور علم کے مطابق تو اپنے قلب سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تنہائی اختیار کرے گا اور تو حکم کی بجا آوری میں خلق کا شریک رہے گا۔ ان کی مخالفت عمل کی کسی خصلت میں نہ کرے گا تاکہ عمل اور مخلوق کی تجھ پر کوئی حجت نہ ہو۔ اپنے باطن سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہے گا تو اپنے نفس کے لیے اٹھا ہوا حملہ کرنے والا سر نہ چھوڑ۔ اگر تو اس پر سوار ہو گیا ہے ورنہ وہ تجھ پر سوار ہو جائے گا۔ اگر تو نے اسے پچھاڑ بہتر ورنہ وہ تجھے پچھاڑ دے گا۔ اگر تیرا نفس اس چیز میں جس کا طاعتِ الٰہی سے تو خواہشمند ہے مطیع ہو جائے بہتر اور نہ اس کو بھوک و پیاس اور ذلت و برہنگی کے کوڑے سے اور ایسی جگہ کی تنہائی سے جس میں مخلوق میں سے کوئی بھی انیس نہ ہو سزا دے اور جب

تک تو مطمئن نہ ہو جائے اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کرنے لگے اُس وقت تک تو یہ کوڑا اس سے مت اُٹھا پس جب تیرا نفس مطمئن ہو جائے تو تُو اپنے اور اس کے درمیان میں عتاب کو نہ چھوڑ دے۔ اس سے کہہ کیا تو نے ایسا نہ کیا تھا تو اس کو موافق بنا لے تاکہ وہ ہمیشہ شکستہ ہی رہے۔ ان سب اُمور پہ تجھے مدد جب ہی مل سکتی ہے جب تو مرادِ الٰہی کا طالب ہو اور اس کی موافقت کرے اور گناہوں سے بچے تیرا ظاہر و باطن یکساں ہو جائے، موافق ہی موافق ہو جائے نہ کہ مخالف، طاعت ہی طاعت ہو نہ کہ معصیت، شکر ہی شکر ہو نہ کہ ناشکری، ذکر ہی ذکر ہو نہ کہ نسیان، خیر ہی خیر ہو نہ کہ شر۔ تیرے قلب کو جب تک فلاح نہیں مل سکتی جب تک اس میں غیر اللہ کا دخل ہے۔

سعادت کا بیان

ایک بزم میں شہنشاہِ بغداد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا:

اے غلام! اگر تو ہزار برس بھی انگارہ پر سجدہ کرے اور تو غیر کی طرف متوجّہ رہے تو تیرا یہ سجدہ ہرگز تجھے نفع نہ دے گا اس کے لیے کچھ نتیجہ خیز نہ ہو گا جب تک وہ ماسوی اللہ کو دوست بنائے رہے گا تو خدا کی دوستی میں جب تک کہ کل مخلوق کو معدوم نہ کر دے سعادت حاصل نہیں کر سکتا۔ تیرا اشیاء میں اظہار زہد ان پر قلب کی توجّہ کے ساتھ تجھے کون سا فائدہ دے سکتا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو جانتا ہے جو تمام عالم کے سینوں کے اندر ہیں حالانکہ تیرے قلب میں غیرِ خدا کا دخل ہے۔

حجاب کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

دنیا آخرت سے حجاب ہے اور آخرت پروردگار دنیا و آخرت سے حجاب ہے اور تمام مخلوق خالق سے حجاب ہے۔ جب تو ان میں سے کسی چیز کے ساتھ ٹھہرے گا پس وہ تیرے لیے حجاب ہے تو خلق اور دنیا اور ماسوی اللہ کی طرف متوجہ نہ ہو یہاں تک کہ تو اپنے سر کے قدموں اور ماسوی اللہ میں زُہد کے صحیح ہو جانے سے ہر ایک سے برہنہ و جُدا ہو کر ذاتِ الٰہی میں حیرتناک بن کر اسی سے فریادرسی چاہنے والا، مدد مانگنے والا، سابقہ تقدیری اور علمِ الٰہی کی طرف متوجہ ہونے والا ہو کر دروازۂ الٰہی تک آجائے۔ پس جب تیرے قلب و سّر کا وہاں پہنچ جانا متحقق ہو جائے گا اور یہ دونوں بارگاہِ الٰہی میں داخل ہو جائیں گے تو وہ تجھے اپنا مقرب بنائے گا اور اپنے سے نزدیک کرلے گا اور تجھے حیات بخشے گا اور تجھ کو قلوب کا حاکم بنا دے گا اور ان پر تجھے امیر کردے گا اور تجھ کو وہ اس کا طبیب ٹھہرا دے گا اس وقت پھر تو خلق و دنیا کی طرف متوجہ ہو جائے گا اور یہ تیری توجہ ان کی طرف ان کے حق میں نعمت ہوگی اور تیرا دنیا کو مخلوق کے ہاتھوں سے لینا اور اس کا فقراء پر لٹا دینا اور اس میں سے اپنے مقسوم حصّے پر قبضہ کر لینا عبادت و اطاعت اور باعث سلامتی ہوگا۔ جس نے دنیا کو اس حالت سے حاصل کیا تو دنیا اس کو ضرر نہ دے گی بلکہ وہ دنیا سے سلامتی میں رہے گا اور اس کے حصّے دنیا کی خرابیوں سے پاک صاف رہیں گے۔

ولی اللہ لوگوں کے چہروں پر ولایت کی علامات کے نشان ہوتے ہیں جس کو اہل فراست دانائی والے ہی لوگ پہچانتے ہیں۔

ولایت کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

ولایت کا اظہار اشارات سے ہوتا ہے نہ کہ زُبان سے جو شخص اپنی فلاح و بہتری چاہے پس اُسے چاہیئے کہ وہ اپنے نفس و مال کو اللہ تعالیٰ کے لیے خرچ کرے اور وہ اپنے قلب کے ساتھ خلق و دنیا سے مثل بال نکلنے کے آٹے اور دودھ سے نکل جائے اور اسی طرح آخرت اور جمیع ماسوی اللہ سے علیحدہ ہو جائے پس اُس وقت تو ہر حق دار کا حصّہ اُس کو خدا کے روبرو عطا کرے گا اور تو دنیا و آخرت سے اپنے حصّے حاصل کرے گا حالانکہ تو درِ الٰہی پہ حاضر ہوگا اور وہ دونوں خادم بنے کھڑے ہوئے ہوں گے نیز تیرے حصّے قائم ہوں گے، تو دنیا سے اپنا حصّہ اس طرح سے نہ کھا کہ وہ بیٹھنے والی ہو اور تو کھڑا ہونے والا ہو بلکہ بادشاہ کے آستانہ پر بیٹھ کر اس حالت سے کھا کہ دنیا اپنے سر پر طبق لیے ہوئے کھڑی ہو اور تو اُسے کھائے۔ دنیا اس کی خدمت کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر ٹھہرنے والا ہوتا ہے تو دنیا اسے ذلیل کرتی ہے۔ تو دنیا سے غنا اور خداداد عزت کے ساتھ حصّہ حاصل کر۔

رضائے الٰہی کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرت محبوب سبحانی شہبازِ لامکانی قدس سرہٗ النورانی نے فرمایا:۔

اولیاء اللہ، اللہ تعالیٰ سے دنیا میں افلاس کے ساتھ راضی ہو گئے اور آخرت میں ان کی رضامندی قربِ الٰہی کے ساتھ ہوگی وہ اللہ تعالیٰ سے سوا کسی کو طلب نہیں کرتے

انہوں نے یہ جان لیا ہے کہ دنیا تقسیم کی جا چکی ہے لہٰذا انہوں نے دنیا کی طلب کو چھوڑ دیا اور انہوں نے جان لیا کہ درجاتِ آخرت کے اور جنّت کی نعمتیں بھی تقسیم کی جا چکی ہیں لہٰذا انہوں نے اس کی طلب اور اُس کے لیے عمل کو بھی چھوڑ دیا ہے وہ ذاتِ الٰہی کے سوا کسی چیز کو نہیں چاہتے جب وہ جنّت میں داخل ہوں گے تو جب تک وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات کا نور نہ جنّت میں دیکھیں گے اپنی آنکھیں نہ کھولیں گے۔

تنہائی کا بیان

ایک بزمِ عالی وقار میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا۔

اے غلام تو اپنے لیے تنہائی اور جُدائی کو دوست رکھ جس کا دل مخلوق اور مخلوق کی چیزوں سے خالی اور جدا نہیں ہوتا وہ اس بات کی قدر نہیں رکھتا کہ وہ انبیاء اور صالحین کے راستہ پر چل سکے تاوقتیکہ وہ قلیل دنیا پر قناعت کرے اور کثیر کو ید قدرت کے حوالے کر دے تو زیادہ دنیا کی طرف متوجہ نہ ہو ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا۔ جب زائد دنیا خدا کی طرف سے تیرے اختیار کے بغیر تیرے پاس آ جائے تو تُو اُس میں محفوظ رہے گا۔

وعظ کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرت محبوب سُبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ تُو لوگوں کو اپنے عمل اور اپنے کلام سے نصیحت کیا کر۔ اے واعظ اپنے باطن کی صفائی اور قلب

کے تقویٰ کے ساتھ لوگوں کو نصیحت کر۔ ظاہر کو اچھا بنا کر باطن کی خرابی کے ساتھ وعظ کرنا بے سود ہے۔ ایسا وعظ نہ کہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مومنین کے دلوں میں ایمان کو اس سے قبل کہ وہ پیدا ہوں لکھ دیا ہے یہی سابقہ اور تقدیر ہے اور اس سابقہ کے ساتھ ٹھہر جانا اور اس پر بھروسہ کر لینا جائز نہیں بلکہ تیری کوشش اور توجہ لازمی ہے۔

ایمان و ایقان کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! ایمان و ایقان حاصل کرنے کی کوشش کر اور اس میں اپنی جدّ وجہد کو پوری طرح سے صرف کر دے اور اللہ تعالیٰ کی خوشبوؤں کی طرف توجہ کر اور اس کے دروازۂ رحمت پر پڑا رہ۔ پس ہمارے قلوب کو ایمان کے حاصل کرنے میں کوشش کرنی چاہیئے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو ایمان بغیر کسب و مشقّت کے عطا فرما دے لیکن کوشش ضروری ہے۔

تاویل کا بیان

ایک بزم پُروقار میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! کیا تجھے شرم نہیں آتی اللہ تعالیٰ تو اپنے نفس کے لیے پسندیدہ صفات بیان کرتا ہے اور تم اس میں تاویلات کرتے ہو اور اس پر اللہ کو ردّ کرتے ہو۔ تمھارے علم میں ایسی گنجائش نہیں جیسی متقدمین صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم میں تھی۔ ہمارا پروردگار عرش

پر ہے جیسا کہ اس نے فرمایا بغیر تشبیہ و تعطیل اور بغیر تجسیم کے۔

طمع کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرتِ محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا:۔

اہل طمع کا کلام اور وعظ خود غرض اور مداہنت سے خالی نہیں ہوتا اُس کو مخالفت سامعین کی طاقت نہیں۔ حق گوئی غیر ممکن ہے۔ اُس کا کلام خالی بلا مغز کا چھلکا اور لفظ بلا معنی ہُوا کرتا ہے۔ جس طرح طمع کے حرف نقاط سے خالی ہیں ایسے ہی لفظ طامع خالی ہے۔ طمع کے حرف ط، م، ع میں ان میں ہر ایک نقطہ سے خالی ہے۔ اے اللہ کے بندو! تم سچ بولو بے شک فلاح پاؤ گے۔ سچے کی ہمت آسمان میں بلند ہے اُس کو کسی قائل کا قول ضرر نہیں دیتا۔ اللہ ربّ العزت تبارک وتعالیٰ اپنے اَمر پر غالب ہے جب وہ تجھ سے کسی اَمر کا ارادہ کرے گا تجھ کو وہ اُس کے لیے تیار کر دے گا۔ کسی بے اَدب سے کچھ کلام نکلا اور یہ اُس کا جواب ہے۔ تمھاری حالتوں کی سچّائی مجھے گویا کر دیتی ہے اور تمھارا جھوٹ مجھے ساکت کر دیتا ہے۔ تمھاری خریداری کے مطابق میں تم سے فروخت کرتا ہوں۔

٭ محب کا بیان

ایک بزمِ عالی میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! اگر تیرے پاس علم کا پھل اور اُس کی برکت ہوتی تو تُو ہرگز اپنے

حظوظ اور خواہشاتِ نفسانی کے لیے بادشاہوں کے دروازوں پر نہ دوڑے۔ عالم کے پاس وہ پیر ہی نہیں ہوتے جن سے وہ مخلوق کے دروازوں پر دوڑے اور زاہد کے پاس وہ دو ہاتھ ہی نہیں ہوتے جن سے وہ آدمیوں کا مال لے اور اللہ کے محب کے پاس وہ دو آنکھیں ہی نہیں ہوتیں جن سے وہ غیر اللہ کی طرف دیکھے۔ سچا محب جو کہ اپنی محبت میں سچا ہے اگر تمام مخلوق سے بھی ملاقات کرے تو مخلوق کی طرف اُس کا نظر کرنا حلال نہ ہو وہ تو اپنے محبوب کے سوا کسی کو دیکھتا ہی نہیں۔ اُس کے سر کی آنکھوں میں دنیا کی اور اُس کے قلب کی آنکھوں میں آخرت کی قدر ہی نہیں ہوتی اور نہ اُس کے باطن کی آنکھوں میں خدا کے سوا کسی کی عظمت و قدرت ہوتی ہے۔ تم عقل مند بنو تمھاری کچھ حقیقت نہیں ہے۔ تم میں اکثر چیخنے چلّانے والوں کی اتّباع کرنے لگتے ہیں۔

گُناہ کا بیان

ایک بزمِ عالی وقار میں حضرت محبوبِ سُبحانی غوثِ صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النّورانی نے بیان فرمایا۔

اے غلام! اکثر واعظین کا وعظ زبانی ہوتا ہے دلوں سے نہیں ہوتا۔ منافق کی سرد آہیں زبان اور سر سے ہوتی ہیں اور سچے شخص کی اُس کے قلب و باطن سے۔ سچے شخص کا قلب اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر چیخ پکار کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ چیختے چیختے گھر میں داخل ہو جاتا ہے تو تُو اللہ کی قسم سب حالتوں میں جھوٹا ہے، تو درِ الٰہی کا راستہ بھی نہیں پہچانتا ہے تو دوسروں کو اُس پر کیسے رہنمائی کرے گا۔ تو خود اندھا ہے دوسروں کا ہاتھ کیسے پکڑے گا۔ تجھے تیری خواہش و طبیعت اور نفس کی اطاعت اور دنیا و ریاست اور شہوات کی محبت نے اندھا بنا دیا ہے۔ تو میرے سامنے آ۔ جب تک کہ گناہ تیرے

ظاہر پر ہیں اس سے پہلے کہ وہ تیرے گناہ دل تک پہنچیں۔ بڑھ ورنہ تو گناہ پر اصرار کرنے والا ہو جائے گا۔ پھر وہ اصرار منتقل ہو کر کفر بن جائے گا جس فرمانبرداری اور بندگی خدا کے لیے متحقق ہو جاتی ہے۔ وہی خدا کے کلام سننے پر قدرت حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے بعد اپنے ستر اُن موسائیوں کا جن کو کلام الٰہی سننے کے لیے منتخب کیا گیا تھا ذکر کیا اور فرمایا پس اللہ تعالیٰ نے اُن موسائیوں سے خطاب کیا وہ تمام بیہوش ہو گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام اکیلے رہ گئے پھر جب اُن بیہوشوں کو اللہ تعالیٰ ہوش میں لایا کہنے لگے ہم میں کلامِ الٰہی سننے کی طاقت نہیں ہے۔ اے موسیٰ تم ہمارے اور خدا کے درمیان میں واسطہ بن جاؤ۔ پس موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اور وہ ان لوگوں کو کلام الٰہی سُناتے تھے اور اُس کا قول اُن پر لوٹتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام اپنی قوتِ ایمانی کے سبب اور حقیقی طاعت و عبودیتِ الٰہی کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا کلام سننے پر قادر ہوئے۔ اور یہ موسوی اپنے ضعفِ ایمانی کی وجہ سے اُس پر قدرت نہ پا سکے۔ اگر وہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے احکام کو جو کہ توریت میں تھے قبول کر لیتے اور اوامر و نواہی میں اُن کی اطاعت کر لیتے اور ادب والے بن جاتے اور اپنے خود ساختہ اقوال پر جرأت نہ کرتے تو البتّہ یہ کلام الٰہی کے سننے پر قدرت پا لیتے۔ اور آپ نے ارشاد فرمایا میں ہر جھوٹے، منافق، دجّال پر مسلط ہوں۔ ہر اللہ کے گناہ گار نافرمان پر میں مسلط ہوں۔

نافرمان کا بیان

ایک بزم پاک میں حضور غوث الثقلین نے بیان فرمایا۔

جاننا چاہیئے کہ نافرمانوں میں سب سے بڑا نافرمان شیطان ہے اور اُن سب

سے چھوٹا فاسق ہے بہ تحقیق میں ہر گمراہ اور گمراہ کن باطل کی طرف دعوت دینے والے سے لڑائی کرنے والا اور اس پر لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کے ساتھ مدد مانگنے والا ہوں، تیرے دل میں نفاق جما ہوا ہے تو اسلام اور توبہ کرنے اور زنار کفر کے توڑ ڈالنے کا محتاج ہے اسے قطع کر، توبہ کرکے مسلمان بن۔ جس مشغلہ میں میں ہوں اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے پس یہ عنقریب بزرگ وکثیر اور صاحب عظمت ہو جائے گا اور اپنے دونوں پاؤں پر کھڑا ہو گا اور اپنے بازوؤں سے مخلوق کی چھتوں پر اڑے گا اور اُن کے گھروں میں داخل ہو گا اور وہ اس کو اپنی آنکھوں اور اپنے دلوں سے دیکھ لیں گے اور اگر یہ مشغلہ منجانب میرے نفس وخواہش اور طبیعت کے اور میرے شیطان و باطل کی طرف سے پس اس کے لیے خرابی و دوری ہو گی اور عنقریب چھوٹا پڑ جائے گا اور پگھل جائے گا اور لوٹ جائے گا، متفرق و منقطع ہو جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ جھوٹے کی مدد، تائید، اور منافق کی استعانت نہیں فرماتا اور منکر کو کچھ نہیں دیتا، ناشکرے کی نعمت کو نہیں بڑھاتا اور ہر وہ نفس کہ جس کے دل میں تھوڑا سا بھی نفاق ہے اُس سے کوئی کام بھی نہیں ہو سکتا بلکہ اُس کا نفاق اُس کے دین کے جلا دینے کا سبب بن جائے گا۔

دِل کا بیان

ایک بزم عالی میں شہنشاہ بغداد نے بیان فرمایا۔

اے میرے مریدو! میں نے تو کہہ دیا، تم بھاگ رہے ہو، تم سنتے ہو اور عمل نہیں کرتے۔ میرا نام تمام شہروں میں گونگا مشہور تھا، میں مجنوں اور گونگا اور خاموش بنا ہوا تھا لیکن یہ بات نبھ نہ سکی قضاء وقدر نے نکال کر تمہاری طرف ڈال دیا۔ میں تہہ خانوں

میں تھا تقدیر نے باہر نکالا اور مجھ کو کرسی پہ لا کر بٹھا دیا۔ تو جھوٹ نہ بول تیرے پاس دو دل نہیں ہیں بلکہ ایک ہی دل ہے وہ جس چیز سے بھی بھر ابھرا اس میں دوسری چیز کی گنجائش نہیں ہوتی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اللہ تعالیٰ نے کسی مرد کے دو دل نہیں بنائے۔"

ایک ہی قلب خالق و مخلوق دونوں کو دوست رکھے، ہو نہیں سکتا کہ ایک ہی قلب میں دنیا و آخرت دونوں جمع ہو جائیں، ہو نہیں سکتا جب تک قلب خالق کی طرف ہو اور چہرہ مخلوق کی طرف۔ ایسا ہو سکتا ہے مخلوق کی طرف متوجہ ہو تا بہ نظر اُن کی مصلحتوں اور بغرض اُن کی رحمت کے جائز ہے۔ دل کا لگاؤ خالق ہی سے رہے جو اللہ سے جاہل ہے وہ ریا کار ہے اور منافقت کرتا ہے اور جو اللہ کا جاننے والا ہے وہ ایسا نہیں کرتا ہے۔ احمق اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے اور عاقل اُس کی فرمانبرداری کرتا ہے اور دنیا جمع کرنے پر حریص، ریاکاری اور منافقت کرتا ہے اور جو حریص نہیں اُمید کو کوتاہ کرنے والا ہے وہ ایسا نہیں کرتا۔

مومن کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

مومن فرائض ادا کر کے قربِ حق حاصل کر لیتا ہے اور نوافل پڑھ کر محبوبِ الٰہی بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے بھی ہیں جو نوافل کا علم بھی نہیں رکھتے بلکہ وہ فرض ادا کرتے ہیں، پھر نفل پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں یہ ہمارے اُوپر اس وجہ سے فرض ہے کہ ہم کو ان کے پڑھنے پر قدرت عطا فرما دی ہے۔ ہمارا

ہمیشہ عبادت میں مشغول رہنا ہم پر فرض ہے وہ فی الجملہ اپنے حق میں کسی چیز کو نفل نہیں سمجھتا۔ ہر عبادت کو فرض ہی سمجھتا ہے۔ اولیاء اللہ کے لیے ایک آگاہ کر دینے والا ہے جو اُن کو آگاہ کرتا رہتا ہے۔ ایک معلّم ہے جو اُن کو تعلیم دیتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے لیے تعلیم و تعلّم کے سبب مہیّا فرماتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"اگر کوئی مسلمان پہاڑ کی چوٹی پر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے ایک بتانے والا مقرر کر دیتا ہے جو اُسے سکھاتا اور بتاتا ہے۔"

تو اچھے لوگوں کی باتیں لے کر اُن سے دوسروں کو نصیحت کرتا ہے اور اپنے نفس کو چھوڑ دیتا ہے خود کچھ فائدہ نہیں لیتا منگنی کی چیز چھپتی نہیں ہے تو اپنے مال کا لباس پہن نہ کہ عاریت کا۔ اپنے ہاتھ سے کپاس بو اور اُسے پانی دے اور اپنی کوشش و محنت سے اس کی پرورش کر پھر اُس کو بُن اور سی اور پہن۔ غیر کے مال پر اور غیر کے کپڑوں پر خوش نہ ہو۔ جب تو دوسروں کے کلام کو لے کر کلام کرے گا اور اُسے اپنائے گا تو تیرے اُوپر صالح لوگوں کے دل غصہ کریں گے۔ جب تم سے عمل نہ ہو سکے پس کچھ بھی نہ کہو۔ ہر اَمر عمل پر متعلق ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

"تم اپنے عمل کے باعث جنّت میں داخل ہو جاؤ۔"

معرفتِ خداوندی کا بیان

ایک بزمِ عالی میں شہنشاہ بغداد نے بیان فرمایا۔

تم معرفتِ خداوندی حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ معرفتِ خداوندی اُس

کے ساتھ غائب ہو جانے اور اُس کے قضاء و قدر اور علم قدرت کے ساتھ قائم ہو جانے کا نام ہے۔ معرفت افعال و مقدرات الٰہی میں فنا ہو جانا ہے۔ تیرا کلام اُس چیز پر جو کہ تیرے دل میں رہنمائی کرے گا۔ زبان قلب کی ترجمان ہے۔ پس جب قلب اختلاط والا ہو گا حق و باطل میں تمیز نہ کرے گا پس کبھی درست نکلے گا اور کبھی باطل۔ کبھی تو شے کی پوری پوری حقیقت بیان کر سکے گا اور کبھی اُس پہ قدرت نہ پائے گا اور جب قلب کا یہ اختلاط جاتا رہے گا تو زبان ٹھیک ہو گی اور جب وہ شرک کرنے والا ہو گا تو وہ مخلوق کے ساتھ پابند ہو گا اُس میں تغیر و تبدل ہوتا رہے گا۔ لغزش واقع ہو گی۔ جھوٹ بولے گا۔

کلام کا بیان

ایک بزم عالی میں حضرت محبوب سبحانی، غوث صمدانی، قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا:۔

بعض واعظین اہل کلام میں سے وہ ہیں جو اپنے قلب سے کلام کرتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو اپنے نفس و خواہش، شیطان اور عادت کی پیروی سے کلام کرتے ہیں اے اللہ تو ہم کو اہل ایمان بنا نہ کہ منافقین میں سے بنا۔ جب کہ قلب میں ایک شخص کی محبت اور دوسرے کی عداوت واقع ہو جائے پس تو اُس سے دوستی اور اُس سے دشمنی اپنے جسم و طبیعت کی پیروی سے نہ کر بلکہ دونوں کے معاملہ میں کتاب و سنت کو حکم بنا دے۔ پس اگر وہ دونوں تیرے محبوب کی موافقت کریں پس تو ہمیشہ اُس کی محبت میں ڈٹا رہ اور اگر اس سے تجھے قناعت حاصل نہ ہو اور معاملہ واپس نہ ہو پھر تو صدیقین کے قلوب کی طرف رجوع کر اور اُن سے دریافت کر

وہ فیصلہ فرمادیں گے۔ تو انھیں کے قلوب کی طرف رجوع کر پس یہی قلب درست ہیں کیونکہ جب قلب درست ہوتا ہے تو وہ اللہ کی طرف تمام چیزوں سے زیادہ قریب ہو جاتا ہے۔ قلب جب قرآن و حدیث پر عمل کرنے لگتا ہے اللہ سے قریب ہو جاتا ہے اور جب وہ اللہ سے قریب ہو جاتا ہے تو تمام چیزیں جو اُس کے لیے نافع اور نقصان دہ ہیں اور جو چیز اللہ کے لیے اور غیر اللہ کے لیے ہے اور جو کہ حق و باطل ہے وہ سب کو پہچان لیتا ہے۔ جب کہ ایمان دار کے لیے ایسی نظر حاصل ہو جاتی ہے پس صدیقین اور مقربین کی کیا حالت ہو گی۔

فراست کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

جاننا چاہیئے کہ کامل مسلمان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نور ہوتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نُور سے دیکھتا ہے۔"

اور ہر ایک کو تاڑ لیتا ہے۔ عارف مقرب کو بھی ایک نور عطا فرمایا جاتا ہے جس سے وہ اپنے قربِ الٰہی کو دیکھتا ہے اور اس قرب کی وجہ سے وہ اپنے قلب سے ملائکہ اور انبیاء کی اَرواح اور صدیقین کے قلوب اور اَرواح کا ملاحظہ کرتا ہے اور اُن کے احوال و مقامات دریافت کرتا رہتا ہے۔ یہ تمام چیزیں اس کے سویداء قلب اور صفائی باطن کے اندر ہوتی ہیں اور وہ ہمیشہ فرحت کے ساتھ معیّت الٰہی میں بسر کرتا رہتا ہے۔ وہ خالق و مخلوق کے درمیان ایک واسطہ ہو جاتا ہے خالق

سے لے کر مخلوق میں تقسیم کرتا رہتا ہے۔ بعض اُن میں سے زبان و قلب دونوں کے دانا ہو جاتے ہیں اور بعض اُن میں سے قلب کے دانا ہوتے ہیں اور اُن کی زبان لکنت والی ہوتی ہے لیکن منافق پس بیہودہ زبان زور ہوتا ہے اور اُس کا قلب لکنت والا ہوتا ہے اُس کا تمام علم زبان پر ہی ہوتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"سب سے زیادہ خوفناک جس سے میں اپنی اُمّت پر خوف کرتا ہوں منافق زبان زور طرار ہے۔"

تو کسی چیز پر غرور نہ کر کیونکہ رب تعالیٰ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے۔ بعض صالحین سے حکایت ہے کہ اُنہوں نے ایک دینی بھائی سے ملاقات کی پس اُس سے کہا اے بھائی آؤ تاکہ ہم اُس علم الٰہی کے بارے میں جو ہمارے متعلق ہو چکا ہے روئیں۔ اس نیک بندہ نے کیا ہی اچھی بات کہی۔ بیشک عارف باللہ تھا اور اُس نے حضور نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کا قول سُنا تھا کہ آپ نے فرمایا ہے:۔

"تم میں سے ایک شخص جنتیوں کا سا عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اُس کے اور جنّت کے درمیان میں صرف ایک ہاتھ یا ایک گز سے زیادہ کا فاصلہ باقی نہیں رہتا۔"

پس اُس کی شقاوت غالب آتی ہے اور وہ دوزخی ہو جاتا ہے اور تم میں سے ایک دوزخیوں جیسا عمل کرتا ہے یہاں تک کہ اُس کے اور دوزخ کے درمیان میں ایک ہاتھ یا ایک گز سے زیادہ کا فاصلہ باقی نہیں رہتا ہے پس اُس کی سعادت غالب آتی ہے اور وہ منجملہ جنتیوں کے ہو جاتا ہے۔ بعض صالحین سے دریافت کیا گیا کہ کیا تم نے اپنے رب کو دیکھا ہے پس جواب دیا کہ اگر میں اُس کو نہ دیکھتا تو میں اپنی جگہ پر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ اگر کوئی سائل دریافت کرے تو خدا کو کیسے دیکھ سکتا ہے پس میں

اُس کا جواب دُوں گا کہ جب بندہ کے دل سے مخلوق نکل جاتی ہے اور اُس میں اللہ کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا تو اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے اپنے کو اُسے دکھا دیتا ہے اور نزدیک کر لیتا ہے جس طرح اُس کو اور چیزیں ظاہراً دکھاتا ہے اور اُسے اپنے کو باطناً دکھا دیتا ہے جس طرح کہ اُس نے حضور نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کو شبِ معراج میں اپنی زیارت کرائی جس طرح چاہی۔ جس طرح کہ یہ بندہ اُس کی ذات کو خواب میں دیکھتا ہے اور اُس سے نزدیک ہو جاتا ہے اور بات چیت کرتا ہے یونہی کبھی اُس کا دل سے بیداری میں بات چیت کرتا ہے اور اُسی کی طرف نزدیک ہو جاتا ہے۔ یہ اپنے وجود کی دونوں آنکھیں بند کر لیتا ہے پس اللہ تعالیٰ جس حالت میں ہے بحیثیت ظاہر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُسے ایک معنوی صفت عطا فرما دیتا ہے جس سے یہ بندہ اُسے دیکھتا ہے، اُس سے قریب ہو جاتا ہے۔ اس کی صفات و کرامات، فضل و احسان، لطف و کرم، بِرّ و شفقت اور بندہ نوازی کو دیکھتا رہتا ہے جس کی معرفت و عبودیّت الٰہی متحقق ہو جاتی ہے وہ ارنی اور لاترنی دکھا، نہ دکھا اور اعطنی دے اور لاتعطنی نہ دے، کچھ نہیں کہتا ہے وہ تو فانی و مستغرق ہو جاتا ہے اور اسی لیے بعض واصلین الی اللہ نے فرمایا ہے:۔

" مجھ پر مجھ سے ہے ہی کیا"

کسی نے کیا خوب کہا ہے:۔

" میں تو خدا کا بندہ ہوں اور بندہ کو اپنے سردار اور آقا کے ساتھ اختیار و ارادہ ہی کیا ہوتا ہے"

اختیار کا بیان

ایک بزمِ عالی میں حضرت محبوبِ سُبحانی شہبازِ لامکانی غوثِ صمدانی قطبِ ربانی

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا:۔
ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور غلام نہایت نیک و پارسا تھا۔ خریدار نے غلام سے کہا:۔
اے غلام تو کیا کھانا چاہتا ہے
غلام نے جواب دیا:۔
جو کچھ تو کھلا دے۔
خریدار نے پھر پوچھا:۔
تو کیا پہننا چاہتا ہے
غلام نے جواب دیا
جو کچھ تُو پہنا دے
خریدار نے پھر پوچھا:۔
تو میرے گھر میں کہاں بیٹھنا چاہتا ہے
غلام نے جواب دیا:۔
جہاں تو مجھے بٹھا دے
خریدار نے پوچھا:۔
تو کس مشغلہ کو پسند کرتا ہے
غلام نے جواب دیا:۔
جو کچھ تو حکم دے
یہ سن کر خریدار بہت رو دیا اور کہا میرے لیے کیا ہی اچھا ہوتا اگر میں اپنے اللہ کے ساتھ ایسا ہوتا جیسا کہ تو میرے ساتھ ہے۔
یہ سن کر غلام نے کہا:۔

اے میرے آقا! کیا غلام کو اپنے آقا کے ساتھ کچھ ارادہ و اختیار ہوتا ہے۔

آقا نے جواب دیا:

تو اللہ تعالیٰ تعالیٰ کے لیے آزاد ہے، میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس بیٹھ تاکہ میں تیری خدمت کروں، اپنا مال و جان تجھ پر قربان کروں۔ ہر وہ شخص جو کہ اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اُس کے لیے کوئی ارادہ و اختیار باقی نہیں رہتا اور کہتا ہے مجھ پر مجھ سے ہی کیا۔ وہ اپنے اور غیروں کے معاملہ میں قضاء و قدر کے ساتھ مزاحمت نہیں کرتا۔

انس کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا:

بندگانِ الٰہی میں سے بہت کم بندے ہیں جو مخلوق میں بے رغبتی کرتے ہیں اور خلوتوں میں اُنس پکڑتے ہیں اور قرآن و حدیث کی قرأت سے مانوس ہوتے ہیں۔ پھر ایسی حالت میں اُن کے قلب حق کے ساتھ مانوس ہو کر اُس سے قریب ہو جاتے ہیں جن سے وہ اپنے اور غیروں کے نفوس کو دیکھنے لگتے ہیں اُن کے قلب صحیح اور درست ہو جاتے ہیں پس تمھارے اُمور میں سے اُن پر کوئی چیز مخفی نہیں رہتی ہے۔ وہ تمھارے خطرات تم کو بتا دیتے ہیں اور جو چیزیں تمھارے گھروں میں ہوتی ہیں اُس سے تمھیں خبر دے دیتے ہیں۔

مزاحمت کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرت محبوبِ سبحانی شہبازِ لامکانی غوثِ صمدانی، قطبِ ربانی

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی نے بیان فرمایا:
اے غلام! تجھ پر افسوس، عاقل بن، اپنی جہالت کی وجہ سے اولیائے کرام سے مزاحمت نہ کیا کہ مکتب سے نکلتے ہی تو منبر پر چڑھ بیٹھا لوگوں کو وعظ کہنے لگا۔ اسے سوچ، یہ ایسا امر ہے جو کہ ظاہر و باطن دونوں کے استحکام کا محتاج ہے پھر ہر ایک سے فنا ہو جانے کا اس کے بعد دو ضرورتوں میں سے ایک ضرورت واقع ہونے کا اُس وقت تجھے وعظ گوئی جائز ہو گی۔ پہلی ضرورت یہ ہے کہ تیرے سوا تیرے گھر میں کوئی واعظ نہ رہے پس تو اُس وقت ضرورتاً لوگوں سے وعظ کہہ۔ اور دوسری ضرورت یہ ہے کہ منجانب قلب تجھے وعظ گوئی کا حکم دیا جائے پس اُس وقت تو منبر پر مخلوق کو خالق کی طرف لوٹانے کے لیے چڑھ اور وعظ کہہ۔

صُوفی کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:
اے غلام! تجھ پر افسوس دعویٰ تو یہ ہے کہ بتحقیق تو صوفی ہے اور ہے سراپا کدورت۔ صوفی وہ ہوتا ہے جس کا ظاہر و باطن قرآن و حدیث کی تابعداری کی وجہ سے بالکل صفا ہو اور جس قدر اُس کی صفائی بڑھتی جائے وہ اپنے وجود کے دریا سے باہر آتا جائے اور اپنی صفائی قلب سے اپنے ارادہ و اختیار، اپنی چال ڈھال کو چھوڑتا جائے بھلائی کی بنیاد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اُن کے تمام اقوال و افعال میں پیروی کرنا ہے جب کسی بندہ کا قلب صاف ہو جائے گا تو وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو خواب میں دیکھے گا کہ وہ اُس کو بعض چیزوں کا حکم دے رہے ہیں اور بعض چیزوں سے منع فرما رہے ہیں وہ شخص سرتاپا قلب بن جائے گا اور اُس کا جسم ایک کنارہ ہو جائے گا اور وہ سربلا جہر

اور صفائی بلا کدورت ہو جائے گا اُس سے ظاہر کا چھلکا الگ ہو جائے گا اور وہ سرتا پا مغز باقی رہ جائے گا۔ وہ معنوی لحاظ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت میں رہے گا اور اُس کا قلب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت میں آپ کے روبرو تربیت پائے گا۔ اُس کا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی اُس کی جانب سے مخاطب اور اُس کے روبرو حاجب و نگہبان ہوں گے۔

کُل کا بیان

ایک بزم پاک میں حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا:۔
کُل کا قلب سے نکال دینا مضبوط پہاڑوں کا اُکھاڑنا ہے جس کے لیے مجاہدوں کے کدالوں، مشقتوں اور آفات کے نزول پر بڑے صبر کرنے کی ضرورت ہے جو چیز تمھارے ہاتھ نہ آئے تم اُسے نہ تلاش کرو۔ اگر تم اس سیاہی پر جو کہ سفیدی پر ہے یعنی لکھے ہوئے پر عمل کرو گے تو تمھارے لیے خوشخبری ہے تم مسلمان ہو جاؤ گے تمھارے لیے مبارک ہے کہ تم قیامت کے دن مسلمانوں کے گروہ میں ہو اور کافر دل کے گروہ سے نہ ہو۔ ہم سب کے لیے مبارک ہے کہ ہم جنّت کی زمین میں یا اُس کے دروازہ پر ہوں اور تم دوزخیوں میں سے نہیں ہو۔ تم تواضع فروتنی کرو، غرور و تکبر نہ کرو، تواضع سر بلند کرتی ہے اور تکبر ذلیل و پست کر دیتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"جو تواضع کرے گا اللہ اُس کو سر بلند کر دے گا۔"

مداومت کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا :۔
جب قلب ذکرِ الٰہی پر مداومت کرتا ہے تو اُس کو معرفتِ الٰہی اور علمِ خداوندی، اور توحید، توکل اور ماسوی اللہ سے روگردانی حاصل ہو جاتی ہے۔ فی الجملہ ذکرِ الٰہی پہ مداومت کرنا دنیا و آخرت میں ہمیشہ بھلائی حاصل کرنے کا سبب ہے۔ جب قلب صحیح ہو جاتا ہے تو اس میں ذکر ہمیشگی کر لیتا ہے۔ اس کے تمام اطراف و ایدان پر وہی لکھ دیا جاتا ہے پس اُس کی دونوں آنکھیں سویا کرتی ہیں اور اُس کا قلب ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتا ہے اور یہ اُسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ورثہ میں حاصل ہو جاتا ہے۔ صالحین میں سے کوئی بزرگ رات کو بہ تکلف سویا کرتے اور بغیر حاجت کے اُس کے لیے تیاری کیا کرتے تھے اُن سے اُس کا سبب دریافت کیا گیا پس جواب دیا میرا قلب اس حالت میں خدا کو دیکھا کرتا ہے۔ وہ اپنے اس قول میں سچ بولا کیونکہ سچّا خواب اللہ کی طرف سے وحی ہوا کرتا ہے لہٰذا اُس کی آنکھ کی ٹھنڈک نیند ہی میں تھی۔

رزق کا بیان

ایک بزم پاک میں محبوبِ سبحانی شہبازِ لامکانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا :۔
تُو اپنے رزق کے غم و فکر میں مت رہ بتحقیق رزق کی طلب تیرے لیے تیرے رزق کے طلب کرنے سے زیادہ سخت ہے۔ جب تجھے آج کا رزق مل جائے تو

آنے والی کل کے رزق کا غم و فکر چھوڑ دے جیسے کہ گذشتہ کل کو تو نے چھوڑ دیا ہے کل گزشتہ گزر چکی اور آنے والی کل کا حال تجھے کیا معلوم آیا تیرے لیے آتی بھی ہے یا نہیں تو اپنے آج ہی کے دن میں مشغول رہ۔ اگر تجھے معرفتِ الٰہی حاصل ہوتی تو البتہ تو اس کے سبب سے طلبِ رزق سے غفلت کرتا۔ ہیبت الٰہی تجھ کو طلبِ رزق سے روک دیتی اس لیے کہ جسے معرفتِ الٰہی حاصل ہو جاتی ہے اُس کی زبان گونگی ہو جاتی ہے خدا کی حضوری میں عارف باللہ ہمیشہ گونگا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کو مخلوق کی مصلحتوں کی طرف لوٹا دیتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ اس کو مخلوق کی طرف لوٹا دیتا ہے تو اس کی زبان سے گونگا پن اور درماندگی دُور فرما دیتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب بکریاں چرایا کرتے تھے تو اُن کی زبان میں لکنت، عجلت، درماندگی اور ٹھہراؤ تھا۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے انھیں مخلوق کی طرف متوجہ فرمایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو الہام فرمایا یہاں تک کہ اُنہوں نے کہا الٰہی میری زبان سے گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات سنیں گویا وہ یوں فرماتے تھے:۔

"جب تک میں جنگل میں بکریاں چراتا تھا اس بات کا حاجت مند نہ ہوا اب کہ مجھ کو مخلوق کے ساتھ مشغول رہنے اور گفتگو کا موقع آیا پس تو میری زبان کی درماندگی دور فرمانے میں میری مدد فرما۔"

اس وقت حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السّلام کی زبان کی گرہ اُٹھا دی گئی۔ پس جتنی دیر میں آدمی چند کلمات بول سکتا تھا آپ اتنی دیر میں نوّے کلمات بولتے تھے۔ جب آپ نے خورد سالی میں فرعون و آسیہ کے روبرو ناوقت گفتگو کرنا چاہی اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے منہ میں چنگاری کا لقمہ بنا دیا تاکہ سکوت فرمائیں۔

○

ابدال کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا۔

اے غلام! میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ تو اللہ و رسول اور اولیاء اللہ اور ابدال کی معرفت سے جو کہ انبیائے کرام کے جانشین ہیں اور مخلوق میں اُن کے خلیفہ ہیں، بہت کم واقف ہے، تو معنی سے خالی ہے، حقیقت کو کچھ نہیں سمجھتا، تو بغیر پرند کا پنجرہ ہے، تو خالی و ویران مکان ہے، تو ایسا درخت ہے جو خشک ہو گیا ہو اور اس کے پتّے گر گئے ہوں۔ بندہ کے قلب کی آبادی اسلام سے ہے پھر اس کی حقیقت کی تحقیق سے جو کہ اپنے آپ کو خدا کے حوالہ کر دینا ہے تو کلیتہً اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دے، وہ تیرے نفس کو اور تیرے غیر کو تیرے حوالہ کر دے گا، تو دل کے ساتھ اپنی ذات اور مخلوق سے نکل کر اس کی حضوری میں اپنے آپ اور غیر سے برہنہ و جُدا ہو کر کھڑا ہو جائے گا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا تجھے لباس پہنا دے گا اور تجھے مخلوق کی طرف واپس بھیج دے گا پس تو اپنی ذات میں اور دیگر مخلوق میں حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم اور آپ کے بھیجنے والے خدا کی رضامندی کے ساتھ اس کے حکم کی تعمیل کرے گا اور اس کے بعد اس کے انتظار میں ہر حکم کے انتظار میں ہر حکم میں موافقت کرنے والا بن کر کھڑا ہو جائے گا۔ ہر وہ شخص جو ماسوی اللہ سے مجرد ہو کر اپنے قلب و باطن کے قدموں پر کھڑا ہو کر اس کی حضوری میں رہے گا پس وہ زبانِ حال سے ویسا ہی کہے گا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے کہا تھا وَ عَجِلْتُ اِلَیْكَ آلایۃ اے رب میں نے تیری طرف آنے میں اس لیے جلدی کی کہ تو راضی ہو جائے۔ میں نے اپنی دنیا و آخرت اور تمام مخلوق کو چھوڑ دیا تمام اسباب کو اور ارباب کو چھوڑ دیا اور تیری طرف جلدی کر کے اس لیے

آیا تاکہ تو مجھ سے راضی ہو جائے اور اس سے پہلے جو میں مخلوق کے ساتھ ٹھہرا رہا اس کو بخش دے۔

جنّت و دوزخ کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا:

اے جاہل! تجھے ان باتوں سے کیا مطلب، تُو تو اپنے نفس اور اپنی دنیا و خواہشات اور مخلوق کا بندہ ہے تو مخلوق کو شریکِ خدا بنانے والا بندہ ہے کیونکہ نفع اور نقصان میں تیری نظر تو ان کی طرف ہی جاتی ہے اور تُو تو جنّت کا بندہ ہے اس میں داخل ہونے کا اُمیدوار ہے، تو دوزخ کا بندہ ہے اس میں داخل ہونے سے ڈرتا ہے، تم اُس خدا سے جو کہ دلوں اور بینائیوں کا پلٹ دینے والا جو ہر شے کو کن کہہ کر پیدا کرنے والا ہے، کہاں بھاگے ہوئے ہو؟

عارف باللہ کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

اے غلام! تو اپنی طاعت کے سبب سے اللہ تعالیٰ سے روگردانی نہ کر اور اس پر غرور نہ کر، بارگاہِ الٰہی میں طاعت کی مقبولیّت کی دُعا کر اور اس اَمر سے کہ کہیں وہ تجھے معصیت کی طرف راجع نہ کر دے ڈرتا رہ، تجھے اس سے کون نڈر کر رہا ہے کہ تیری طاعت سے کہہ دیا جائے معصیت بن جا اور تیری صفائی سے کہہ دیا جائے کہ تو مکدر ہو جا۔ عارف باللہ کسی چیز کے ساتھ نہیں ٹھہرتا اور کسی شے سے دھوکا نہیں کھاتا اور

جب تک کہ وہ دنیا سے دین کی سلامتی اور حفاظتِ الٰہی کے ساتھ ان معاملات میں جو اس کے اور خدا کے درمیان میں ہیں نکل جاتا امن میں نہیں ہوتا۔

اقوال و افعال کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا۔

اے قوم! تم قلب کے اعمال و اخلاص کو لازم پکڑو۔ اخلاص ظاہری ماسوی اللہ سے قطع تعلق کرنا ہے اور معرفتِ الٰہی اس کی جڑ، میں تم میں سے اکثر لوگوں کو اقوال و افعال، خلوتوں جلوتوں میں جھوٹ بولنے والا دیکھ رہا ہوں، تمہارے لیے ثابت قدمی نہیں نہ تمہارے دعوے کے گواہ، تمہارے اقوال بلا افعال ہیں اور افعال بلا اخلاص و بلا توحید کے، اگر تو اس کسوٹی سے جو کہ میرے ہاتھ میں ہے دوری کرے اور یہ تجھے پسند آجائے تو تیرے لیے کیا نفع دے گا۔ تجھ کو خدا کی مقبولیت اور خدا کی رضامندی کی خواہش بحالتِ موجودہ بے سود ہے، عنقریب تیرے بنے چاندی کے لے کر پگھلاتے وقت اور آگ دہکاتے وقت رسوا و ظاہر ہو جائیں گے۔ کہا جائے گا یہ سپید ہے، یہ سیاہ ہے، یہ ملمع و مخلوط کردہ ہے۔

اعمال کا بیان

ایک بزم میں حضرت محبوبِ سبحانی شہبازِ لامکانی غوثِ صمدانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا۔

اے قوم! تجھے قیامت کے دن ہر ایک پیٹھ پھیرنے والا خراب حال میں نکالا

جائے گا۔ تیرے ان اعمال کے لیے جن میں تو نے نفاق برتا ہے اسی طور سے کہا جائے گا۔ ایسا ہی ہر عمل جو غیر اللہ کے لیے ہو باطل ہے، تم عمل کرو اور محبت و دوستی کے ساتھ کرو اور مصاحبت کرو اور ایسی ذات کو جس کی مثل کوئی نہیں طلب کرو، وہی سننے والا دیکھنے والا ہے، نفی کرو، پھر اثبات کرو، اللہ تعالیٰ ایسی چیز کی جو اس کے لائق نہیں نفی کرو اور اُس چیز کا جو اس کے لائق ہے اثبات کرو اور وہ وہی شے ہے جس کو خدا نے خود اور اللہ کے رسول نے اللہ کے لیے پسند کیا ہو۔ جب تم ایسا کرو گے تو تمھارے دلوں سے تشبیہہ و تعطیل جاتی رہے گی۔

حُسنِ اَدب کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے فرمایا۔

تم اللہ تبارک و تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صالحین کی تعظیم و تکریم اور احترام کے ساتھ صحبت اختیار کرو، اگر تم فلاح و نجات چاہتے ہو تو تم میں سے کوئی بھی میرے دربار میں بغیر حُسنِ اَدب کے نہ آئے ورنہ حاضر ہی نہ ہو۔ تم ہمیشہ فضولیات میں رہتے ہو جس گھڑی میرے پاس آیا کرو اُس وقت تم فضول اُمور کو چھوڑ دیا کرو۔ بسا اوقات مجمع میں ایسے لوگ ہوتے ہیں جو قابلِ احترام ہوتے ہیں اور ان کا حسنِ اَدب لازمی ہوتا ہے اور وہ تمھاری عقل و فہم سے دُور ہے، باورچی اپنی پکائی ہوئی چیز کو، نانبائی اپنی روٹی کو اور کاریگری اپنی صنعت کو پہچانتا ہے اور دعوت دینے والا اُن کو جن کو دعوت دی گئی ہو اور جو دعوت میں حاضر ہیں پہچانتا ہے۔

دُنیا کا بیان

ایک بزم پاک نے شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

تمھاری دنیا نے تمھارے دلوں کو اندھا بنا دیا ہے اس لیے تمھیں اس کے سبب سے کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ تم دنیا سے بچو پس وہ تم کو اپنے نفس پر یکے بعد دیگرے قابو دیتی ہے اور اپنے میں داخل کر لیتی ہے اور آخرت میں تمھیں ذبح کر دے گی۔ وہ تمھیں اپنی شراب دبھنگ پلاتی ہے پھر تمھارے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیتی ہے اور تمھاری آنکھوں میں سلائی پھیرتی ہے۔ پھر جب اس بھنگ کا نشہ اُترے گا اور افاقہ ہوگا اُس وقت تمھیں معلوم ہوگا کہ دنیا نے تمھارے ساتھ کیا کیا۔ کیا یہ دنیا کی محبت اور اس کے پیچھے دوڑنے اور اس کے جمع کرنے پر حرص کا انجام ہے۔ یہ اس کا فعل ہے لہٰذا دنیا سے ڈرو۔

دنیا و آخرت کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! تُو جو دُنیا کو دوست رکھتا ہے اس میں تیرے لیے کچھ بھی فلاح نہیں اے مدّعی تیرا دعویٰ ہے تو اللہ کو دوست رکھنے والا ہے حالانکہ تو آخرت اور ماسوی اللہ سے دوستی رکھتا ہے اس میں تیرے لیے فلاح و صحت نہیں۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ عارف باللہ خدا کا دوست رکھنے والا، نہ اس کو دوست رکھتا ہے نہ اس کو اور نہ ماسوی اللہ کو۔ جب اس کی یہ محبت کامل اور متحقق ہو جاتی ہے تب اس کو دنیا سے ایسے حصے ملتے ہیں جو خوشگوار ہوتے ہیں اور جب وہ آخرت کی طرف پہنچے گا۔ اسی طرح سے

تمام اُن چیزوں کو جن کو پسِ پشت ڈال دیا تھا اللہ تعالیٰ کے دروازے کے روبرو ایسی حالت میں دیکھے گا کہ وہ اس سے پہلے وہاں پہنچ چکے ہیں کیونکہ اُس نے انھیں اللہ تعالیٰ ہی کے لیے چھوڑا تھا۔

حظوظِ قلب کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا۔
اے غلام! اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو وہ چیزیں جو ان کے مقسوم کی ہیں ایسی حالت میں عطا فرماتا ہے وہ ان سے یکسو ہوتے ہیں۔ حظوظ قلبی باطنی ہیں اور حظوظِ نفس ظاہری پس حظوظِ قلب بغیر اس کے کہ نفس کو اس کے حظوظ سے روک دیا جائے حاصل نہیں ہوتے۔ پھر جب نفس کو روک دیا جاتا ہے حظوظِ قلب کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ جب قلب ان حظوظ سے جو اللہ کی طرف سے ملے تھے بے پروائی برتتا ہے نفس کے لیے رحمتِ الٰہی آتی ہے پس بندہ سے کہا جاتا ہے کہ تو اپنے نفس کو قتل نہ کر پس اُس وقت نفس کو اس کے حصّے حاصل ہو جاتے ہیں اور وہ مطمئن ہو کر انھیں لے لیتا ہے تو ان لوگوں کو چھوڑ دے جو تجھے دنیا کی رغبت دلائیں اور جو تجھے دنیا سے بے پروا بنائیں تو ان کی ہم نشینی تلاش کر۔

مُحب کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرت محبوبِ سبحانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا۔
ہر جنس اپنے ہم جنس کی طرف مائل ہوتی ہے ان میں سے بعض، بعض پر چکر

لگاتے ہیں۔ محب محبین کے پاس ہی جاتے ہیں تاکہ ان کے پاس اپنے محبوب کو پالیں
اللہ کے چاہنے والے اسی راہ میں دوستی رکھتے ہیں پس یقیناً اللہ تعالیٰ انھیں دوست
لیتا ہے اور ان کی مدد فرماتا ہے اور بعض کو بعض کے ساتھ تقویت پہنچاتا ہے، مخلوق
کو دعوتِ الٰہی دینے میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ ان کو ایمان و توحید کی طرف
اور اعمال میں اخلاص پیدا کرنے کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ مخلوق کا ہاتھ پکڑ کر خدا کے
راستہ پر ان کو لا کر کھڑا کر دیتے ہیں۔

بدلہ کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! جس نے خدمت کی وہ مخدوم بنا، جس نے احسان کیا اُس کے ساتھ نیکی کی جائے گی، جو عطیہ دے گا اُس کو عطیہ دیا جائے گا۔ جب تو دوزخ کے کام کرے گا کل تیرا ٹھکانہ دوزخ بن جائے گی تو جیسا کرے گا ویسا بدلہ دیا جائے گا۔ جیسے تم ہو گے ویسے تم پر حاکم مقرر کیے جائیں گے۔ تمھارے عمل تمھارے حاکم ہیں تو دوزخ والوں جیسے عمل کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے جنتوں کی اُمید رکھتا ہے، تو جنت کی تمنا بغیر جنت والوں کے اعمال کے کیوں کرتا ہے۔ اصحابِ جنت وہ اربابِ قلوب ہیں جنھوں نے دنیا میں رہ کر اپنے قلوب سے عمل کیے تھے نہ کہ محض اپنے اعضائے ظاہری سے، عمل بغیر موافقت قلب کے کیا چیز ہے، کیا عمل کرتا ہے۔

ریاکار کا بیان

ایک بزم پاک میں حضور غوثِ اعظم نے بیان فرمایا:۔

ریاکار اعضائے ظاہری سے عمل کرتا ہے اور مخلص قلب و اعضائے ظاہری دونوں سے عمل کرتا ہے اس کا عمل اوّل قلب سے ہوتا ہے پھر دوسرے اعضاء سے مومن زندہ ہے اور منافق مردہ، مومن اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کرتا ہے اور منافق مخلوق کے لیے عمل کر کے اس پر خلق سے مدح و عطا کا طالب ہوتا ہے۔ مومن کا عمل ظاہر و باطن جلوت و خلوت میں ہر جگہ یکساں ہوتا ہے، راحت میں بھی اور تکلیف میں بھی۔ اور منافق کا عمل صرف جلوت میں ہوتا ہے اس کا عمل محض راحت میں ہی ہے پس جب اس پر مصیبت آجاتی ہے تو نہ اس کے لیے عمل ہوتا ہے نہ خدا کی صحبت و معیّت اس کا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں اور اُس کی کتابوں پر ایمان ہی نہیں، نہ وہ حشر و نشر کو یاد کرتا ہے اور نہ حساب و کتاب کو اس کا اسلام صرف اس لیے ہوتا ہے تاکہ اس کا سر اور مال دنیا میں سلامت رہے نہ اس لیے کہ آخرت میں اس آگ سے جو کہ عذابِ الٰہی ہے سلامت رہ سکے۔ اس کا روزہ، نماز اور علم پڑھنا لوگوں کے سامنے ہی ہوتا ہے۔ جب ان سے جُدا ہو جاتا ہے تب اپنے مشغلہ اور کفر کی طرف لوٹ آتا ہے۔ اے اللہ! ہم تجھ سے اس حالت میں پناہ مانگتے ہیں اور دنیا و آخرت میں اخلاص کا سوال کرتے ہیں۔

دیدارِ الٰہی کا بیان

ایک مجلس پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:

اے غلام! اپنے اعمال میں اخلاص کو لازم پکڑ اور اپنی آنکھ کو عمل اور اس پر خالق و مخلوق سے عوض طلب کرنے سے اُٹھا لے تیرا عمل صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہو نہ کہ اُس کی نعمت کے لیے، تو اُن لوگوں میں سے ہو جا جو اس کی ذات کر

چاہتے ہیں۔ اسی کو چاہ یہاں تک کہ وہ تجھے تیرا مقصد عطا فرمائے پس جب یہ عطیہ اس کی طرف سے تجھے مل جائے گا تو تجھے دنیا و آخرت میں جنت حاصل ہو جائے گی۔ دنیا میں اس سے قرب اور آخرت میں دیدار الٰہی۔ اور جس بدلہ کا وعدہ کیا گیا ہے وہ تو تابع اور اس کے ضمن میں ہے۔

قضا کا بیان

ایک بزم پاک میں حضرت محبوب سبحانی شہباز لامکانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا۔

اے غلام! تو اپنے نفس اور مال کو اس کی تقدیر، حکم اور قضا کے ہاتھ میں سونپ دے۔ آج سودا خریدار کے حوالہ کر دے، وہ کل تجھے قیمت ادا کر دے گا۔ بندگانِ خدا نے خدا کی طرف اپنے نفوس، قیمت وسودا سب کو حوالہ کر دیا اور کہہ دیا کہ نفس و مال و جنت اور تیرے سوا جو کچھ ہے وہ سب تیرا ہے۔ ہم تیرے سوا کوئی چیز نہیں چاہتے۔ پڑوسی گھر سے پہلے اور رفیق راستہ چلنے سے پہلے تلاش کرنا چاہیئے۔ اے جنت کے خواستگار اس کی خریداری اور آبادی آج ہے نہ کہ کل۔ جنت کی نہروں کو کھودنا ان میں پانی کا بہانا آج ہی ابتدا میں ہے نہ کہ کل ہے۔

ظالم کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا۔

اے قوم! قیامت کے دن دل اور آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی۔ اس دن قدم لغزش میں آجائیں گے۔ مسلمانوں میں سے ہر ایک اپنے ایمان اور تقویٰ کے قدم پر کھڑا

ہو گا۔ ثابت قدمی موافق اندازہ ایمان کے ہو گی۔ اس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کر کھائے گا کہ کیوں اور کیسے ظلم کیا تھا اور مفسد اپنے ہاتھ کو کاٹے گا کہ کیوں فساد مچایا تھا اور اصلاح نہ کی اپنے آقا سے کیوں بھاگتا پھرا۔

توبہ کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔
اے غلام! عمل پر غرور نہ کر بتحقیق اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے خاتمہ بخیر ہونے کی اور اس بات کی دُعا کیا کر کہ وہ تجھے اپنی طرف محبوب تر اعمال کے ساتھ اُٹھائے۔ ایمان پر موت ہو تو اس بات سے بچتا رہ کہ توبہ کر کے توبہ کو توڑ دے اور معصیت کی طرف رجوع کر لے، ایسا نہ کرنا تو کسی کہنے سے توبہ سے رجوع نہ کرنا تو اپنے نفس و خواہش اور طبیعت کی موافقت اور اپنے رب کی مخالفت نہ کرنا معصیت آج بھی تجھے ذلیل کرے گی اور جب تو معصیت کرے گا تو کل قیامت کو اللہ تعالیٰ تجھے رسوا کرے گا اور تیری مدد نہ فرمائے گا۔

جہاد ظاہر اور جہاد باطن کا بیان

ایک بزم عالی میں حضرت محبوب سبحانی نے بیان فرمایا:۔
اللہ تعالیٰ نے دو جہادوں کی خبر دی:۔
۱۔ جہاد ظاہر ۲۔ جہاد باطن
جہاد باطن نفس اور خواہش، شیطان اور طبیعت کا جہاد ہے، گناہوں اور

لغزشوں سے توبہ کرنا اور اس پر ثابت قدم رہنا اور شہوتوں کا اور حرام چیزوں کا ترک کر دینا ہے۔ جہاد ظاہر کافروں سے جو خدا اور رسول کے دشمن ہیں جہاد کرنا ہے اور ان کی تلواروں اور تیروں اور ان کے نیزوں کا مقابلہ کرنا اور قتل کیا جانا ہے۔ جہاد باطن جہاد ظاہر سے بہت سخت تر ہے کیونکہ وہ ایک شے لازم ہونے والی بار بار آنے والی ہے اور جہاد باطن کیسے ہو جو جہاد ظاہر سے سخت تر نہ ہو اس لیے کہ اس میں نفس کی الفت والی چیزوں، حرام اشیاء کا قطع کرنا اور چھوڑنا، اور شریعت کے تمام احکام کا پورا کرنا اور تمام ممنوعات سے باز رہنا پڑتا ہے۔ پس جو شخص دونوں جہادوں میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرے گا اس کو دنیا و آخرت میں بدلہ ملے گا۔ شہید کے بدن میں جو زخم لگتے ہیں وہ ایسے ہیں جیسے تمہارے ہاتھ میں فصد کا کھولنا، شہید کو ان زخموں سے ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی اور موت اس شخص کے حق میں جو نفس سے جہاد کرنے والا گناہوں سے توبہ کرنے والا ہے ایسی ہے جیسے کہ پیاسے کا ٹھنڈا پانی پی لینا۔

دشمنِ خدا کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا۔

اے قوم! اللہ تعالیٰ تمہیں کسی شے کی تکلیف نہیں دیتا مگر تم کو اس سے بہتر عطیہ عطا فرماتا ہے۔ خدا پرست کے لیے ہر لحظہ ایک خاص امر و نہی وارد ہوتی ہے جو اسے قلبی حیثیت سے خاص کر دیتی ہے برخلاف باقی مخلوق کے اور برخلاف منافقین کے جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے دشمن ہیں ان کو اللہ تعالیٰ سے ان کی جہالت اور ان کی دشمنی اللہ سے ان کو دوزخ میں داخل کرے گی کیونکہ یہ دوزخ میں داخل نہ ہوں گے ان کو دنیا میں اعمال کی تکلیف دی گئی لیکن یہ

اللہ تعالیٰ کی مخالفت اور اپنے نفوس وخواہشات اور طبیعتوں اور عادات اور اپنے شیاطین کی موافقت کرتے رہے اور دنیا کو اپنی آخرت پر اختیار کرتے رہے۔ یہ کیسے دوزخ میں داخل ہوں گے، اُنھوں نے قرآن کو سُنا اور اُس پر ایمان نہ لائے اور نہ ہی اس کے احکام پر عمل کیا اور نہ ہی اس کے ممنوعات سے باز رہے۔

اہل اللہ کی حقیقت کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرتِ محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی شہبازِ لامکانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہُ النورانی نے بیان فرمایا:۔

اے قوم! تم اس قرآن پر ایمان لاؤ اور اس پر عمل کرو اور اپنے اعمال میں اخلاص کرو، اپنے اعمال میں ریاکاری اور نفاق نہ برتو اور مخلوق سے تعریف اور اعمال کا معاوضہ نہ طلب کرو، مخلوق میں بہت کم لوگ ہیں جو اس قرآن پر ایمان لاتے ہیں۔ اسی وجہ سے مخلص کم ہوتے ہیں اور منافق زیادہ۔ تم کس قدر طاعتِ الٰہی میں کسل مند ہو اور دشمنِ الٰہی اور اپنے دشمن شیطان مردود کی فرمانبرداری میں کیسے قوی اور مضبوط ہو۔ اہل اللہ علیہم السلام اس امر کی تمنا کرتے رہتے ہیں کہ وہ تکالیف سے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی جاتی ہیں کبھی خالی نہ ہوں، وہ اس بات کو جانتے ہیں کہ اللہ کی تکالیف اور قضا و قدر کے برداشت کرنے میں دنیا و آخرت میں بڑی بہتری ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اس کے تصرفات اور تبدیلیوں میں موافقت کرتے رہتے ہیں کبھی صبر میں اور کبھی شکر میں، کبھی قرب میں اور کبھی دُوری میں، کبھی تکلیف میں اور کبھی راحت میں، کبھی امیری میں اور کبھی فقیری میں، کبھی عافیت میں اور کبھی مرض میں۔ ان کی تمام تر آرزوئیں اپنے قلوب کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ حفاظت کرنا ہے اور ان کے نزدیک سب سے زیادہ

امر یہی قابلِ اہتمام ہے وہ اپنی اور مخلوق کی سلامتی کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہ کر تمنا کرتے رہتے ہیں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے مخلوق کی بہبودی کا سوال اور تمنا کرتے رہتے ہیں۔

مقبولیّت کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا۔

اے غلام! تو صحیح اور درست بن فصیح ہو جائے گا، تو حکم میں صحیح بن، ہر حکم مانتا رہ علم میں فصیح ہو جائے گا، پوشیدگی میں صحیح بن ظاہر میں فصیح ہو جائے گا تمام تر سلامتی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہے اور طاعتِ الٰہی اس کے تمام احکام کے بجا لانے اور اس کے تمام ممنوعات سے باز رہنے اور اس کے تمام اُمورِ قضا و قدر پر صبر کرنے میں ہے جو کوئی اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرتا ہے اللہ اس کو اپنا مقبول بنا لیتا ہے اور جو اس کی اطاعت کرتا ہے تمام مخلوق اُس کی مطیع ہو جاتی ہے وہ سب کو اس کا فرمانبردار بناتا ہے۔

اِیمان کا بیان

ایک بزمِ عالی میں حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا۔

اے قوم! میری نصیحت قبول کرو، میں تمہارا خیر خواہ ہوں، میں خود سے اور تم سے جُدا ہوں، تمام وہ اُمور جن میں مشغول ہو میں اُن سے الگ ہوں، جو کچھ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کرتا ہے میں اس کے لیے سیر کرتا رہتا ہوں۔ تم مجھ پر تہمت نہ لگاؤ، میں تمہارے لیے وہی چاہتا ہوں جو اپنے نفس کے لیے چاہتا ہوں۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"مومن کے لیے اُس کا ایمان تاوقتیکہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہ چیز جو اپنے لیے چاہتا ہے نہ چاہے کامل نہیں ہوتا"۔

یہ ارشاد ہمارے امیر، رئیس، کبیر، رہنما، سفیر اور شفیع کا ہے جو کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک تمام انبیاء، رسل، صدیقین کے پیشوا ہیں اور سب سے آگے، آپ نے اس شخص سے جو اپنے مسلمان بھائی کے لیے اس جیسی چیز کو جو اپنے لیے پسند کرتا ہے پسند نہ کرے ایمان کے کمال کی نفی فرما دی جب کہ تو نے اپنے نفس کے لیے اچھے کھانوں اور اچھے لباس، اچھے مکانوں اور اچھے وجوہ اور کثرتِ مال کو پسند کیا دوست رکھا اور اپنے مسلمان بھائی کے لیے اس کے برخلاف پسند کیا۔ پس بلاشک تو اپنے اس دعوے میں کہ میرا ایمان کامل ہے جھوٹا ہو گیا۔

حلال وحرام کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے کم عقل! تیرا پڑوسی فقیر ہے، تیرے اہل وعیال فقیر ہیں، تیرا مملوکہ مال ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہے اور تجھے ہر دن نفع پہ حاصل ہوتا ہے، تیرے پاس اس قدر مال ہے جو تیری حاجت سے زیادہ ہے۔ پس ایسی حالت میں تیرا اپنے پڑوسی کو اہل کو عطا سے منع کر دینا اس پر دلالت کرتا ہے کہ تو ان کے فقر پر راضی ہے لیکن جب کہ تیرا نفس، تیری خواہشات، تیرا شیطان تیرے پیچھے لگا ہے تو بلاشک فعلِ خیر تیرے لیے آسان نہیں، اس سے دُور رہ، تیرے ساتھ

حرص کی قوت و آرزو کی کثرت اور دنیا کی محبت، ایمان کی قلّت ہے۔ تو نفس اور مال اور مخلوق کی وجہ سے شرک میں مبتلا ہے۔ تجھے اس کی خبر نہیں کہ جس کی دنیا میں رغبت زیادہ ہوئی اور دنیا میں اس کی حرص بڑھی اور جو موت کو اور اللہ تعالیٰ کو بھول گیا اور جس نے حلال و حرام میں تمیز نہ کی پس وہ اُن کافروں کے ساتھ مشابہ ہو گیا جنہوں نے کہا ہماری زندگی محض دنیا ہی کی زندگی ہے۔ ہم مرتے اور جیتے ہیں اور زمانہ ہمیں ہلاک نہیں کرتا گویا تو بھی اُنہی میں سے ایک فرد ہے لیکن تو نے اسلام کا زیور پہن لیا ہے اور کلمہ شریف پڑھ کر اپنا خون محفوظ کر لیا ہے اور نماز روزہ میں عادتاً مسلمانوں کے ساتھ موافقت کر لی ہے نہ کہ عبادت سمجھ کر نماز روزہ رکھا ہے، تو لوگوں کو اپنا متقی ہونا ظاہر کرتا ہے حالانکہ تیرا قلب فاجر ہے ایسا کرنا تجھے کیا نفع دے گا۔

حرام مال کا بیان

ایک بزم میں حضرت محبوبِ سبحانی شہبازِ لامکانی قطبِ ربّانی شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی و حسینی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا:۔

اے قوم! دن میں تمہارا بھوکا پیاسا رہنا اور شام کو حرام مال سے روزہ افطار کر لینا کیا نفع دے گا۔ تم دن میں روزہ رکھتے ہو اور رات کو گناہ کرتے ہو۔ اے حرام کھانے والو! تم اپنے نفوس کو دن میں پانی پینے سے باز رکھتے ہو اور تم میں سے بعض وہ آدمی ہیں جو دن میں روزہ رکھتے ہیں اور رات کو گناہ کرتے ہیں۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"میری اُمّت جب تک رمضان کی تعظیم کرتی رہے گی رُسوا نہ ہو گی۔"

رمضان کی تعظیم اس میں تقویٰ کرنا اور حدودِ شرعی کی حفاظت کے ساتھ اس کے روزہ کا

خالصًا لوجہ اللہ رکھنا ہے۔

تنہائی کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔
اے غلام! روزہ رکھ اور جب تو افطار کرے تو اپنی افطاری میں سے کچھ فقراء کو بھی دے، ان کے ساتھ سلوک کر اور تنہا مت کھا کیونکہ جو تنہا کھائے اور دوسروں کو نہ کھلائے اُس پر محتاجی و تنگی کا خوف ہے۔

محرومیّت کا بیان

ایک بزم پاک میں حضور غوث الثقلین نے بیان فرمایا:۔
اے قوم! تم پیٹ بھر کر کھاتے ہو اور تمھارے پڑوسی بھوکے ہوتے ہیں پھر تم دعویٰ کرتے ہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ تمھارا ایمان درست نہیں ہُوا۔ تمھارے سامنے کثرت سے کھانا ہوتا ہے، تمھارے اور تمھارے گھر والوں کے کھانے سے بچ رہتا ہے اور فقیر تمھارے دروازے پر کھڑا رہتا ہے اور پھر بھی محروم واپس چلا جاتا ہے۔ عنقریب تجھے اپنی خبر معلوم ہو گی۔ عنقریب تو اس جیسا ہو جائے گا اور ویسا ہی محروم پھرا جائے گا جیسا کہ تو نے باوجود قدرت و عطا اس کو محروم کیا تھا۔

مہربانی کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔
اے غلام! تجھ پر افسوس! تو کیوں کھڑا نہ ہوا اور جو تیرے سامنے موجود تھا اس میں سے لے کر کیوں تو نے فقیر کو نہ دیا تو دو اچھی خصلتوں میں جمع کر لیتا تواضع کے طور پر کھڑا ہونا اور اپنے مال میں سے اللہ کے لیے دینا۔ ہمارے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنے ہاتھ مبارک سے سائل کو دیا کرتے تھے، اونٹنی کو چارہ کھلاتے تھے، بکری کا دودھ دوہتے تھے، اپنی قمیص اپنے ہاتھ سے سلائی کرتے تھے، تم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کا کیسے دعویٰ کرتے ہو حالانکہ تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان اقوال و افعال سب میں مخالف ہو اور تمہارا دعویٰ بہت بڑا ہے جس کا کوئی گواہ نہیں۔ مثل مشہور ہے:۔

"یا تو تُو خالص یہودی بن جا ورنہ توریت پہ اتنا فریفتہ نہ ہو"

میں تجھے اسی لیے کہتا ہوں یا تو تُو اسلام کی پوری طرح شرائط بجا لا ورنہ خود کو مسلمان مت کہہ۔ تمہارے اوپر اسلام کی شرائط کا بجا لانا لازم ہے، پھر اس کی حقیقت کا جو کہ شریعت کے سامنے سر جھکا دینا ہے لازم پکڑنا۔ تمہارا سر خدا کے روبرو جھکا ہوا ہے۔ آج تم مخلوق کے ساتھ مہربانی کرو کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ مہربانی و غم خواری کرے گا۔ تم اہلِ زمین پر رحم کرو تاکہ تم پہ آسمان والا رحم فرمائے۔

بقائے نفس کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! جب تک تو اپنے نفس کے ساتھ قائم رہے گا اس مقام تک نہ پہنچے گا۔ جب تک تو نفس کو اُس کی خواہش کے موافق اس کے حصے دیتا رہے گا تو اُس کی قید میں رہے گا۔ نفس کو اس کا پورا حق دے اور اس کے حصّہ سے منع کر۔ نفس کو اس کا حق دینے میں نفس کی بقا ہے اور اس کو اس کا حصّہ دینے میں نفس کی ہلاکت ہے۔ نفس کا ضروری حق اس کو کھانا کھلانا اور پانی پلانا اور لباس دینا اور رہائش کے لیے جگہ دینا ہے اور نفس کا حصّہ لذّات و خواہشات نفسانیہ ہیں۔ نفس کا حق شرع کے ہاتھ سے لے کر اور اس حصّہ کو قضاء و قدر کی طرف جو علمِ الٰہی میں سابق ہو چکا ہے سپرد کر دے۔ نفس کو جائز چیزیں کھلا نہ کہ حرام مال تو شرع کے دروازے پر بیٹھ جا اور اس کی خدمت لازم پکڑ اسی میں تیری نجات و فلاح ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

"جو تم کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام دیں اُسے لے لو اور جس سے منع کریں اُس سے باز رہو۔"

تو کم پر قناعت کر اور اسی پر اپنے نفس کو برقرار رکھ۔

قناعت کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:۔

اے غلام! اگر تقدیر اور علم الٰہی کے ہاتھ سے تیرے پاس بہت کچھ آجائے تو اس میں محفوظ ہو گا۔ جب تو کم پر قناعت کرے گا تو تیرا نفس ہلاک نہ ہو گا اور جو اس کا مقسوم ہے وہ فوت نہ ہو گا۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

"مسلمان کے لیے وہ مقدار کفایت کرتی ہے جو کہ بکری کے بچہ کے لیے ایک مٹھی خراب چھوارے اور ایک گھونٹ پانی"

مومن قوت لایموت کھاتا ہے اور مثل زادِ راہ کے لیتا ہے اور منافق خوب مزے اڑاتا ہے۔ مومن تھوڑا اس لیے کھانا کھاتا ہے کہ وہ ابھی راستہ میں ہے منزل پر نہیں پہنچا ہے وہ جانتا ہے کہ منزل میں اس کے لیے تمام حاجت کی چیزیں موجود ہیں۔ منافق کے لیے نہ کوئی منزل ہے اور نہ اس کا کوئی مقصد۔ تمہارے دنوں اور مہینوں میں بہت تقصیر و کوتاہی ہے تم بلا نفع عمریں کیوں ضائع کر رہے ہو میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا میں تم کوتاہی نہیں کرتے اور اپنے دینوں میں تم کوتاہی کر رہے ہو اس کے برعکس معاملہ کرو اچھے رہو گے۔ دنیا کسی کے پاس باقی نہیں رہی ہے اسی طرح تمہارے پاس بھی باقی نہیں رہے گی۔

دُنیا طلبی کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا۔

اے غلام! تیرے نفاق، تیری فصاحت و بلاغت، اور چہرہ کے زرد بنا لینے اور تیرے پیوند گانٹھ لینے اور مونڈھوں کے سکیڑ لینے اور رونے رولانے سے خدا سے تیرے ہاتھ کچھ نہ آئے گا۔ یہ تمام باتیں تیرے نفس، شیطان اور مخلوق کو شریک

خدا سمجھنے اور اُن سے دنیا طلبی کے سبب سے پیدا ہو گئی ہیں۔ ذرا سوچ۔ پھر فرمایا اللہ اُن سے راضی ہو اور ہم سے وہ ان کو راضی کر دے۔ اور اُن کا قرب لمحہ بہ لمحہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ ہو۔

نعمت کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! تو اپنے نفس کو حقیر سمجھ اور اپنے اَمر کو پوشیدہ رکھ اور اُس پر تو یہاں تک قائم رہ کہ تجھ سے کہا جائے کہ تو اپنے رب کی نعمت کو بیان کر۔

حضرت ابنِ شمعون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جب کوئی کرامت ظاہر ہوتی تو آپ فرماتے:۔

"یہ دھوکا ہے، یہ شیطان کی طرف سے وسوسہ ہے"

ہمیشہ یہی کہتے رہتے تھے یہاں تک کہ آپ سے کہا گیا کہ تم کون ہو اور تمھارا باپ کون ہے تو ہماری نعمتوں کا جو تجھ پر ہوا کریں اظہار کیا کر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی مناجات میں اپنے اللہ سے کہا کہ اے رب مجھے کچھ وصیت فرما پس ارشادِ الٰہی ہوا میں تم کو اپنی اور اپنی طلب کی وصیت کرتا ہوں۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے یونہی عرض کیا اور ہر مرتبہ یہی جواب ملا جو پہلی مرتبہ ملا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن سے یوں نہ فرمایا کہ تم دنیا طلب کرو اور یہ نہ فرمایا کہ تم آخرت طلب کرو، گویا ہر مرتبہ یہی ارشاد ہوتا تھا کہ میں تم کو اپنی اطاعت کرنے اور نافرمانی کے چھوڑ دینے کی وصیت کرتا ہوں۔ میں اپنے قرب کے طلب کرنے کی اور اپنی توحید اور اپنے لیے عمل کرنے کی تم کو وصیت کرتا ہوں اور میں تم کو اپنے ماسوا سے

روگردانی کی وصیت کرتا ہوں۔

راحت کا بیان

ایک بزم عالی میں شہنشاہِ بغداد علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا:۔
جب قلب صحیح ہو جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے تو وہ غیر اللہ کو برا سمجھتا ہے اُس کے ساتھ اُنس پکڑتا ہے اور غیر اللہ سے متوحش ہو جاتا ہے۔ اور خدا کی معیت میں راحت پاتا ہے اور اُس کے غیر کی معیت میں تکلیف اُٹھاتا ہے۔ اے اللہ! تو میرا گواہ رہ کہ میں تیرے بندوں کی نصیحت کرنے میں مبالغہ کرنے میں اُن کی اصلاح اور بھلائی میں کوشش کرنے والا ہوں۔ میں ان تمام چیزوں میں جس میں مَیں مشغول ہوں بحیثیت معنی اور باطن کے اُس سے ویسے خارج وعلیٰحدہ ہوں جیسے کہ تم میرے لیے اس میں کوئی کرامت نہیں ہے کہ میں کسی چیز میں اُس کی تدبیر و تصرفات میں سے اُس کے ساتھ رہوں۔

جہالت کا بیان

ایک بزم میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔
اے خانقاہوں میں اور گوشوں میں بیٹھنے والو آؤ میرے کلام و وعظ میں سے اگرچہ ایک ہی حرف کا ہو، مزا چکھ جاؤ۔ تم میری صحبت میں ایک دن یا ہفتہ بھر رہو تاکہ تم اپنے نفع کی باتیں مجھ سے سیکھ لو۔ تم پر افسوس تم میں سے اکثر تو سراپا ہوس ہی ہوس ہو، تم اپنی خانقاہوں میں بیٹھ کر مخلوق کی پوجا کرتے رہتے ہو۔ یہ اَمر

محض خلوتوں میں بیٹھنے سے جہالت کے باوجود حاصل نہیں ہو سکتا ہے جہالت چھوڑ دو۔

سیر کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! تیرے اُوپر اَفسوس! تو علم اور علماء عاملین کی تلاش میں اس قدر چل کہ تجھ میں رفتار کی طاقت باقی نہ رہے یہاں تک کہ اس راستہ میں چل کر کوئی چیز بھی تیری مطاوعت نہ کرے سب کو تھکا دے۔ جب تو عاجز ہو جائے پس بیٹھ جا۔ سب سے پہلے اپنے ظاہر سے سیر کر، پھر قلب و معنی سے سیر کر۔ جب تو ظاہر و باطن کے اعتبار سے تھک جا، ٹھہر جا، تیرے پاس قرب الی اللہ آجائے گا اور تو اس کی طرف پہنچ جائے گا۔ جب چلتے چلتے تیرے قلب کے قدم تھک جائیں اور چلنے میں تیری قوتیں ختم ہو جائیں تو یہ تیری اللہ سے نزدیکی کی نشانی ہے پس اس مقام پر پہنچ کر تو اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دے اور اس کے دروازہ پر ٹھہرا رہ، وہ تیرے لیے جنگل میں یا خانقاہ بنا دے یا تجھے ویرانہ میں بٹھا دے یا وہ تجھ کو پھر آبادی کی طرف پلٹا دے اور دنیا و آخرت اور جن و انس، فرشتوں اور روحوں کو تیری خدمت کے لیے مقرر کر دے۔

قُرب کا بیان

ایک بزم پاک میں حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا:۔

جب بندہ کو قربِ خداوندی مل جاتا ہے تو اُس کو ولایت و نیابت مل جاتی

ہے۔ اور جو چیزیں تمام خزانوں میں ہیں وہ اُس کے روبرو پیش کر دی جاتی ہیں اور زمین و آسمان اور اُن کے رہنے والے اُس کے سفارشی بن جاتے ہیں کیونکہ اُس کو بادشاہی قرب کا مرتبہ اور باطن و حقیقت کی صفائی اور قلب کی نورانیت حاصل ہو چکی ہے تو قلب کی صفائی حاصل کر تاکہ اسلام و ایمان تیرے پاس محض عاریتہً ہی نہ ہوں اس سے تیرا خوف اور روزہ نماز اور شب بیداری بڑھ جائے گی۔ اس سے اولیاء اللہ سراسیمہ ہو کر منہ کے بل گرے اور وحشی جانوروں میں جا ملے اور جنگلوں کی گھاس، حوضوں کے پانی میں اُن کے ساتھی بن گئے۔ آفتاب اُن کا سایہ بن گیا، چاند تارے اُن کا چراغ بن گئے۔ تم بہت سے ہذیان اور بے سود قیل و قال اور مال کے ضائع کرنے کو چھوڑ دو۔ تمھاری بہت سی بیٹھک بلا سبب پڑوسیوں، دوستوں اور اہلِ معرفت کے ساتھ نہ ہو کیونکہ محض ہوس ہے اکثر جھوٹ اور غیبت دو آدمیوں کے جمع ہونے سے ہوتی ہے اور معیت بھی دو آدمیوں کے درمیان میں پوری ہوا کرتی ہے۔ تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر سے بغیر ضرورت خواہ اُس کی مصلحت کے متعلق ہو یا اس کے اہل و عیال کے متعلق ہو باہر نہ نکلا کرے۔ تو اس بات کی کوشش کر ابتدا کلام تیری جانب سے نہ ہوا کرے بلکہ تیرا کلام جواب میں ہوا کرے۔ جب کبھی تجھ سے کوئی سائل کچھ پوچھے پس اگر اس کے جواب میں تیری یا اُس کی مصلحت ہو تو جواب اُس کو دے دے ورنہ جواب دینے کی بھی ضرورت نہیں۔

خوف کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا۔

اہل اللہ تمام حالتوں میں خدا سے ڈرتے رہتے ہیں۔ جو کام بھی کرتے ہیں ان کے دل خوف زدہ ہی رہتے ہیں۔ اس سے ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں وہ اچانک نہ پکڑ لیے جائیں، اس سے ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ان کے پاس ایمان محض عاریت کا نہ ہو۔ ان میں سے اکّا دکّا ہی ایسے ہوتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے احسانات و انعامات اطمینانی ہوتے ہیں اور اُن کے قلب آستانۂ الٰہی کے دروازوں پہ داخل ہو جاتے ہیں اُن کو اندر داخل ہو جانے کی اجازت دے دی جاتی ہے، خدا اُن کا ولی، مددگار بن جاتا ہے اور انہیں سرداری دے دیتا ہے۔ انھیں اپنے اولیاء و ابدال اور مخصوص بندوں میں سے بنا لیتا ہے۔ ان کو اپنے بندوں کا شیخ اور بادشاہ قرار دے دیتا ہے، ان کو زمین میں اپنا نائب اور خلیفہ بنا دیتا ہے۔ وہ کارِ خلافت انجام دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں اپنے منتخب بندوں میں سے کر لیتا ہے اور ان کو اپنے علم سے تعلیم، اور اُن کو اپنے علم سے تعلیم دیتا ہے، اور انہیں اپنی حکمتوں سے گویا کر دیتا ہے اور اپنی کرامت سے اُن پر تاجِ کرامت رکھ دیتا ہے اور امداد سے اُن کی مدد فرماتا ہے اور اُن کو نفع اور نقصان کی تمام چیزیں پہنچوا دیتا ہے اور اُن کے دلوں کے اندر قدمِ ایمان کو مضبوط کر دیتا ہے اور اُن کے ایمان کے سر پر تاجِ معرفت رکھ دیتا ہے، تقدیر اُن کی خادم بن جاتی ہے، جنّ و انس اور ملائکہ ان کے آگے دست بستہ کھڑے رہتے ہیں۔ ان کے قلوب و بواطن کی طرف فرمانِ خداوندی آتے رہتے ہیں۔ اُن میں سے ہر ایک فی نفسہٖ ایک بادشاہ ہوتا ہے اپنے سریرِ مملکت پر بیٹھا ہوا رہتا ہے اور مخلوق کی اصلاح کے لیے اپنے لشکر کو زمین میں شیطان کے فعل کو شکست دینے کے لیے منتشر کرتا رہتا ہے۔

عبادت کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے قوم! تم اولیاء اللہ کے قدم بہ قدم چلو، تمہارا مقصد محض کھانا پینا، پہننا، نکاح کرنا اور دنیا کا جمع کرنا ہی نہ ہونا چاہیئے کیونکہ یہ بہت ذلیل و کمینہ مقصد ہے۔ عبادت عادت کے چھوڑنے کا نام ہے تم اللہ کا دروازہ تلاش کرو اور وہیں خیمہ ڈال دو تم آفات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے دروازہ سے بھاگا نہ کرو وہ تمہیں آفات و مصائب امراض و درد بھیج کر اس بات پر آگاہ کرتا رہتا ہے کہ تم اُس کو طلب کرتے رہو اور اُس کے دروازہ سے نہ ہٹو۔ تم اُن لوگوں میں سے نہ بنو جو خبط کرتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ اُن سے کس چیز کو چاہتا ہے تم اُس کی عبادت کرو، پھر اس کی عبادت میں تم اخلاص پیدا کرو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"ہم نے جن و انس کو نہیں پیدا کیا مگر عبادتِ الٰہی کے لیے۔"

جب تم نے اس حق کو سمجھ لیا ہے اور سچا جان لیا ہے پھر تم اللہ کی عبادت کو کیوں چھوڑتے ہو اور اُس کے راستہ میں مضطرب و مخبوط الحواس بنتے ہو۔ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتا وہ اُن لوگوں میں سے ہے جو اپنی پیدائش کے مقصد کو نہیں سمجھتے کہ پیدا کیوں کیے گئے ہیں۔ جو لوگ حقیقت کے قدم پر ہیں وہ جانتے ہیں کہ وہ عبادت کے لیے ہی پیدا کیے گئے ہیں۔ وہ مریں گے پھر وہ زندہ کیے جائیں گے لہذا وہ عبادت کرتے بندگی کا ثبوت دیتے ہیں۔

دروازہ کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرتِ محبوبِ سبحانی، شہبازِ لامکانی، قطبِ ربانی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہُ النورانی نے بیان فرمایا:۔

اے غلام عبادت ظاہری کے بعد کچھ اُمورِ باطنی ہیں جو اس کے بغیر خدا کی طرف پہنچنا ہو اور اُس کے دروازہ پر ڈیرہ ڈال دیا جائے اور اس کے منتخب بندوں سے اور نائبوں سے جو کہ وہاں کھڑے رہنے والے ہیں ملاقات کی جائے منکشف نہیں ہو سکتے۔ جب تو دروازہ خداوندی پہ پہنچ جائے گا اور حُسنِ اَدب کے ساتھ ہمیشہ سر جھکائے وہاں کھڑا رہے گا تو تیرے لیے قلب کی طرف قرب کا دروازہ کھول دیا جائیگا اور کھینچنے والا اُس کو کھینچ لے گا اور مقرب بنانے والا اُس کو مقرب بنالے گا۔ اور سُلا دینے والا اُسے سُلا دے گا، اور آراستہ کرنے والا اُس کو آراستہ کر دے گا اور سُرمہ لگانے والا اُس کو سرمگیں بنادے گا اور زیور پہنانے والا اُس کو زیور پہنا دے گا اور کُشادگی دینے والا اُس کو کُشادگی عطا فرمائے گا اور امن دینے والا اُسے امن دے گا اور اُس سے بات چیت کرنے والا بات چیت کرے گا، کلام کرنے والا کلام کرے گا۔

تکلّف کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا:۔

اے نعمتوں سے غافل رہنے والو! تم کہاں ہو، تمھارے قلوب سے اُس

اَمر کو جس کی طرف میں اشارہ کرتا ہوں کس نے دُور کر دیا ہے۔ تم یہ گمان کرتے ہو کہ امر آسان ہے یہاں تک کہ وہ تمہیں بناوٹ، تکلّف و نفاق سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ یہ اَمر تو سچّائی اور تقدیر کے ہتھوڑوں پر صبر کرنے کی طرف حاجتمند ہے۔ جب تو غنی ہو کر عافیت و تندرستی میں رہ کر معصیتِ الٰہی میں مشغول رہے پھر تو تمام گناہوں اور ظاہر و باطن کی لغزشوں سے توبہ کر لے، جنگلوں اور بیابانوں میں جگہ لے اور ذاتِ الٰہی کو طلب کرے اُس وقت تیرے امتحان کا وقت آ جائے گا۔ تیرے اُوپر بلائیں آئیں گی پھر اُس وقت تیرا نفس دنیاوی لذّات کا جس میں وہ پہلے مشغول تھا اور عافیت کا خواہاں ہو گا تو اس کی خواہش پوری نہ کرنا اور نہ ہی نفس کو اس کا حصّہ دینا۔ اگر تو صبر کرے گا تو دنیا و آخرت کی حکومت مل جائے گی اور اگر تو نے صبر نہ کیا تو یہ اُمور تجھ سے فوت ہو جائیں گے۔ اے توبہ کرنے والے توبہ پر ثابت قدم رہ اور اخلاص پیدا کر اور اپنے نفس کے ساتھ انقلاب اَمر اور نزولِ بلیّات کو لازم سمجھ اور اس کو یہ جتا دے کہ اللہ تعالیٰ اُس کو رات بھر جگائے گا اور دن بھر بھوکا رکھے، اس کے اور اُس کے اہل و عیال، ہمسایوں اور دوستوں اور اہلِ معرفت کے درمیان میں تفرقہ ڈالے گا، اُن کے دلوں میں اس کی طرف سے غصّہ عداوت ڈال دے گا اور اُن میں سے کوئی بھی اُس کے پاس نہ آئے گا اور نہ ہی اُس کے نزدیک ہو گا۔ کیا تو نے حضرت ایّوب علیہ السّلام کا قصّہ نہیں سُنا کہ اللہ تعالیٰ نے جب اُن کی محبّت و برگزیدگی کی تحقیق کا ارادہ فرمایا اور اس اَمر کا کہ ان میں غیر اللہ کا کچھ حصّہ نہ رہے اُس وقت کیسے اُن کو اُن کے مال، اہل و عیال، بال بچوں سے علیحدہ کر دیا اور اُن کو ویرانہ میں کوڑا گھر پر آبادی سے باہر بٹھا دیا اور اُن کے پاس اُن کے اہل و عیال میں سے سوائے اُس کی بیوی کے کوئی نہ رہا کہ وہ لوگوں کی خدمت کرتی تھیں، اور اُن کی غذا لا کر دیتی تھیں، پھر اللہ تعالیٰ اُن کے گوشت، کھال اور قوّت لے گیا۔ اُن پر اُن کے کان، آنکھ اور قلب کو باقی رکھا اپنے عجائبات

قدرت اُن میں ظاہر کر کے دکھائے۔ حضرت ایّوب علیہ السّلام ذکرِ الٰہی زبان سے کیا کرتے تھے اور قلب سے مناجات کیا کرتے تھے، اُس کی قُدرت کے عجائبات اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔

اسیر کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

حضرت ایّوب علیہ السّلام کی رُوح آپ کے بدن میں مضطرب رہتی تھی اور فرشتے آپ پر درود پڑھتے تھے اور ملاقات کو آتے تھے، انسان آپ سے الگ ہو گئے تھے، اُنس آپ سے متصل ہو گیا تھا اور خود اسیر محبت، اسیر تقدیر، اسیر قدرت، اسیر ارادۂ الٰہی اور سابقۂ الٰہی باقی رہ گئے تھے۔ ابتداء میں آپ کا معاملہ صبر کے طور پر تھا اور انتہا میں ظہور ظاہر ہو گیا تھا، ابتداء میں کڑوا تھا پھر انتہا میں شیریں ہو گیا تھا۔ تکلیف و بلا کی زندگی آپ کے لیے ایسی لذیذ بن گئی تھی جس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے لیے نارِ نمرود لذیذ تھی۔

ثابت قدمی کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضور غوث الثقلین علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا:۔

اولیاء اللہ بلاء پر صبر کرنے کے عادی ہوتے ہیں اور تمہاری طرح مضطرب و بے قرار نہیں ہوتے۔ بلائیں قسم قسم کی ہوتی ہیں بعض جسمانی اور بعض قلبی اور بعض اُن میں سے مخلوق کے ساتھ جس کسی کو تکلیف نہیں پہنچتی اُس میں خیر نہیں ہوتی مصیبت

اللہ تعالیٰ کے ٹکڑے ہیں۔ عابد و زاہد کا مقصود دنیا میں کرامات ہوتی ہیں اور آخرت جنّات۔ عارف کا مقصود دنیا میں بقائے ایمان ہوتا ہے اور آخرت میں نارِ الٰہی سے نجات، وہ ہمیشہ اسی نعمت و شہوت میں رہتا ہے یہاں تک کہ منجانب اللہ اُس کے قلب سے کہا جاتا ہے یہ کیا حالت بنائی ہے سکون کر اور ثابت قدمی کر، ایمان تمہارے پاس قائم ہے اور تجھ سے دوسرے مسلمان اپنے ایمان کے لیے نور حاصل کرتے ہیں اور تیری کل قیامت کے روز سفارش قبول کی جائے گی، تیرا قول مقبول ہوگا اور تو بہت سی مخلوق کے لیے دوزخ سے نجات کا سبب بنے گا اور اپنے نبی پاک علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی حضوری میں رہے گا جو تمام سفارش کرنے والوں کے سردار ہیں۔ یہ مشغلہ چھوڑ کر دوسرے میں لگ جا یہ تیرے لیے ایمان و معرفت کی بقاء، عاقبت میں سلامتی، انبیاء و مرسلین اور سچے لوگوں کے ساتھ چلنے کا جو مخلوق میں سے خدا کے خاص بندے ہیں فرمان ہے، پس جس قدر اُس پر زیادتی ہے اُس کا خوف اور حُسنِ اَدب اور شکر کی زیادتی بڑھتی جاتی ہے۔

مشیّت کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرت محبوبِ سبحانی شہبازِ لامکانی، قطبِ ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النّورانی نے بیان فرمایا:۔

اولیاء اللہ نے قولِ الٰہی "وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور قولِ الٰہی" اُس سے جو کچھ بھی کرے سوال نہ کیا جائے گا اور وہ سوال کیے جائیں گے۔ اور قولِ الٰہی "تم بغیر مشیّت الٰہی کے کچھ چاہ بھی نہیں سکتے" بمعنی سمجھ لیے ہیں۔ اُنھوں نے یہ پہچان لیا ہے کہ جو خدا چاہتا ہے وہی کرتا ہے مخلوق کا چاہا نہیں ہوتا۔

معزول کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:
اللہ تبارک وتعالیٰ ہر دن جُدا شان میں ہے، وہی کسی کو پیچھے کر دیتا ہے اور کسی کو بلند کر دیتا ہے اور کسی کو پست کر دیتا ہے، کسی کو عزت دیتا ہے، کسی کو ذلیل بنا دیتا ہے، کسی کو معزول کر دیتا ہے، کسی کو حاکم بنا دیتا ہے، کسی مارتا اور کسی کو زندہ کرتا ہے، کسی کو امیر بنا دیتا ہے، کسی کو فقیر بنا دیتا ہے، کسی کو دیتا ہے اور وہی کسی کو منع کر دیتا ہے۔

قلوب کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:
اولیاء اللہ کے قلوب کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قرار ہی نہیں ہوتا ڈرتے رہتے ہیں وہ اُن میں تغیر و تبدل کرتا رہتا ہے کبھی ان کو نزدیک کر لیتا ہے اور کبھی اُن کو دُور کر دیتا ہے جو اس حالت کو پہچان لے گا وہ غیر اللہ کو طلب نہ کرے گا نہ اس کی ماسوی اللہ کی آرزو کرے گا عقلمند اس حال کی تمنا کیسے نہ کرے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی مصاحبت اس کے بغیر پوری نہیں ہوتی۔

مقدم کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرتِ محبوبِ سبحانی قدس سرہُ النورانی نے بیان فرمایا:

اے غلام! تو آخرت کو دنیا پر مقدم کر، تو دنیا و آخرت دونوں میں نفع پائے گا لیکن جب تو دنیا کو آخرت پر مقدم کرے گا تو تُو دونوں میں نقصان اُٹھائے گا تیرے لیے عذاب ہوگا جس کا تجھ کو حکم نہیں دیا گیا اس میں تو کیوں مشغول ہُوا جب تو دنیا میں مشغول نہ ہوگا تو خدا اس پر تیری مدد کرے گا اور اس کے حاصل کرنے کے وقت تجھ کو خبردار بنا دے گا اور جب تو اس سے کوئی چیز لے گا اس میں برکت رکھ دی جائے گی۔

عمل کا بیان

ایک بزمِ عالی میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

مومن دنیا و آخرت دونوں کے لیے عمل کرتا ہے دنیا کے لیے اس کا عمل صرف بمقدارِ حاجت ہوتا ہے۔ دنیا سے اس کو سوار کے توشہ کے مقدار قناعت کرتی ہے، وہ دنیا سے زیادہ حاصل نہیں کرتا ہے۔ جاہل کا مقصودِ کلی دنیا ہوتی ہے اور عارف کا مقصودِ کلی آخرت، پھر اللہ تعالیٰ جب تیرے روبرو دنیا سے ایک روٹی آجائے اور تیرا نفس تجھ سے جھگڑا کرے اور خواہشات کی طلب کرے پس اُس وقت تو اس کی طرف دیکھ جو روٹی کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے پر بھی قادر نہیں ہے۔

فلاح کا بیان

ایک بزمِ عالی میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! جب تک تو اپنے نفس سے دشمنی اور خدا کے مقابلہ میں اُس سے عداوت نہ رکھے گا تیرے لیے فلاح نہ ہوگی۔ صدیقین آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے

ہیں ان میں سے ہر ایک دوسرے سے قبولیت وسچائی کی خوشبو سونگھتا ہے۔ اے اللہ! اور اس کے صدیقین اور نیک بندوں سے منہ موڑنے والے، مخلوق کی طرف متوجہ ہونے والے، خدا کا شریک بنانے والے تیری توجہ ان کی طرف کب تک رہے گی اور وہ تجھے کیا نفع پہنچا سکتے ہیں ان کے ہاتھ میں نقصان اور نفع عطا و منع کچھ بھی نہیں ہے نفع اور نقصان کے متعلق ان میں اور جمادات میں کوئی فرق نہیں ہے۔ بادشاہ ایک ہی ہے۔ نفع، نقصان پہنچانے والا ایک ہی ہے، حرکت و سکون دینے والا ایک ہی ہے مسلط بنانے والا اور مسخر بنانے والا ایک ہی ہے۔ دینے والا، منع کرنے والا ایک ہی ہے، پیدا کرنے والا، رزق دینے والا ایک ہی ہے جس کا نام اللہ ہے وہی قدیم ازلی و ابدی ہے، وہی مخلوق سے پہلے اور تمھارے ماں باپ سے پہلے، اور دولتمند کے موجود تھا اور ہے، وہی زمین و آسمان اور اُن تمام چیزوں کا جو اس میں ہیں اور ان کے درمیان میں ہیں پیدا کرنے والا ہے، اس کی مانند کوئی شے نہیں اور وہی سننے والا دیکھنے ہے۔

علم شریعت کا بیان

ایک بزم عالی میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے اللہ کی مخلوق تم پر سخت افسوس ہے کہ تم اپنے خالق کو جیسا کہ پہچاننا چاہیئے پہچانتے نہیں۔ اگر قیامت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے کچھ اختیار ملا تو تمھارے بوجھ اوّل سے لے کر آخر تک اُٹھالوں گا۔ اے قرآن پڑھنے والے زمین و آسمان والوں کو چھوڑ کر تنہا میرے روبرو قرآن پڑھو۔ میں اسے خوب سمجھتا ہوں۔ جو کوئی علم شریعت پر عمل کرتا ہے تو اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک دروازہ کھُل

جاتاہے جس کے ذریعہ سے اس کا قلب بارگاہِ خداوندی میں داخل ہوجاتا ہے۔ اے عالم تو قیل وقال اور مال کے جمع کرنے میں مشغول ہے تو اپنے علم پر عمل سے غافل ہے۔ ایسے حال میں محض تیرے ہاتھ میں صورت ہی صورت آئے گی نہ کہ معنی اور حقیقت۔

بھلائی کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرت محبوبِ سبحانی شہبازِ لامکانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا۔

جب اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اُسے عالم بنادیتا ہے پھر اسے عمل واخلاص کا الہام فرماتا ہے اور اسے اپنے سے اور اپنی طرف قریب کردیتا ہے پھر اُسے علم قلوب واسرار کی تعلیم کرتا ہے اور اُسے بلاشرکتِ غیرے اپنے لیے منتخب کرلیتا ہے اور اُسے برگزیدہ بنالیتا ہے اور اس سے فرمایا کہ میں نے تم کو اپنے لیے برگزیدہ کیا ہے نہ کہ اپنے غیر کے لیے نہ شہوتوں اور لذتوں اور فضول چیزوں کے لیے نہ کہ زمین و آسمان، اور جنّت و دوزخ کے لیے اور نہ حکومت کے لیے۔ تمھیں کوئی چیز مجھ سے مقیّد نہیں کرسکتی اور نہ کوئی مشغلہ تم کو مجھ سے روک سکتا ہے اور نہ میری جانب سے کوئی صورت تم کو قید کرسکتی ہے اور نہ کوئی مخلوق مجھ سے تمھارے لیے حاجب ہوسکتی ہے اور نہ کوئی خواہش مجھ سے تمھیں غائب کرسکتی ہے۔

رحمتِ خداوندی کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔
اے غلام! کسی گناہ کی وجہ سے جس کا تو مرتکب ہوا ہے رحمتِ خداوندی سے نا اُمید نہ ہو بلکہ اپنے گناہوں کے کپڑوں کی نجاست توبہ کے پانی اور اس پر ثبات اور اخلاص سے دھو ڈال اور اسے معرفت کی خوشبو سے پاک و معطّر کر لے۔ جس منزل میں تُو ہے اس سے بچ اور ڈر، اس حالت میں جس طرف بھی تو متوجّہ ہوگا درندے تیرے اِرد گرد ہوں گے اور ایذائیں تجھ پر حملہ کریں گی۔ اس سے تو اپنا رُخ پھیر لے اور اللہ تعالیٰ کی طرف دل کے ساتھ رجوع کر لے تو اپنی طبیعت اور شہوت اور اپنی خواہش سے نہ کھا۔ بغیر گواہی دو عادل گواہوں کے کہ وہ دونوں کتاب و سنّت ہیں نہ کھا اس کے بعد دوسرے گواہ جو تیرا قلب اجازت دے دیں اُس وقت چوتھی چیز کا انتظار کر کہ وہ فعلِ الٰہی ہے۔

اِرادہ کا بیان

ایک بزم عالی میں شہنشاہ جن ّ و انس علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا:۔
اے غلام! رات کے وقت لکڑی جمع کرنے والے کی مانند نہ بن کہ وہ لکڑیاں جمع کرتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ میں کیا آتا ہے خالق یا مخلوق۔ یہ ایسی چیز ہے جو گوشہ نشینی اور آرزو و تکلّف و بناوٹ سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جو سینوں کے اندر قرار پکڑتی ہے اور عمل اس کی تصدیق کرتا ہے کونسا

عمل وہ عمل جس سے ذاتِ الٰہی کا ارادہ کیا گیا ہو نہ کہ غیر اللہ کا۔

تونگری کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! عافیت و آرام عافیت کے طلب کرنے کے ترک میں ہے اور تونگری طلب تونگری کے ترک میں ہے اور دوا طلبِ دوا کے ترک میں ہے۔ کامل دوا تو اپنے تمام معاملات کو اللہ تعالیٰ کی طرف حوالہ کر دینے اور اسباب سے قطع تعلق کر لینے اور یار و احباب سے جدائی میں ہی ہے جو کہ قلب سے ہو۔ کامل دوا تو قلب سے اللہ تعالیٰ کو ایک جاننے میں ہی ہے نہ صرف زبان سے اقرار کرنے میں۔ توحید و زہد دونوں جسم ایک زبان پر نہیں ہوتے۔ توحید بھی قلب میں ہوتی ہے اور زہد بھی قلب میں، تقویٰ بھی قلب میں، معرفت بھی قلب میں اور علمِ الٰہی بھی قلب میں اور قربِ الٰہی بھی قلب میں ہوتا ہے۔

طالب کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضور غوثِ پاک نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! تو عاقل بن، ہوس نہ کر، تصنع نہ کر، بناوٹ نہ کر، تکلف نہ کر تو ہوس، تصنع، تکلف، جھوٹ، مکاری اور نفاق میں پڑا ہوا ہے۔ تیرا مقصودِ کلی تو محض مخلوق کو اپنی طرف کھینچنا ہے۔ کیا تو یہ نہیں جانتا کہ جب تو اپنے قلب سے ایک قدم مخلوق کی طرف بڑھے گا تو اللہ تعالیٰ سے دور ہو جائے گا۔

تو دعویٰ تو یہ کرتا ہے کہ میں طالبِ حق ہوں حالانکہ تو اپنے جیسی مخلوق کا طالب ہے۔ تیرا قصہ ویسا ہی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میرا مکہ معظمہ کا ارادہ ہے اور خراسان کی طرف متوجہ ہو کر چلا پس مکہ سے دُور ہو گیا۔ تیرا دعویٰ تو یہ ہے کہ تیرا قلب مخلوق سے الگ ہے حالانکہ تو انہیں سے ڈر رہا ہے اور انھیں سے اُمید رکھتا ہے۔

ظاہر و باطن کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! تیرا ظاہر زُہد ہے اور تیرا باطن رغبت الی الخلق۔ تیرا ظاہر اللہ تعالیٰ ہے اور تیرا باطن سراسر مخلوق۔ یہ ایسا امر ہے جو کہ زبان کی تیزی اور گفتگو سے حاصل نہیں ہوتا۔ یہ ایسی حالت ہے کہ جس میں نہ مخلوق ہے اور نہ دنیا و آخرت اور نہ ماسوی اللہ۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد و یکتا ہے واحد کو قبول نہیں کرتا، ایسا واحد ہے جو شریک کو قبول نہیں کرتا۔ وہی تیرے ہر امر کی تائید فرماتا ہے جو تجھ سے کہا جاتا ہے اسے قبول کر۔ مخلوق عاجز ہے وہ تجھے نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی نفع و نقصان کو ان کے ہاتھوں پر جاری کر دیتا ہے۔ اللہ ہی کا فعل تجھ میں اور ان میں تصرف کرتا ہے جو تیرے نفع اور نقصان والی باتیں ہیں ان پر علمِ الٰہی میں قلم جاری ہو چکا ہے جو لوگ موحّد اور صالح ہیں وہ اللہ کی باقی مخلوق پر حجت ہیں۔ بعض ان میں سے ایسے ہیں جو دنیا سے بحیثیت ظاہر و باطن ہر طرح الگ ہیں اور بعض وہ ہیں جو محض باطنی حیثیت سے دنیا سے الگ ہیں۔ ظاہر میں دولت مند دنیادار اللہ تعالیٰ ان کے باطن پر ذرا سا بھی دنیا کا اثر نہیں دیکھتا، ایسے ہی قلوب پاک و صاف ہیں جو ان پر قادر ہو جائے تحقیق اس کو اللہ کی طرف سے بادشاہت عطا فرما دی گئی ہے۔

بہادر کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! بہادر اور پہلوان وہ ہے جس نے اپنے قلب کو ماسوی اللہ سے پاک بنایا اور اس کے دروازے پر توحید اور شریعت کی تلوار لے کر کھڑا ہو گیا مخلوقات میں سے کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس کے تمام قلب میں مقلب القلوب ہی جلوہ فرما ہے۔ شرع اس کے ظاہر کو مہذب بناتی ہے اور توحید و معرفت دونوں اس کے باطن کو مہذب بناتے ہیں اور علم الہٰی ما ایک ظاہر و باطن پر اسرار ظاہر کر دیتا ہے۔ قیل و قال چھوڑ دے تو یہ کہتا ہے کہ یہ فعل حرام ہے حالانکہ خود تو اس کا مرتکب ہے۔ تو کہتا ہے حلال ہے حالانکہ تو خود اس پر عامل نہیں اور نہ ہی اسے کرتا ہے تُو تو سراپا ہوس ہی ہوس ہے۔

جاہل اور عالم کا بیان

ایک بزم عالی میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

”جاہل کے لیے ایک تباہی یہ ہے کہ اُس نے کیوں نہ سیکھا اور عالم کے لیے سات تباہیاں ہیں کیونکہ اس نے سیکھا اور عمل نہ کیا اس عالم سے علم کی برکت اُٹھ گئی اور اُس پر حجت باقی رہی۔“

سب سے پہلے علم پڑھ اور پھر اس پر عمل کر، مخلوق سے جُدائی کر اور محبت الہٰی

میں مشغول ہو جا پس جب تیری تنہائی اور محبت درست ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ تجھے اپنا مقرب بنا لے گا اور تجھے اپنے سے نزدیک کرلے گا اور اپنی ذات میں فنا کر لے گا پھر اگر اللہ تعالیٰ تیری شہرت اور تیرا مخلوق پر ظاہر کرنا اور تیرے اپنے مقسوم کو حاصل کرنے کا ارادہ فرمائے گا اور تو اپنی سابق تقدیر اور سابق علم کی ہوا کو حکم دے گا وہ تیری خلوت کی دیواروں پر چلے گی اور انہیں ڈھا دے گی اور تیرے حکم کو مخلوق کی طرف ظاہر فرما دے گا پس تو مخلوق کو اپنے ساتھ نہیں بلکہ خدا کے ساتھ ہو گا اور تو اپنے مقسوم کو شومیٔ نفس اور بغیر شومیٔ طبیعت اور ہوا کے حاصل کرے گا وہ تجھ کو تیرے مقسوم کی طرف اس لیے لٹاتا ہے تاکہ اُس کا وہ قانونِ علم جو تیرے متعلق سابق ہو چکا ہے باطل نہ ہو جائے تیرا اس مقسوم کو حاصل کرنا اللہ تعالیٰ کی معیت میں ہو گا تیرا قلب بھی اسی کے ساتھ ہو گا۔ سنو، پڑھو اور اس پر عمل کرو۔

حق و باطل کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا:۔

اے اولیاء اللہ اور اللہ تعالیٰ سے جاہلو، اللہ تبارک و تعالیٰ اور اُس کے اولیاء پر طعنہ کرنے والو اللہ تعالیٰ برحق ہے اور اے مخلوق تم باطل ہو۔ حق قلوب و اسرار اور معانی میں ہے اور باطل نفس و خواہشات، طبیعیات، عادات، دنیا اور ماسوی اللہ ہے۔ یہ قلب فلاح نہیں پا سکتا جب تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قرب سے جو کہ قدیم، ازلی، دائم و ابدی ہے متصل نہ ہو۔ اے قلب تو مزاحمت نہ کر پس کیا جو تیرے پاس ہے وہ اس سے بہتر ہے تُو تو روٹی اور سالن، شیرینی، کپڑوں اور گھوڑے کا بندہ ہے اور اپنے اقتدار کا۔ سچا قلب مخلوق سے خالق کی طرف مسافرت کرتا ہے وہ بہت سی چیزیں راستہ میں دیکھتا ہے اور

انھیں سلام کرتا ہُوا گزر جاتا ہے۔

بے عمل عالم کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرت محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی غوثِ صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی والحسینی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا:۔

علمائے عاملین اپنے علم کے سبب پہلے علماء کے نائب اور انبیائے کرام علیہم السّلام کے وارث ہیں اور بقیۃ السلف وہ ان کے پیشرو ہیں۔ مخلوق کو شریعت کے شہر میں عمل کرنے کا حکم دیتے ہیں اور اس کی ویرانی سے انہیں منع کرتے ہیں۔ وہ، اور انبیائے کرام علیہم السّلام قیامت کے دن ایک جگہ جمع ہوں گے پس انبیائے کرام علیہم السّلام علماء کو ان کے رب سے ان کی پوری پوری مزدوری دلوائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عالم کو جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتا گدھے کی مثل فرمایا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

کمثل الحمار الاٰیۃ

ان علمائے کرام کی مثال ان گدھوں جیسی ہے جو اسفار کو لادتے ہیں۔ اسفار سے مراد کتابوں کا علم ہے۔ بے عمل علماء کو کتبِ علمیہ سے سوائے مشقت اور غم کے کیا حاصل ہوتا ہے، ان کے ہاتھ کیا آتا ہے۔ جس کو علم زیادہ ہو اُسے چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ سے خوف اور اس کی اطاعت زیادہ کرے۔

ادب و مقابلہ کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے مدعیٔ علم تیرا خوفِ الٰہی سے رونا کہاں ہے، تیرا خوف وحذر کہاں ہے، تیرا گناہوں پر اقرار کرنا کہاں ہے۔ تیرا اطاعتِ الٰہی میں دن کو رات سے ملا دینا کہاں ہے تو رات دن کب عبادت کرتا ہے۔ تیرا اپنے نفس کو ادب سکھانا اور اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اس سے جہاد کرنا اور اس سے عداوت کرنا کہاں ہے۔ تیری ہمت تو قمیص، عمامہ، کھانا، نکاح، گھر، دکانیں، مخلوق کے پاس بیٹھنا اور اُن سے اُنس کرنا ہے۔ تو اپنی ہمت کو ان سب چیزوں سے علیحدہ کرلے۔ اگر ان میں تیرا تقدیری حصّہ ہے بیشک وہ اپنے وقت پر آجائے گا اور تیرا دل مشقّتِ انتظار اور حرص کی گرانی سے راحت میں ہوگا اور معیّتِ الٰہی میں قائم۔ تجھے اس چیز میں مشقّت اُٹھانے سے کیا حاصل جس سے فراغت ہوچکی ہے۔

خلوت کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! تیری خلوت فاسد ہے صحیح نہیں ہوئی جس سے پاک نہیں ہوئی۔ تیرے قلب نے جبکہ اُس کا اخلاص وتوحید ہی درست نہ ہُوا، تیرے ساتھ کیا کیا۔ اے ایسے سونے والو جن سے غفلت کی جائے گی۔ اے ایسے اعراض کرنے والے جن سے اعراض نہ کیا جائے گا۔ اے وہ چھوڑنے والو جو نہ چھوڑے جاؤ گے، اے ایسے بھول جانے والو جو نہ بھلائے جاؤ گے۔

حُسنِ ظن کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے منافق! اللہ تعالیٰ تجھے پاک کردے، کیا تیرے لیے تیرا نفاق کافی نہیں کہ تو علما، اولیاء، صلحاء کی غیبتیں کرتا ہے، ان کے گوشت کھاتا ہے، عنقریب تیری اور تیرے بھائی تجھ جیسے منافقوں کی زبانوں اور گوشت کو کیڑے کھالیں گے اور ٹکڑے ٹکڑے کردیں گے اور زمین تمہیں بھینچ دے گی، پیس دے گی، چور چور کر دے گی۔ جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے نیک بندوں کے ساتھ حُسنِ ظن نہیں رکھتے اور اُن کے لیے متواضع نہیں ہوتے، ان کے لیے فلاح و نجات نہیں۔ وہ تو امیر ورئیس ہیں پھر تو ان کے لیے متواضع کیوں نہیں ہوتا، تُو تو ان کی نسبت کچھ بھی نہیں ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو حل وعقد انتظام عالم سپرد کر دیا ہے، انھیں کی برکت سے آسمان مینہ برساتا ہے، زمین سبزہ اُگاتی ہے، تمام مخلوق ان کی رعیت ہے ان میں سے ہر ایک مثل پہاڑ کے ہے جس کو آفات و بلیات کی ہوائیں ہلا نہیں سکتیں، وہ مقامِ توحید اور رضائے الٰہی سے قطعاً جنبش نہیں کرتے ہیں راضی برضا رہتے ہیں، رضائے الٰہی کے اپنے اور دوسروں کے لیے طلب گار بنے ہوتے ہیں۔ تم بارگاہِ الٰہی میں توبہ کرو، معذرت کرو، اس کی بارگاہ میں عاجزی کرو۔ تمھارے آگے کیا ہے اگر تم اس کو پہچان لیتے تو موجودہ حالت پر نہ رہتے اور حالت پر ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسا ہی ادب کرو جس طرح کہ پہلے لوگ ادب کیا کرتے تھے۔ تم ان کے مقابلہ میں مخنّث ہو۔ تمھاری بہادری اُس وقت ہے جب تم کو تمھارے نفس اور خواہشات اور تمھاری طبیعتیں حکم دیں۔

اِتّباع کا بیان

ایک بزم میں حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا:۔

دین کی بہادری اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے میں ہے تم حکماء و علماء کے کلام کی اہانت نہ کرو کیونکہ ان کا کلام دوا ہے اور ان کے کلمات وحی الہٰی کا نتیجہ و خلاصہ ہیں۔ تمھارے درمیان میں صورت کوئی نبی موجود نہیں ہے تاکہ تم اس کی اتّباع کرو پس جب تم حضور نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کے متّبعین کی اتّباع کرو گے جو کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی اطاعت میں حقیقت میں ثابت قدم ہیں ایسے ہے کہ جیسے تم نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی ہی اتّباع کی۔ اور جب تم نے ان کو دیکھ لیا تو گویا تم نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو دیکھ لیا۔

مصاحبت کا بیان

ایک بزم پاک میں حضرت محبوب سبحانی، غوثِ صمدانی، شہبازِ لامکانی، قدس سرہ النورانی نے بیان فرمایا:

تم اہل تقویٰ علماء کی صحبت میں رہا کرو کیونکہ اس میں برکت ہے اور جو عالم کہ علم پر عمل نہیں کرتے ان کی صحبت اختیار نہ کرو کہ ان کی صحبت اختیار کرنے میں بدبختی ہے جب تو ایسے شخص کی صحبت میں رہے گا جو تجھ سے تقویٰ اور علم میں بڑا ہے تو اُن کی مصاحبت تیرے لیے برکت کا سبب ہو گی اور جب تو ایسے شخص کی صحبت میں رہے گا جو تجھ سے عمر میں تو بڑا ہے لیکن اس میں تقویٰ و علم نہیں ہے تو اس سے تیری مصاحبت تیرے لیے بدبختی کا سبب ہو گی۔

ریاکاری کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے فرمایا:

اے غلام! تو جو کچھ عمل کرے اللہ تعالیٰ کے لیے کرے نہ کہ اس کے غیر کے لیے
تیرا عمل غیر اللہ کے لیے کفر ہے اور تیرا غیر اللہ کے لیے چیز کا چھوڑنا ریاکاری ہے
جو اس کو نہ پہچانے اور غیر اللہ کے لیے عمل کرے وہ ہوس میں مبتلا ہے۔ عنقریب موت
آئے گی اور تیری ہوس کو قطع کردے گی۔

تعلّق کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔
اے غلام! تجھ پر افسوس! تو قلب کے ساتھ اپنے رب تعالیٰ سے تعلّق جوڑ لے
اور غیر اللہ سے قطع کرلے۔
ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔
"جو تعلّق تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان ہے اسے جوڑو سعادت
پاؤ گے اور اس علاقہ کو جو تمہارے ربّ کے درمیان ہے صالحین کی حفاظت
قلوب کے ساتھ اختیار کرو۔"

اکرام کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔
اے غلام! اگر تو غنی اور فقیر کے آنے کے وقت خود میں کوئی جدائی پائے
تو تیرے لیے فلاح نہیں۔ دونوں سے یکساں مل۔ اکرام فقرا کا صبر ہے اور ان
سے برکت لینا اور ان کی ملاقات کو متبرک سمجھنا اور ان کے ساتھ بیٹھنا فلاح ہے۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے :۔

"صابرِ فقیر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ہم نشیں قلوب سے ہیں اور کل اپنے اجسام سے اس کے ہم نشیں ہوں گے۔"

یہی وہ لوگ ہیں جن کے قلوب نے دنیا میں زہد کیا اور دنیا کی زینت سے روگردانی کی اور اپنے فقر کو امیری پر اختیار کیا اور ان پر صابر ہوئے۔ جب ان کی یہ حالت کامل ہوگئی، آخرت نے ان کو پیغام دیا اور اپنا نفس ان پر پیش کیا۔ اس وقت یہ آخرت سے جا ملے۔ پھر جب ان کو آخرت سے ملاقات ہوئی اور یہ معلوم کر لیا کہ وہ بھی غیر اللہ ہے پس اس سے واپسی کر لی۔ اور اپنے قلوب کی پیٹھ کو اس کی طرف پھرا دیا اور اللہ تعالیٰ سے حیا کر کے آخرت سے بھاگے یہ غیر رب کے ساتھ کیسے ٹھہر سکتے اور حادث چیزوں کے ساتھ کیسے رہتے اور اس سے کیسے مانوس ہوتے۔ تمام اعمال وحسنات اور تمام طاعات کو آخرت کے حوالے کر کے سچائی کے بازوؤں سے اپنے رب کی طلب میں پرواز کر آئے۔ آخرت کے پاس پنجرا چھوڑ دیا اور یہ اپنے وجود کے پنجروں سے نکل کر اپنے خالق کی طرف پرواز کر آئے اور رفیقِ اعلیٰ کے طلب گار ہوئے۔ اوّل و آخر، ظاہر و باطن کو طلب کیا اور اس کے قرب کے بُرج میں جگہ لی اور ان لوگوں سے ہو گئے جن کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے :۔

" اور بیشک وہ میرے نزدیک اچھے منتخب لوگوں میں سے ہیں۔ ان کے قلوب، ان کی ہمتیں، ان کے اسرار، ان کی عقول، دنیا و آخرت میں ہمارے ہی پاس ہیں۔"

جب اہلُ اللہ کو یہ مرتبہ مل جاتا ہے تو ان کے نزدیک نہ دنیا رہتی ہے اور نہ آخرت زمین و آسمان اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان میں ہے ان کے قلوب و اسرار کی نسبت پلیٹ دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو غیر سے فنا کر کے اپنی ذات میں موجود کر لیتا ہے

ان کو فنا سے بقا کا مرتبہ مل جاتا ہے۔ پھر اگر ان کے لیے دنیاوی حصہ ہوتا ہے تو وہ حصہ لینے کے لیے اللہ تعالیٰ ان کو آدمیت و بشریت کی جانب پھیر دیتا ہے تاکہ علم وسابقہ و قضائے الٰہی متبدل نہ ہو جائے اس وقت وہ علم قضاء و قدر الٰہی کے ساتھ اچھا ادب کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو ملتا ہے اس کو زہد و ترک کے قدم پر چل کر لے لیتے ہیں نہ ساتھ نفس و خواہش و ارادہ کے اور ظاہری حکم ان کے نزدیک تمام حالتوں میں محفوظ رہتا ہے۔

قدرت کا بیان

ایک بزم پاک میں حضرت محبوب سبحانی شہباز لامکانی، غوث صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا:

اولیاء اللہ دنیا کے ساتھ مخلوق پر بخل نہیں کرتے، اگر ان کو قدرت مل جائے تو وہ سب کو مقرب الٰہی بنا دیں۔ ان کے دلوں میں مخلوقات اور حادث چیزوں میں سے کسی چیز کا ذرہ برابر بھی قدر نہیں رہتی۔ جب تک تو دنیا کے ساتھ رہے گا آخرت کے ساتھ اتصال نصیب نہ ہوگا۔ عقل مند، ہوشیار بن جاہل نہ بن تو ان لوگوں میں سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے علم کی وجہ سے گمراہ بنا دیا۔

مواصلتِ الٰہی کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہ بغداد نے ارشاد فرمایا:

فقراء کے ساتھ مال سے سلوک کرنا منجملہ مواصلتِ الٰہی کے ہے۔ کیا تو یہ نہیں

جاننا کہ صدقہ دینا اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو کہ غنی و کریم ہے معاملہ کرنا ہے اور آیا وہ غنی و کریم سے معاملہ کرے گا خسارے میں رہے گا۔ ہرگز نہیں تو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک ذرّہ خرچ کر وہ تجھے ایک پہاڑ عطا کر دے گا۔ تو اس کے راستہ میں ایک قطرہ دے وہ تجھے دریا بخش دے گا، وہ تجھے دنیا و آخرت میں عطا سے سرفراز کرے گا۔ وہ تیرا بدلہ اور تیرا ثواب پورا کر دے گا۔

تعلُّق باللہ کی برکت کا بیان

ایک بزم پاک میں حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی، غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا:۔

اے قوم! جب تم اللہ تعالیٰ سے معاملہ کرو گے تمھاری کھیتیاں بڑھیں گی اور تمھاری نہریں بہ نکلیں گی اور تمھارے درختوں میں پتے آئیں گے اور شاخیں نکلیں گی اور پھل نکلیں گے۔ تم اَمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو اور دینِ الٰہی کے مددگار بنو اور اس کے دشمنوں سے عداوت رکھو۔ صدّیق جو کہ خدا کے ساتھ نیکوکاری میں سچائی برتتا ہے اس کی صداقت، خلوت و جلوت، خوشی، مصیبت، سختی، نرمی میں ہمیشہ یاد رہا کرتی ہے۔ تم اپنی حاجات کو اللہ تعالیٰ ہی سے طلب کیا کرو نہ کہ اس کی مخلوق سے اور اگر مخلوق سے طلب ضروری ہو تو تم اللہ تعالیٰ پر اپنے دلوں سے داخل ہو جاؤ۔ دل اسی کی طرف متوجہ کر دو۔ البتہ وہ تمھیں جہتوں میں کسی خاص جہت سے طلب کرنے کا الہام کر دے گا۔ اس کے بعد اس طلب پر اگر تمھیں منع کر دیا جائے یا طلب پوری کر دی جائے تو وہ منجانب اللہ ہو گی نہ کہ مخلوق کی طرف سے۔

مُقدّر کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اولیاء اللہ نے اپنی روزی کی فکر دلوں سے نکال دی ہے، یہ بات جان لی ہے کہ وہ اوقاتِ معیّنہ میں مقدّر ہے ضرور ملے گی۔ اس کی طلب چھوڑ دی ہے اور اپنے مالک کے دروازہ پر وطن بنا لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل، علم، قرب کی وجہ سے ہر شے سے لاپرواہ ہو گئے ہیں۔ جب ان کو یہ مرتبہ مل گیا تو وہ مخلوق کے قبلہ بن گئے اور مخلوق کے لیے اُن کو بادشاہ کے دربار میں داخل ہونے کے لیے خطیب بن گئے۔ اپنے قلوب کے ہاتھوں سے ان کو پکڑ پکڑ کر خدا کی طرف پہنچاتے ہیں اور ان کے لیے قبولیّت اور رضائے الٰہی کے خلعت دلوانے کی محنت برداشت کرتے ہیں۔

بعض اولیاء اللہ نے ارشاد فرمایا:۔

"اولیاء اللہ جن کی بندگی خدا کے لیے محقق ہو چکی ہے نہ خدا سے دنیا طلب کرتے ہیں اور نہ آخرت، بس اس سے اسی کو چاہتے ہیں نہ کہ غیر کو چاہتے ہیں۔"

اللہ کی مرضی کا بیان

ایک بزمِ عالی میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے اللہ تمام مخلوق کو اپنے دروازہ کا راستہ دکھا دے۔ ہمیشہ میرا یہی سوال ہے اور تو صاحبِ اختیار ہے۔ یہ دُعا عام ہے جس پہ مجھے ثواب دیا جائیگا

اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے ساتھ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ جب قلب کی حالت درست ہو جاتی ہے تو وہ مخلوق پر شفقت و رحمت سے بھر جاتا ہے۔

صدّیق کا بیان

ایک بزم پاک میں حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا:۔
بعض اولیائے کرام نے فرمایا:۔

"نیکی کرنے والے بہت ہیں مگر گناہوں کو چھوڑنے والے صدّیق ہی ہیں، صدیق صغیرہ اور کبیرہ تمام کو چھوڑ دیتا ہے۔ پھر اپنی پرہیز گاری کا ساتھ چھوڑ دینے شہوات اور عام مباح چیزوں کے دقیق بنا لیتا ہے اور مطلق حلال کا متلاشی رہتا ہے۔ صدیق اپنے رات و دن کے بڑے حصہ میں اپنے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رہتا ہے۔ مخلوق کے منافع سے ناواقف ہوتا ہے پس بالضرورت اس کے لیے خرقِ عادت ہوتا ہے، اور جہاں سے شان و گمان نہیں ہوتا اُس کو رزق پہنچاتا ہے، وہ دیا جاتا ہے اور اُس کو لینے کا حکم کیا جاتا ہے، اس کے لیے تمام چیزیں خالص و صاف ہو جاتی ہیں کیونکہ وہ عرصہ تک محروم رکھا گیا ہے اور اس کی تمام حاجات اس کے سینے میں چُور چُور کر دی گئی ہیں اور وہ اپنی اغراض کی شکستگی اور اپنی تمام حالتوں میں ناکامی پر صبر کرتا رہا ہے۔ دُعا کرتا تھا، پس قبول نہیں کی جاتی سوال کرتا تھا مگر منظور نہیں ہوتا تھا، شکوہ کرتا تھا لیکن شکایت بڑھتی جاتی تھی، کشائش طلب کرتا تھا لیکن اُسے نہ پاتا تھا، موحّد و مخلص بن کر عمل کرتا تھا لیکن جس کے لیے

عمل کرتا تھا اُس کا قُرب نظر نہ آتا گویا وہ نہ مومن ہے نہ موحّد اور وہ باوجود ان کل اُمور اور بے توجہی کے ہمیشہ مدارات کرنے والا اور صابر بنا رہا کہ اس کا یہ صبر اُس کے قلب کی دوا ہے اور اس کی صفائی باطن اور قربِ الٰہی کے سبب۔ اس امتحان کے بعد اچھائی ضرور ملے گی۔ علاوہ ازیں یہ بھی سمجھاتا رہا کہ یہ آزمائش اس کے لیے ہے تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ کون مومن ہے اور کون منافق ہے، کون موحّد ہے اور کون مشرک، کون مخلص ہے اور کون ریاکار، کون بہادر ہے اور کون بزدل، کون ثابت ہے اور کون متحرک، کون صابر ہے اور کون جزع فزع کرنے والا، کون حق ہے اور کون باطل، کون سچّا ہے اور کون جھوٹا، کون محبّ ہے اور کون دشمن کون متبع ہے اور کون مبتدع تاکہ ہر ایک کی جُدا جُدا تمیز ہو جائے۔"

مثل کا بیان

ایک بزمِ عالی میں حضرت محبوبِ سبحانی، شہبازِ لامکانی، قطبِ ربانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ نے بیان فرمایا:۔

بعض اولیاء اللہ نے فرمایا۔

"دنیا میں اُس شخص کی مثل رہ جس طرح کہ کوئی اپنے زخم کی دوا کرتا ہے دوا کے کڑواپن اور زوالِ بلا کی اُمید پر صابر ہو۔ ساری بلائیں اور بیماریاں یہ ہیں کہ تو مخلوق کو خدا کا شریک نہ ٹھہرائے، نفع ونقصان، عطاء ومنع کے بارے میں ان پہ نگاہ ڈالے۔ ساری دواؤں اور بلاؤں کا ازالہ اس میں ہے کہ مخلوق تیرے قلب سے نکل جائے اور قضاء وقدر کے نازل

ہوتے وقت تو پختگی کے ساتھ جما رہے مخلوق پر حکومت و رفعت کا طالب نہ بنے اور تیرا قلب اللہ تعالیٰ کے لیے خالص، تیرا باطن اس کے لیے صاف اور تیری ہمّت اس کی جانب بلند ہوتی رہے۔ جب تیرے لیے یہ اَمر متحقق ہو جائے گا تو تیرا قلب اُونچا چڑھے گا، انبیاءؑ رسل، شہداء، صلحاء اور مقرب فرشتوں کی صفوں میں شامل ہو جائیگا اور جتنی بھی تجھ کو اس پر بقا حاصل ہو گی اُسی قدر تو بڑا بنے گا صاحب عظمت بنایا جائے گا، صاحب رفعت ہو گا، آگے بڑھایا جائے گا، حاکم بنا دیا جائے گا، امیر قرار دے دیا جائے گا۔ اُس وقت تیری طرف آئے گا وہ چیز کہ آئے گی، پیٹھ پھیرے گی، وہ شخص محروم ہے جو اس کلام کے سننے اور اس پر ایمان لانے اور اس کے اہل کے احترام کرنے سے محروم رہا۔"

کریم کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا۔

اے مجھے چھوڑ کر اپنی معیشتوں میں مشغول ہونے والو! معاش میرے پاس ہے، نفع میرے پاس ہے، آخرت کی پونجی میرے پاس ہے۔ میں کبھی آواز دینے والا ہوں، کبھی رہنما اور کبھی اسباب، مال و متاع کا مالک میں ہر ایک شے کو اس کا حق ادا کرتا ہوں۔ مجھ کو جب کوئی شے آخرت کی مل جاتی ہے تو میں اس کو تنہا نہیں کھاتا اس لیے کہ جو کریم ہوتا ہے وہ اکیلا نہیں کھاتا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے کرم پر خبردار ہوتا ہے اس کے نزدیک بخل نہیں ہوتا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا ہے اُس

کے نزدیک کل ماسوی اللہ ذلیل ہوتے ہیں۔ بُخل تو نفس سے ہوتا ہے، عارف باللہ کا نفس مخلوق کے مقابلہ میں مردہ نفس ہوتا ہے، اس کا نفس تو اطمینان والا، اللہ تعالیٰ کی طرف ٹھہرنے والا اور وعید الٰہی سے خوف کرنے والا ہوتا ہے۔

خواہش کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا۔

تُو کب تک علم پڑھے گا اور عمل نہ کرے گا۔ تو علم کے دفتر کو لپیٹ دے پھر عمل کے دفتر کے کھولنے میں اخلاص کے ساتھ مشغول ہو جا ورنہ تو فلاح نہ پائے گا تُو تو محض علم سیکھنے میں مشغول ہے تو اپنے افعال پر اللہ تعالیٰ پر دلیر بنا ہوا ہے، تو نے اپنی دونوں آنکھوں پر سے حیا کا پردہ اُتار دیا ہے اور خدا کی نظر کو دوسرے دیکھنے والے کی نسبت نظر سے ہلکا جان لیا ہے، تو اپنی خواہش سے لین دین کرنے والا ہے۔ تیری خواہش تجھے ہلاک کر دے گی تو تمام حالتوں میں اپنے رب تعالیٰ سے حیا کر اور اس کے احکام پر عمل کر۔ جب تو ظاہر کے احکام پر عامل بن جائے گا تو وہ عمل تجھ کو معرفتِ الٰہی کے قریب کر دے گا۔

آفات کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرت محبوبِ سبحانی، غوثِ صمدانی، قطبِ ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی وحسینی قدس سرہُ النورانی نے بیان فرمایا۔

جب تو گناہ کرے گا تو تجھ پر آفات کا نزول ہوگا۔ پس اگر تُو توبہ کر لے گا اور

اپنے پروردگار سے اُن گناہوں سے مغفرت طلب کرے گا اور اُس سے مدد طلب کرے گا تو وہ آفات تجھ سے الگ تیرے پاس آکر گریں گی نہ کہ تجھ پر۔ تیرے اُوپر آفات کا آنا ضروری ہے پس تو بارگاہِ خداوندی میں دُعا کر کہ وہ مصیبت کے ساتھ تجھے صبر و موافقت عطا فرمائے تاکہ جو معاملہ تیرے اور خدا کے درمیان ہے محفوظ رہے اس وقت بدن پہ خدشہ ہوگا نہ کہ قلب پر ظاہر میں ہوگا نہ کہ دین میں۔ اُس وقت وہ مصیبت نعمت ہو جائے گی نہ کہ عذاب۔

قناعت کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا :۔
اے منافق! تو نے خدا اور رسول کے اتباع میں صرف نام پر قناعت کر لی ہے تو حقیقت و معنی سے لاپرواہ ہے۔ تیرا ظاہر و باطن جھوٹ ہے، تو اس وجہ سے دنیا و آخرت میں یقیناً ذلیل ہوگا۔ گناہ گاری فی نفسہٖ ذلیل ہے اور جھوٹ بولنے والا بھی ذلیل ہوگا۔

فروخت کا بیان

ایک بزم پاک میں حضور غوثِ اعظم نے بیان فرمایا :۔
اے عالم! تُو اپنے علم کو دنیا والوں کے سامنے میلا کچیلا نہ کر، تو عزیز شے کو ذلیل شے کے بدلہ میں فروخت نہ کر، علم عزیز ہے اور وہ دنیا جو کہ دنیاداروں کے ہاتھ میں ہے ذلیل ہے۔ مخلوق میں یہ قدرت نہیں کہ وہ تجھے وہ چیز جو کہ تیرے

مقسوم میں نہیں ہے دے سکیں ۔ تیرا مقسوم بیشک اُن کے ہاتھوں سے تجھے پہنچتا ہے جب تو صابر بنا رہے گا تیرا مقسوم اُن کے ہاتھوں سے تجھے پہنچے گا اور تو عزیز کا عزیز بنا رہے گا۔

محتاج کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا :۔

اے غلام ! تجھ پر افسوس جو کہ خود رزق دیا جائے گا وہ دوسروں کو رزق نہیں دے سکتا ۔ تو اطاعتِ الٰہی میں مشغول ہو جا اور اُس سے مانگنا چھوڑ دے ، وہ اُس کا محتاج نہیں ہے کہ تو اُس کو اپنی مصلحت بتائے اور پہنچوائے ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"جس کو میرا ذکر مجھ سے سوال کرنے سے باز رکھے گا میں اُس کو اُس سے زیادہ دُوں گا جتنا کہ مانگنے والوں کو دُوں گا۔"

بغیرِ قلب کے ذکر کے محض ازبانی ذکر میں نہ کوئی کرامت ہے اور نہ تیری کوئی بزرگی ۔

ذکر کا بیان

ایک بزم عالی میں حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا :۔

ذکر الٰہی قلب و باطن کا ذکر ہے پھر زبان کا ذکر ۔ جب کسی بندہ کا ذکر الٰہی درست ہو جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اُس کا ذکر کرتا ہے ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

"تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔ اور تم میرا شکر کرو ناشکری نہ کرو۔"
تو ذکر الٰہی یہاں تک کر کہ ذکر کی وجہ سے تیرے سب گناہ جھڑ جائیں تو گناہ سے خالی باقی رہ جائے اور طاعت بلا معصیت ہو جائے تو اُس وقت تیرا منجملہ اُن لوگوں کے جن کا وہ ذکر کرتا ہے ذکر کرے گا پھر تو اُس کی مخلوق سے غافل ہو جائے گا اور اُس کا ذکر تجھ کو اس کے سوال سے باز رکھے گا تیرا کل مقصود وہی ہو جائے گا اور تو اپنے تمام مقاصد سے غافل ہو جائے گا۔ جب کہ خدا تیرا کل مقصود ہو جائے گا وہ تیرے قلب کے ہاتھ میں اپنی حکومت کے خزانوں کی کنجیاں دے دے گا۔

دوستی کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا:
جو کوئی اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتا ہے اور اُس کے غیر کو دوست نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ اُس کے قلب سے اپنے ماسوا کی محبت کو زائل کر دیتا ہے۔ جب کسی بندہ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت جاگزین ہو جاتی ہے تو اس کے دل سے غیر اللہ کی محبت نکل جاتی ہے اس کے تمام اعضاء میں اس وجہ سے مسرت پیدا ہو جاتی ہے اُس کا ظاہر و باطن صورت و معنی خدا کے ساتھ مشغول ہو جاتے ہیں پس خدا کو دیوانہ بنا لیتا ہے اور اُس کو اُس کی عادت آبادی سے باہر کر دیتا ہے۔ جب بندہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو خدا اُس کو محبوب بنا لیتا ہے۔

موت کا بیان

ایک بزم پاک میں حضور غوث پاک علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا:

اے غلام! کیا تجھے عقل نہیں ہے جو تو دیکھے اور سمجھے۔ کیا تو کبھی ایسے شخص کے پاس حاضر نہ ہوا جس پر موت اُتاری گئی ہو، قریب ہے کہ تیری بھی نوبت آئے گی اور ملک الموت تیری زندگی کے دروازہ کو آکر ٹھونکیں گے اور اُس کو اُس کی جگہ سے اُکھیڑ پھینکیں گے وہ تیرے اور تیرے اہل و عیال اور دوستوں میں تفریق و جدائی کردیں گے۔ تو اس بات کی کوشش کر کہ تیری رُوح اس حال میں قبض نہ ہو کہ تو سرخرو نہ ہو سکے بلکہ نجات کا سبب حاصل کر۔

بناؤ سنگھار کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا۔

حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

"جس نے اپنا بناؤ سنگھار اس چیز سے کیا جس کو مخلوق پسند کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے اُس چیز کے ساتھ مقابلہ کیا جس کو وہ ناپسند فرماتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اُس پر غضبناک ہوگا۔

مکر کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرت غوثِ اعظم نے بیان فرمایا۔

اے منافقو! اے آخرت کو دنیا کے عوض بیچنے والو! اے حق کو مخلوق کے عوض اور باقی کو فانی کے عوض بیچنے والو۔ تمھارے کاروبارِ تجارت میں ٹوٹا ہے اور تمھارا اصل مال بھی غارت ہوگیا۔ تم پر افسوس کہ تم اللہ کے غضب و غصہ کا خود کو

نشانہ بنانے والے ہو کیونکہ جو ایسی چیز سے اپنا بناؤ سنگھار کرتا ہے جو اس میں نہیں ہوتی اس پر اللہ تعالیٰ غصہ فرماتا ہے۔ تو مکاری نہ کر، اپنے ظاہر کو آداب شریعت سے اور اپنے باطن کو اس میں سے مخلوق کے نکال دینے سے آراستہ کر۔ مخلوق کے دروازوں کو بند کر دے اور ان کو تو اپنے قلوب سے فنا کر دے یہاں تک کہ تو یہ سمجھ لے کہ گویا مخلوق پیدا ہی نہیں ہوئی ہے۔ تو اُن کے ہاتھوں پر نفع اور نقصان کا کچھ خیال نہ کر، تُو تو بدن کی آراستگی میں مشغول ہو گیا اور تو نے قلب کی آراستگی کو چھوڑ رکھا ہے۔ قلب کی آراستگی توحید و اخلاص اور خدا پر بھروسہ کرنے اور اس کی یاد غیر اللہ کے بھلا دینے میں ہے۔

توبۃ النصوح کا بیان

ایک بزم پاک میں حضرت محبوب سبحانی، غوث صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی والحسینی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا:

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے فرمایا:

"نیک عمل وہ ہے جس پر تُو تعریف کو دوست نہ رکھے کہ لوگ تیری تعریف کریں۔"

اے آخرت کے اعتبار سے بیوقوفو! دیوانو، اور دنیا کے اعتبار سے عاقلو! یہ ایسی عقل ہے جو تمھیں نفع نہ دے گی۔ تو ایمان کے حاصل کرنے میں کوشش کر تو پھر تجھے ایمان حاصل ہو جائے گا۔ توبہ کر اور معذرت چاہ، نادم ہو اور دونوں آنکھوں سے آنسو اپنے دونوں رخساروں پر بہا کیونکہ خوفِ الٰہی سے رونا گناہوں اور غضبِ الٰہی کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ جب تو دل سے توبہ کرے گا تو یقیناً سچی توبہ کا نور چہرہ

پر چمکنے لگے۔ تیرا چہرہ منوّر ہو جائے گا۔

راز کا بیان

ایک بزم عالی میں حضور غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا:۔
اے غلام! اپنے راز کے چھپانے میں جب تک کہ تو اس کی حفاظت پر قادر ہو کوشش کرتا رہ پھر جب تو مغلوب ہو جائے اور راز ظاہر ہو جائے اُس وقت تو معذور ہے۔ محبت پردہ اور ستر کی دیواروں، حیا کی دیواروں، وجود اور مخلوق کی نظر کرنے کی دیواروں کو خراب ویران کر دیا کرتی ہے۔ بناوٹی آدمی کو نکال دینے کا حکم دیا گیا ہے اور جس پر بے اختیاری سے وجد طاری ہو اس کے قدموں کی خاک کا سرمہ بنایا جاتا ہے کیونکہ بناوٹ نفسانی امر ہے اور غلبہ بے اختیاری اَمر ہے وہ مخلوق کے دکھانے کا ہے اور یہ رب والا۔

خدمت کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا:۔
اے غلام! تو اس بات کی کوشش کر کہ تو نہ رہے بلکہ صرف وہی رہ جائے تو اس کی کوشش کر کہ نہ اپنے سے نقصان رفع کرنے میں تُو حرکت کرے اور نہ اپنے لیے نفع حاصل کرنے میں۔ جب تو ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ تیرے لیے ایک خدمت گار مقرر کر دے گا جو تیری خدمت کیا کرے گا اور تجھ سے تکلیف دہ چیزوں کو دُور کرتا رہے گا، تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسا ہو جا جیسا کہ مردہ نہلانے

والے کے ساتھ جس طرح چاہے پلٹے اور جس طرح اصحابِ کہف حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں فی الجملہ بغیر وجود اور بلا اختیار اور بغیر تدبیر کے ٹھہرا رہ۔ تو خدا کے حضور میں قضاء و قدر کے بوجھوں کے اترنے کے وقت اپنے ایمان و یقین کے قدموں پر ٹھہرا رہا کر۔

منافقت کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! ایمان تقدیر کے ساتھ ٹھہرا رہتا ہے اور ثابت رہتا ہے، نفاق بھاگتا ہے، منافق پر جب چند دن اور راتیں گزرتی ہیں تو اس کا جسم دُبلا ہو جاتا ہے، اس کا نفس اور خواہش اور طبیعت موٹی ہو جاتی ہے اور اس کے باطن و قلب کی آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں، اس کے گھر کا دروازہ آباد ہوتا ہے اور اندرونی حصہ ویران، اس کا ذکرِ الٰہی محض زبان سے ہوتا ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اور مومن اس کے خلاف ہوتا ہے۔

زُبان و قلب کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرت محبوبِ سبحانی نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! مومن کا ذکر زبان و قلب دونوں سے ہوتا ہے اور اکثر اوقات میں اس کا قلب ذاکر ہوتا ہے اور زُبان سکون میں ہوتی ہے۔ مومن کا غصہ و غضب اللہ و رسول کے لیے ہوتا ہے نہ کہ اپنے نفس، خواہش، طبیعت اور دنیا کے لیے۔

نہ وہ حسد کرتا ہے اور نہ وہ خوش حالوں سے ان کی خوش حالی پہ جھگڑتا ہے۔

خوشحالی کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا:۔
اے غلام! تُو اس بات کو خود کو بچا اور پھر بچا کہ تو کسی خوشحال سے جھگڑے کیونکہ وہ تو سلامت رہے گا اور بلند ہو جائے گا اور تو دشمنی اور جھگڑے سے ہلاک ہو جائے گا اور گرتا جائے گا اور ذلیل و رُسوا ہو گا۔ تو اپنے جھگڑے سے اس کی خوشحالی کے حصّہ کو کس طرح بدل سکتا ہے حالانکہ علم الٰہی پہلے ہی سے اس کی خوشحالی کے متعلق ہو چکا ہے۔ جب تو اللہ تعالیٰ کے علم سابق کے متعلق جو تیرے اور دوسروں کے بارے میں سابق ہو چکا ہے اللہ سے جھگڑے گا تو تُو نظرِ الٰہی سے گر جائے گا اور تجھ کو تیرا عمل کچھ نفع نہ دے گا۔
ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔
"عمل کرنے والے رنج اُٹھانے والے ہیں"
تُو ابھی بارگاہِ الٰہی میں توبہ کر لے۔

بلا کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضور غوث الثقلین نے بیان فرمایا:۔
اے غلام! معصوم دانا ہوشیار ہے۔ اس بلا کی وجہ سے جس کو اللہ تعالیٰ نے تجھ پہ اُتارا ہے، وہ خدا کی طرف قصد کرنے سے باز نہیں رہتا۔ تو اس بلا کے اپنے

سے ٹل جانے کا منتظر رہ، خدا سے نا اُمیدنہ ہو کیونکہ ایک ساعت کے بعد دوسری ساعت میں کشادگی ہے، وہ روز اُس کی شان جُدا ہے۔ وہ ایک قوم سے دوسری قوم کی طرف منتقل کرتا ہے، تو خدا کے ساتھ صبر کر، اور اُس کی تقدیر پر راضی رہ کیونکہ تو نہیں جانتا کہ شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی اور اَمر پیدا کر دے۔

جزع فزع کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! جب تو بلا پر صبر کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ سے بلا کو ہلکا کر دے گا کہ وہ بھی تیرے لیے دوسرا اَمر ایسا پیدا کر دے گا کہ وہ بھی اُس کو پسند کرے گا اور تو بھی اسے محبوب سمجھے گا اور جب تو جزع فزع کرے گا اور تقدیر پر معترض ہو گا تو وہ تیرے اُوپر بلا کو بھاری کر دے گا اور اس پر تیرے اعتراض کی وجہ سے اپنا عذاب وغصّہ زیادہ کر دے گا۔

اے قوم تم پر بلا اس وجہ سے اُترتی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرتے ہو اور اس سے جھگڑتے ہو اور اپنے نفوس، خواہشات اور اغراض کے ساتھ قائم ہو اور دنیا تمھیں محبوب ہے اور اس کے جمع کرنے پر تم حریص ہو۔

کیمیا کا بیان

ایک بزم پاک میں حضرتِ محبوب سبحانی علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا:۔

اے قوم! اگر بغیر دنیا چارہ نہیں اُس کا ہونا ہی ضروری ہے پھر تمھارے نفوس

دنیا کے دروازے پر رہیں اور تمہارے قلوب آخرت کے دروازے پر اور تمہارے باطن اللہ تعالیٰ کے دروازے پر یہاں تک کہ نفس قلب بن جائے اور وہ ذائقہ چکھ لے جو کہ قلب نے چکھا ہے اور باطن فنا فی اللہ ہو جائے جس کے چکھنے کی ضرورت نہ ہے پھر اللہ تعالیٰ اُسے اپنے لیے زندہ کرے نہ کہ غیر کے لیے اس وقت وہ ایسی کیمیا بن جائے گا کہ اُس میں ایک درم جب ہزار مثقال تانبے میں ڈھالا جائے گا تو وہ تانبے کو سونا بنا دے گا پس اصلی غایت کلی یہی ہے جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ اُس کے لیے خوش خبری ہے جو میرے قول کو سمجھے اور اس پر ایمان لائے۔ اور خوشخبری ہے اس کے لیے جو عمل کو اپنے ہاتھوں میں لے اور وہ اس کو مقرب الٰہی بنا دے۔

ضرر کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہ بغداد نے بیان فرمایا۔

اے غلام! جب تو مر جائے گا تو تُو مجھے دیکھے گا اور اپنے دائیں بائیں سے پہچانے گا۔ میں تیرا بوجھ اُٹھاؤں گا اور تجھ سے ضرر کو دفع کروں گا اور تیرے لیے سوال کرتا رہوں گا تو کب تک مخلوق کے ساتھ مشرک اور ان پر بھروسہ کرنے والا رہے گا۔ تجھ پر واجب ہے کہ تُو یہ جان لے کہ نہ کوئی تجھے ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع دے سکتا ہے نہ ان کا فقیر اور نہ غنی نہ کوئی عزت والا نہ کوئی ذلیل۔ تو اللہ تعالیٰ کو لازم پکڑ مخلوق پر بھروسہ نہ کر، نہ اپنی کمائی اور طاقت پر۔ صرف فضل الٰہی پر بھروسہ کر، اس پر بھروسہ کر جس نے تجھے کمائی کرنے پر قدرت دے دی اور اسے تیری روزی بنا دیا۔ پس جب تو یہ کرے گا تو وہ تجھے اپنے ساتھ سیر کرائے گا اور تجھے اپنے عجائبات قدرت،

عجائباتِ علمِ ازلی دکھائے گا اور تیرے قلب کو اپنی طرف بُلائے گا۔ پھر اس ملاقات کے بعد وہ تجھ کو پچھلے زمانے کی یاد دلائے گا جس طرح کہ وہ جنّت میں اہلِ جنّت کو دنیا یاد دلائے گا۔ جب تُو سبب کے جال کو توڑ دے گا تو مسبب الاسباب ذات کی طرف پہنچ جائے گا۔ جب تو اپنی عادت کے خلاف کرے گا عادت تیرے خلاف کرے گی۔

اِحسان کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا :۔

اے غلام! جو خدمت کرتا ہے مخدوم بنا لیا جاتا ہے اور جو فرمانبرداری کرتا ہے وہ مطاع بنا لیا جاتا ہے، جو اکرام کرتا ہے اس کا اکرام کیا جاتا ہے، جو نزدیک ہوتا ہے، نزدیک کیا جاتا ہے، جو تواضع کرتا ہے بلند کیا جاتا ہے، جو احسان کرتا ہے اُس پر احسان کیا جاتا ہے، جو حسنِ اَدب کرتا ہے وہ مقرب بنا لیا جاتا ہے حسنِ اَدب تجھ کو خدا کے قریب پہنچا دے گا اور بے اَدبی تجھ کو خدا سے دُور کر دے گی۔ حسنِ اَدب طاعتِ الٰہی ہے اور بے اُدبی خدا کی نافرمانی ہے۔

رُسوائی کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضور غوث الثقلین نے بیان فرمایا :۔

اے قوم! تم بارگاہِ خداوندی میں اپنے نفوس کے پیش کرنے اور ان کی جانچ پڑتال میں تاخیر نہ کرو۔ اس بارے میں اپنے نفوس پر قبل آخرت کے دنیا میں ہی جلدی کرو۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"اللہ تعالیٰ اپنے اُن نیک بندوں پر جنھوں نے دنیا میں پرہیزگاری کی ہے حساب کرتے شرمائے گا حساب نہ لے گا۔

تو تقویٰ اختیار کر ورنہ کل تیرے گلے میں رسوائی کی رسّی ہوگی تو اپنے تصرفاتِ دنیوی میں تقویٰ کر ورنہ تیری خواہشات دنیا و آخرت میں سراپا حسرتیں بن جائیں گی۔

درہم و دینار کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا:۔

اے قوم! دینار دوزخ کی آگ کا گھر ہے اور درہم غم کا گھر ہے خصوصاً جبکہ تو درہم و دینار کو حرام طریقہ سے حاصل کرے اور حرام طریقہ میں انھیں صرف کرے۔ جو کچھ میں تجھے کہہ رہا ہوں کل تجھے معلوم ہو جائے گا آج تو تُو اندھا اور بہرہ ہے۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"تیرا کسی چیز کو دوست رکھنا تجھے اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے" تو اپنے قلب کو دنیا کی محبت سے خالی کر لے برہنہ ہو جا اور اسے بھوکا پیاسا رکھ تا کہ اللہ تعالیٰ اس کو ڈھانپے اور کھلائے پلائے۔ تو اپنے ظاہر باطن کو اسی کے سپرد کر دے اور تدبیر چھوڑ دے ذہی وہ رہ جائے۔ تو کچھ بھی نہ ہو تو ہمیشہ کام کو نیو الامز دور بنا رہ۔

دار العمل کا بیان

ایک بزمِ عالی میں حضرت غوثِ صمدانی شیخ عبد القادر جیلانی نے بیان فرمایا:۔

اے قوم! دنیا دار العمل ہے اور آخرت اُجرت و عطاو بخشش کا گھر، صالحین میں یہی طرزِ عمل اکثر ہے یہاں عمل کریں وہاں بدلہ پائیں لیکن انھیں صالحین میں سے شاذ و نادر وہ بھی ہیں جن کو دنیا میں کام کرنے سے وہ نکال دیتا ہے اور ان پر احسان و رحمت فرماتا ہے اور آخرت کے آنے سے پہلے دنیا میں بھی اُنھیں راحت بخشتا ہے اور ان کے صرف فرائض ادا کر لینے پر اکتفا فرماتا ہے، اور انہیں نوافل کی راحت دے دیتا ہے کیونکہ فرض تو تمام حالات و مراتب میں ساقط ہی نہیں ہوتا۔ ایسا مرتبہ ہزاروں اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک کا ہی ہوتا ہے اور وہ نہایت کامیاب ہیں۔

کامل مومن کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! تو زُہد کر اور دُنیا سے رُخ پھیر لے، ایسا کرنے سے تو دنیا ہی میں راحت پائے گا اور اگر دنیا سے کچھ حصّہ تیرے مقسوم کا ہوگا پھر وہ ضرور تیری طرف پہنچے گا تیرا مقسوم بغیر تیرے پاس آئے نہ رہے گا۔ درانحالیکہ تو عزیز و مکرم سوال کیا گیا ہوگا اس حالت میں خود مقسوم تجھ سے قبول کی درخواست کرے گا۔ تو اپنے نفس اور خواہش نفس کے ساتھ نہ کھا کیونکہ یہ ایک پردہ ہے جو تیرے قلب کے لیے تیرے پروردگار سے حاجب ہوگا۔ کامل مومن تو نہ تو نفس کی خاطر سے اور نہ خواہش نفس سے کھاتا ہے اور نہ اس غرض سے کہ نفس پلے پھلتا اور نفع اُٹھاتا ہے بلکہ اس سے بہ فعل طاعت الٰہی پر قوت حاصل کرنے کے لیے ہوتے ہیں اس کا کھانا شریعت کے مطابق صرف اس قدر ہوتا ہے جو کہ اس کے ظاہر کے قدموں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جما دے اسے خواہش نفسانی سے واسطہ نہیں ہوتا۔

قُطب کا بیان

ایک بزم پاک میں حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! اللہ کا ولی اَمرِ الٰہی سے کھانا کھاتا ہے اور ابدال جو کہ قطب کا وزیر ہوتا ہے خدا کے فعل سے کھاتا ہے اور قطب کا کھانا اور تمامی تصرّف نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی مثل ہوتا ہے، ایسا کیوں نہ ہو قطب تو حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا غلام، نائب اور اُمّتِ مرحومہ کے لیے آپ کا جانشین ہوتا ہے۔ وہ تو اللہ و رسول کا خلیفہ ہے۔ قطب خلیفہ باطنی ہے اور مسلمانوں کا امام جوان کا بادشاہ ہے خلیفۂ ظاہر۔ اور یہ وہی ہے جس کی مسلمانوں میں سے کسی کو اطاعت و فرمانبرداری کا چھوڑنا حلال نہیں۔

ملائکہ کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! جب بادشاہ عادل ہو تو وہ قطبِ زمانہ ہوتا ہے۔ تم یہ مت خیال کرنا کہ ولایت و قطبیّت کوئی آسان اَمر ہے۔ تمہارے ظاہری افعال کے شمار و نگہداشت کے لیے ملائکہ مقرر ہیں اور تمہارے باطنی افعال کی وہ خود نگہداشت فرماتا ہے۔ تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو قیامت کے دن حاضر نہ کیا جائے، حاضر کیا جائے گا اور اس کے ساتھ وہ فرشتے ہوں گے جو دنیا میں اس کی اچھائیاں اور بُرائیاں لکھنے پر مقرر تھے اور فرشتوں کے ساتھ ننانوے (۹۹) دفتر ہوں گے۔ ہر دفتر اتنا بڑا ہوگا جہاں تک نظر جا سکے اس میں ہر ایک کی نیکی بدی اور جو کچھ اس سے دنیا میں صادر ہوا ہے موجود ہوگا۔ ہر ایک کو ان سب

کو پڑھنے کا حکم دیا جائیگا اور وہ اس کو پڑھے گا اگر چہ اس نے دنیا میں اچھی طرح لکھنا پڑھنا نہ سیکھا ہو گا کیونکہ دنیا دارِ حکمت ہے اور آخرت دارِ قدرت۔ دنیا اسباب و ذرائع کی حاجتمند ہے اور آخرت میں ان کی حاجت نہیں۔ جب تم میں سے کوئی دفتر میں لکھنے کا انکار کرے گا تو اس کے اعضاء اس کے مطابق بولیں گے۔ ہر عضو علیحدہ علیحدہ تمام دنیا کے اعمال کے مطابق بولیں گے۔ تم بڑے امر کے لیے پیدا کیے گئے ہو۔ کیا تم کو معلوم نہیں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

"کیا تم نے یہ خیال کر لیا ہے کہ ہم نے تمھیں بیکار پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے۔"

دعویٰ کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرتِ محبوب سبحانی قُطب ربّانی، شہبازِ لامکانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! اللہ تعالیٰ کے لیے نہ تیری ارادت صحیح اور نہ تو اُس کا مرید کیونکہ جو شخص ارادتِ الٰہی کا دعویٰ کرے اور اُس کے غیر کا طالب ہو اور آخرت کے مریدوں کی قلت اور اللہ کے مرید سچی ارادت والے ہر قلیل سے قلیل تر ہیں۔ وہ شاذ و نادر ہونے میں افراد میں اِکا دُکا ہی ہیں یہاں تک کہ ان میں سے کوئی کوئی ہی پایا جاتا ہے۔ وہ کنبے اور قبیلہ سے علیحدہ ہونے والے ہیں، وہ زمین میں معدن اور بادشاہ ہیں اور وہ اہل شہر کے کوتوال ہیں۔ ان کی برکت سے مخلوق کی بلا دفع ہوتی ہے۔ مخلوق پر انہیں کی برکت ل سے بارش ہوتی ہے، آسمان مینہ برساتا ہے، زمین سبزہ زار رہتی ہے، وہ اپنی ابتدائی حالت میں ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ کی طرف، ایک شہر سے دوسرے شہر کی

طرف ایک ویرانہ سے دوسرے ویرانہ کی طرف بھاگتے ہیں۔ جب کبھی وہ مشہور ہو جاتے ہیں پہچان لیے جاتے ہیں تو وہاں سے منتقل ہو جاتے ہیں اور ہر ایک کو پیٹھ پیچھے پھینک آتے ہیں۔ اور وہ دنیا کی کنجیاں دنیا والوں کے سپرد کر دیتے ہیں، وہ ہمیشہ اسی حالت میں رہتے ہیں یہاں تک کہ اُن کے ارد گرد قلعہ بنا دیئے جاتے ہیں اور خدائی لشکر ان سے بات چیت کرتا ہے ان میں ہر ایک کی تنہا تنہا حفاظت ہوتی ہے سب کا اعزاز و اکرام اور نگہداشت کی جاتی ہے اور یہ مخلوق پر حاکم بنا دیئے جاتے ہیں۔ یہ تمام اُمور عوام کی عقول سے ماوریٰ ہیں۔ اس وقت ان کی توجہ مخلوق پر فرض ہو جاتی ہے اور یہ ان کے لیے مثل اطبّا کے ہو جاتے ہیں اور باقی مخلوق بیمار کی مثل ہوتی ہے۔

انیس و جلیس کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا۔

اے غلام! تجھ پر افسوس تو دعویٰ کرتا ہے کہ میں اس جماعت سے ہوں بتا تجھ میں ان کی کیا علامت ہے۔ تجھ میں اللہ تعالیٰ کے قرب و لطف کی کیا علامت ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کس درجہ و مقام میں ہے، تیرا نام کیا ہے اور ملکوتِ اعلیٰ میں تیرا لقب کیا ہے، ہر رات تیرا دروازہ کس حالت پر بند کیا جاتا ہے، تیرا کھانا پینا مباح ہے یا حلال مطلق، تیری خواب گاہ دنیا ہے یا آخرت یا قربِ الٰہی، تو رات کہاں گزارتا ہے۔ وحدت میں تیرا اُنیس اور خلوت میں تیرا جلیس کون ہے۔ اے کذاب، وحدت میں تیرا اُنیس تیرا نفس، شیطان، ہوائے نفسانی، تفکرِ دنیا ہے اور جلوت میں شیاطین انس جو کہ بدکار دوست ہیں اور بیہودہ بکواس والے تیرے انیس ہیں۔ یہ مرتبۂ ولایت ہذیان

اور محض دعویٰ سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔ اس میں تیری بات چیت تو محض ہوس ہے جس کا کوئی نفع نہیں، تو اپنے اُوپر سکون اور اللہ تعالیٰ کے روبرو گمنامی اور بے ادبی سے احتراز لازم پکڑ اور اگر اس بارے میں تجھے گفتگو ضروری ہے تو تیرا کلام اس میں بطریق برکت حاصل کرنے اور اس کے اہل کے ذکر سے برکت لینے کے ساتھ ہو کیونکہ تیرا قلب تو معرفت سے خالی ہے تُو تو محض ظاہر سے دعویٰ کرتا ہے، ہر ظاہر جس کی باطن موافقت نہ کرے وہ تو سراسر ہذیان و بکواس ہے۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

"جو روزے میں آدمیوں کی غیبت کرتا ہے وہ روزہ دار نہیں ہے۔"

حضور نبی کریم علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیم نے ظاہر فرمایا کہ فقط کھانا پینا اور مفطرات کے چھوڑ دینے کا نام روزہ نہیں بلکہ اس کے ساتھ گناہوں کے چھوڑ دینے کا بھی اضافہ کیا جائے تو روزہ ہے۔

غیبت کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا۔

اے غلام! غیبت کرنے سے بچو، غیبت نیکیوں کو ویسے ہی کھا لیتی ہے جس طرح لکڑی کو آگ کھاتی ہے۔ فلاح پانے والا غیبت سے اجتناب کرتا ہے اور جو غیبت کرنے میں مشہور ہو جاتا ہے لوگوں میں اُس کی عزّت کم ہو جاتی ہے اور شہوت کے ساتھ نظر بازی سے بچو کیونکہ وہ تمھارے قلوب میں معصیت کا بیج بو دیتی ہے اور اس کا انجام دنیا و آخرت میں بُرا ہے۔

قسم کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:

اے غلام! تم جھوٹی قسم کھانے سے اجتناب کرو کیونکہ جھوٹی قسم آباد شہروں کو چٹیل میدان بنا دیتی ہے۔ اور اس سے مال اور دین کی برکت اُٹھ جاتی ہے۔ تجھ پر افسوس کہ تو اپنے مال کو جھوٹی قسم کھا کر رواج دیتا ہے اور اپنے دین کا نقصان کرتا ہے اگر تو عقلمند ہوتا تو جان لیتا کہ اصل نقصان یہی ہے تو کہتا ہے خدا کی قسم ایسا مال تو اس شہر میں نہیں ہے اور نہ کسی اور کے پاس موجود ہے۔ اللہ کی قسم یہ اتنی قیمت کا ہے اور مجھے اتنے میں پڑا ہے حالانکہ اس میں سے تو ہر بات میں جھوٹ بولنے والا ہے پھر تو اس پر جھوٹی گواہی دیتا ہے اور اللہ کے نام کے ساتھ حلف اُٹھاتا ہے کہ تو اس میں سچ بولنے والا ہے۔ عنقریب وہ وقت آئے گا کہ تو اپاہج اور اندھا ہو جائے گا۔

اَدب کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا:

اے غلام! اللہ تم پر رحم فرمائے تو اللہ تعالیٰ کے حضور با ادب رہو جس کسی نے آدابِ شرع سے ادب نہ سیکھا اُس کو قیامت کے دن دوزخ کی آگ ادب سکھائے گی کسی نے اس بیان کو سن کر آپ سے پوچھا جس میں یہ پانچوں خصائل یا ان میں سے بعض ہوں تو کیا اس کے روزہ اور وضو کے باطل ہونے کا حکم دیا جائے گا۔ آپ نے جواب دیا روزہ اور وضو تو باطل نہ ہوگا لیکن یہ حکم بطریقِ نصیحت اور خوف دلانے کے ہے۔

غفلت کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا۔

اے غلام! شاید کل کا دن ایسی حالت میں آئے کہ تو سطح زمین سے مفقود ہو اور قبر میں موجود یا شاید یہ دوسری ساعت ہی میں ہو جائے، کل کا بھی کیا بھروسہ، یہ غفلت کیسی اور کیوں ہے؟ تمھارے دل کس قدر سخت ہو گئے ہیں، تم پتھر ہو، کیا ہو، میں کبھی تم سے کہہ رہا ہوں اور دوسرے بھی لیکن تم ایک ہی حالت پر قائم ہو، تم پر قرآن و احادیث پڑھی جاتی ہیں اور تم کو گذرے ہوؤں کی سیرتیں سُنائی جاتی ہیں افسوس کہ تم میں تغیر نہیں آسکا، تم نہ بدلتے ہو، نہ ڈرتے ہو اور نہ ہی تمھارے عمل بدلتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو کہ وعظ کی مجلس میں حاضر ہو اور پھر نصیحت قبول نہ کرے پس وہ تو اچھی جگہ میں لیکن وہ خود بہت بُرا ہے۔

محاسبہ کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا۔

اے غلام! تیرا اولیاء اللہ کو ذلیل سمجھنا اس وجہ سے ہے کہ تجھے معرفتِ الٰہی کم ہے اس وجہ سے تو ان کا مرتبہ نہیں سمجھتا تو کہتا ہے کہ یہ رواداری کرتے ہیں ہمارے ساتھ مباشرت کیوں نہیں کرتے، ہمارے ساتھ کیوں نہیں بیٹھتے، تیرا ایسا کہنا اس وجہ سے ہے کہ تُو اپنے نفس سے خود ہی جاہل ہے۔ جب تجھے خود اپنے نفس کی پہچان کم ہے

تو آدمیوں کے مرتبہ کو جاننے میں بھی تیری کمی ہے، تو غافل ہے۔ تجھے جس قدر دنیا اور اس کے انجام کی معرفت کم ہو گی اُسی قدر تو اَمرِ آخرت سے جاہل رہے گا اور تجھ کو جس قدر آخرت کی معرفت کم ہو گی اُسی قدر تو اللہ تعالیٰ سے جاہل رہے گا۔ اے دنیا میں مشغول ہونے والے عنقریب نقصان اور ندامتیں قیامت کے دن جو کہ نقصان کا دن، رسوائی اور خسارہ کا دن ہے ظاہر ہوں گی۔ تو اپنے نفس کا قیامت کے دن سے پہلے محاسبہ کر لے۔ اللہ تعالیٰ کے حلم و کرم سے جو تجھ پر ہے دھوکہ نہ کھا تو گناہوں، لغزشوں اور مظالم کی وجہ سے بہت بڑی حالت پر قائم ہے، گناہ کے قاصد ہیں جیسے کہ بخار موت کا قاصد، تُو موت آنے سے پہلے توبہ کر لے قبل اس کے کہ ملک الموت تُو روح نکالنے کے لیے آئیں توبہ کر۔

آزمائش کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے نوجوانو! تم توبہ کرو کیا تم اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھتے کہ وہ بلا سے تمھاری آزمائش کرتا ہے تاکہ تم توبہ کر لو مگر تمھیں سمجھ نہیں آتی اور اس کے گناہوں پر اصرار کر رہے ہو۔ اس زمانے میں سوائے اِکّا دُکّا مخصوص آدمیوں کے جس کی بھی آزمائش بلا سے ہو رہی ہے اس کے لیے آزمائش عذاب ہے نہ کہ نعمت گناہوں کی سزا ہے نہ درجوں اور کرامتوں کی زیادتی۔ اولیاء اللہ کی آزمائش اسی لیے ہے تاکہ رب تعالیٰ کے نزدیک ان کے درجات بلند ہوں، وہ ان کے ساتھ صبر کرتے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہی چاہتے ہیں جب ان کی یہ آزمائش پوری ہو جاتی ہے تو ان کی حکومت کامل ہو جاتی ہے اگر ان کی آزمائش پوری نہیں ہوتی تو وہ اعتقاد کرتے ہیں کہ وہ ابھی ہلاکت میں ہیں۔

آفات وبلیات کا بیان

ایک بزم پاک میں حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا:۔
اے قوم! اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اُس کی کشائش سے نااُمید نہ ہو کیونکہ کشائش قریب ہے، نااُمید نہ ہو، صانع تو اللہ تعالیٰ ہی ہے، تو کیا جان سکتا ہے کہ شاید وہ اس کے بعد اور کوئی صورت پیدا کر دے، بلا سے مت بھاگ، صبر کر کہ صبر کے ساتھ ہر بہتری کی بنیاد ہے، نبوت و رسالت، ولایت اور معرفت خداوندی اور محبت کی جڑ بلا ہی ہے جب تو بلا پر صبر نہ کرے گا تو بنیاد ہی نہ ہو گی، عمارت کے لیے بنیاد کے بغیر بقاء نہیں ہوتی، کیا تو نے کوئی گھر ایسا دیکھا ہے جو کوڑا اگھر ٹیلہ پر قائم ہو اس کی بنیاد نہ ہو تو آفات وبلیات سے اس لیے بھاگتا ہے کہ تجھے ولایت و معرفت اور قرب الٰہی کی حاجت نہیں ہے، صبر کر اور عمل کو تازہ کرتا کہ تو اپنے قلب و رُوح سے قرب الٰہی کے دروازے تک پہنچ جائے۔

اُمید کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔
اے قوم! عالم، ولی اور ابدال انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں جو کہ رہنما اور پیغام رساں ہیں، اولیاء اللہ ان کے آگے آگے منادی کرنے والے ہیں۔
مومن غیر اللہ سے نہیں ڈرتا ہے اور نہ وہ اس کے غیر سے توقع اور اُمید رکھتا ہے

اس کے قلب اور سر میں قوت عطا کر دی گئی ہے۔ مومنین صادقین کے قلوب اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسے قوی نہ ہوں وہ تو تجھ کو بہت سی مشقتوں سے بے پروا بنائے ہوئے ہو تو اپنے وجود کے انڈے کو سچائی کی چونچ سے کھٹک دے اور جن دیوار دل سے تو مخلوق کو دیکھتا ہے اور جن سے تو ان کے ساتھ مقید ہے توحید و اخلاص کے کدال پھاؤڑوں سے ڈھا دے تو اپنے اس طلب کے پنجرے کو جس سے تو اشیاء کو طلب کرتا ہے اپنے زہد کے ہاتھ سے توڑ ڈال اور اپنے قلب سے پرواز کر یہاں تک کہ تو قربِ الٰہی کے دریا کے کنارے پر جا پڑے اس وقت تیرے پاس سابقۂ تقدیر الٰہی کا ملاح عنایت الٰہی کی کشتی لے کر آئے اور تجھے سوار کر کے تیرے رب کی طرف تجھے پہنچا دے۔

کنارہ کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔
اے غلام! یہ دنیا دریا ہے اور تیرا ایمان اس کی کشتی۔
حکیم لقمان نے کہا ہے:۔
"اے میرے بیٹے دنیا دریا ہے اور ایمان کشتی، ملاح طاعات اور آخرت کنارہ ہے۔"

انتظار کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرتِ محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی نے بیان فرمایا:۔

اے معصیت پر تنقید کرنے والو! عنقریب تمہارے پاس اندھاپن، بہراپن، اپاہج اور محتاج اور مخلوق کے قلوب پر سختی آنے والی ہے۔ تمہارے تمام مال نقصانات اور تاوانوں، چوریوں میں چلے جائیں گے۔ تم اہل عقل بنو، اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو، توبہ کرو، اپنے مال کو خدا کا شریک نہ ٹھہراؤ اور اس پر بھروسہ نہ کرو اور نہ ہی اس کے ساتھ ٹھہرو، مال کو اپنے دلوں سے نکال دو، اسے اپنے گھروں، جیبوں کے اندر اپنے غلاموں اور وکیلوں کے پاس رکھ دو، اور تم موت کا انتظار کرو، اپنی حرص کو کم اور اپنی آرزوؤں کو کوتاہ کرو۔

رجوع الی اللہ کا بیان

ایک بزم پاک میں حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا۔

حضور ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

"مومن عارف باللہ اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت، کسی کو بھی طلب نہیں کرتا وہ تو اپنے پروردگار سے پروردگار ہی کو طلب کرتا ہے۔"

اے غلام! تو اپنے قلب سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر، تائب وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"تم اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو۔"

تمام چیزوں کو اسی کی سپرد کردو اور اپنے نفوس کو بھی اسی کے سپرد کر دو، اور ان کو اس کی قضا و قدر اور اس کے امر و نہی، اس کے تصرفات کے سامنے ڈال دو، اور اپنے قلوب کو اپنے پروردگار کے روبرو گونگا، لولا، لنگڑا، اندھا بنا کر بغیر چون و چرا

اور بغیر جھگڑے اور بلا مخالفت کے موافقت و تصدیق کے ساتھ ڈال دو اور امرِ الٰہی سچّا ہے، تقدیر سچّی ہے، سابقہ سچّا ہے، جب تم ایسے ہو جاؤ گے بلاشک تمہارے قلوب اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے، اس کے دیکھنے والے ہو جائیں گے کسی چیز سے مانوس نہ ہوں گے بلکہ ہر چیز سے جو عرش کے نیچے سے لے کر زمین کے نیچے تک ہے وحشت کریں گے اور تمام مخلوق سے علیحدہ ہو کر اور تمام حادث و پیدا چیزوں سے قطع تعلق کر کے خدا کی طرف بھاگیں گے۔

تعریف کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا۔

اے غلام! مشائخ کرام کا حسنِ ادب وہی کر سکتا ہے جو ان کی خدمت میں رہا ہو اور ان کی بعض ان حالتوں پر جو خدا کے ساتھ ان کی تھیں خبردار ہو گیا ہو، اولیاء اللہ نے مخلوق کی تعریف اور بدگوئی کو مثل گرمی اور سردی، رات اور دن کے سمجھا ہے اور ان دونوں کو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے جانتے ہیں، اسی لیے کہ ان دونوں کے لانے پر ماسویٰ اللہ تعالیٰ کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ جب ان کے نزدیک یہ امر متحقق ہو گیا تو انھوں اہلِ تعریف کی بندگی کی اور نہ بدگوئی کرنے والوں سے لڑائی کی اور نہ ہی یہ ان کے ساتھ مشغول رہے، ان کے قلوب سے مخلوق کی محبت و عداوت نکل گئی، نہ وہ کسی سے دوستی کرتے ہیں اور نہ دشمنی بلکہ ہر ایک سے مہربانی سے پیش آتے ہیں۔ بغیر سچّائی کے تجھے علم کیا نفع دے گا باوجود علم کے اللہ تعالیٰ نے تجھے گمراہ کر دیا ہے

پردہ کا بیان

ایک بزم پاک میں حضرت محبوب سبحانی شہبازِ لامکانی، قُطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی والحسینی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا۔

اے غلام! تیرا علم سیکھنا، نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا مخلوق کے لیے ہے تاکہ وہ تیری طرف قرار پکڑیں اور اپنے مال تیرے لیے خرچ کریں، وہ اپنے گھروں، مجلسوں میں تیری تعریف کیا کریں، اِس اَمر کو تسلیم کر لے یہ ان سے تجھے حاصل بھی ہو جائے گا لیکن جب تجھے موت، عذاب، قبر کی تنگی اور دہشتیں آجائیں گی تو تیرے اور اُن کے درمیان میں پردہ ڈال دیا جائے گا اور وہ تجھ سے کسی تکلیف کو دفع نہ کر سکیں اور جو کچھ تو نے ان کے مالوں میں سے حاصل کیا تھا اُس کو تیرے سوا دوسرے لوگ کھائیں گے اور عذاب وحساب تجھ سے ہوگا۔

عبادت کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا۔

اے بدبخت ومحروم! تُو تو کام کرنے والوں، دنیا میں تکلیف اُٹھانے والوں میں سے ہے، کل قیامت کے دن میں تکلیف اُٹھانے والا ہوگا، عبادت ایک صنعت ہے اور اس کے اہل اولیاء اور ابدال ہیں جو کہ مخلص اور مقرب الی اللہ ہیں، قلب سے عالم باعمل زمین میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ اور اس کے نبیوں اور رسولوں کے وارث ہیں نہ کہ تم۔ اے ہوسناکو! اے زبان درازی سے اور باطن کی جہالت کے ساتھ ظاہر کی فقہ میں مشغول رہنے والو! سوچو! علم پڑھو اور عمل کرو۔

معبود کا بیان

ایک بزم پاک میں حضور غوث اعظم علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا۔
اے غلام! تو کچھ بھی نہیں! تیرا کسی شے پر قیام نہیں، تیرا تو اسلام بھی صحیح نہیں ہوا، اسلام جس پر کلمۂ شہادت کی بنیاد ہے وہ بھی تیرے لیے تمام نہیں ہوا، تو لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے، تیرے قلب میں تو معبودوں کی ایک جماعت ہے۔ تیرا بادشاہ وقت اور والیٔ محلہ سے ڈرنا تیرا معبود ہے، تیرا اپنے کسب اور اپنے نفع اور اپنی طاقت و قوت، اپنے کان، آنکھ اور اپنی قوت پکڑ کر بھروسہ کرنا معبود ہے، تیرا نفع و نقصان، عطاء و منع کے لیے مخلوق کی طرف توجہ کرنا معبود ہے، مخلوق میں سے بہت سے لوگ اپنے دلوں سے ان چیزوں پر بھروسہ کرنے والے ہیں، ان کا اللہ کو یاد کرنا محض زبانی عادت ہے قلوب کے ساتھ نہیں ہے۔
جب اس معاملہ میں ان کو جانچتا ہے بھڑک جاتے ہیں اور غصہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں ایسا کیوں کہا جاتا ہے کیا ہم مسلمان نہیں ہیں۔ کل تمام فضیحتیں کھل جائیں گی اور پوشیدہ اُمور ظاہر ہو جائیں گے۔

خیر و شر کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا۔
اے غلام! تجھ پر افسوس! تُو اپنے قول کی تائید کر رہا ہے۔ جب تو لا الٰہ کہتا ہے پس یہ نفی کا کلمہ ہے اور الا اللہ اثبات کا کلمہ ہے۔ خدا کے لیے نہ اس کے غیر

کے لیے۔ جس وقت تیرے قلب نے اللہ کے سوا کسی دوسرے پر اعتبار کیا تو اپنے اثباتِ کلمات میں جھوٹا ہو گیا اور جس پر تو نے بھروسہ کیا وہ تیرا معبود بن گیا۔ ظاہر کا کچھ اعتبار نہیں، قلب وہی مومن ہے، وہی موحّد، وہی مخلص، وہی متّقی، وہی پرہیزگار، وہی زاہد، وہی موقن، وہی عارف، وہی عامل، وہی امیر، وہی بادشاہ ہے اور اس کے سوا تمام اعضاء اس کا لشکر و پیرو ہیں۔ جب تو لا الٰہ الا اللہ کہے تو سب سے پہلے اپنے قلب سے کہہ پھر اپنی زبان سے اور خدا ہی پر توکّل و اعتماد کر نہ کہ غیر اللہ پر۔ اپنے ظاہر کو حکمِ شرعی کے ساتھ اور اپنے باطن کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول رکھ۔ خیر و شر کو اپنے ظاہر پہ چھوڑ دے اور اپنے باطن کو خیر و شر کے پیدا کرنے والے کے ساتھ چھوڑ اور مشغول کر، جس نے اسے پہچانا وہ اس کا مطیع ہوا اور اس کی زبان اللہ تعالیٰ کے سامنے گونگی بن گئی اور وہ عارفِ خدا اور اس کے صالح بندوں کے سامنے متواضع ہو گیا اور اُس کا غم و حُزن اور رونا دوچند ہو گیا اور اس کا خوف اور ترسناکی زیادہ ہو گئی اور اُس کی حیا بڑھ گئی اور اگلے گناہوں اور قصور پر ندامت زیادہ ہو گئی اور جو کچھ معرفت، علم اور قربِ حق اسے حاصل ہو چکا تھا اس کے زوال کا خوف و حذر زیادہ ہو گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرنے والا ہے جو کچھ وہ کرے اس سے سوال سے اور وہ سوال کیے جائیں گے۔

مقبول و مردود کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! عارف باللہ دو نگاہوں کے درمیان میں متردّد رہتا ہے وہ جب اپنی گذشتہ تقصیر، جہالت و بے شرمی اور جرأت کی طرف دیکھتا ہے حیا سے

پگھل جاتا ہے اور مواخذۂ الٰہی سے خوف کرتا ہے اور آئندہ کی طرف دیکھتا ہے کہ آیا مقبول کیا جائے گا یا مردود اور آیا جو کچھ عطا فرمایا گیا ہے وہ چھین لیا جائے گا یا اپنے حال پر باقی رکھا جائے گا۔ قیامت کے دن مسلمانوں کی معیت میں رہے گا یا کفّار کے ساتھ۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ اس سے ڈرنے والا ہوں۔"

منجملہ عارفین کے شاذ و نادر ہی وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو امن حاصل رہتا ہے اس کے لیے جو چیز مقدر ہو چکی ہے اس پر پڑھ دی جاتی ہے، بیان کر دی جاتی ہے، وہ اپنے انجام کار کو خوب جان لیتا ہے جو کچھ اس کے لیے لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا ہے اس کا باطن اس کو پڑھ لیتا ہے اس کے بعد وہ اپنے قلب کو اس پر آگاہ کر دیتا ہے اور اس کے چھپانے کا اور اس امر کا کہ نفس کو خبر نہ ہو قلب کو حکم دیتا ہے۔ اس امر کی ابتداء مسلمان ہونا اور اوامر کا بجا لانا اور منہیات سے باز رہنا اور آفات پر صبر کرنا ہے اور اس کی انتہاء ماسوی اللہ سے بے رغبتی کرنا اور یہ ہے کہ اس کے نزدیک سونا اور مٹی تعریف اور برائی، دینا اور نہ دینا، جنّت و دوزخ، نعمت و بلا، امیری اور فقیری، مخلوق کا وجود و عدم سب برابر ہو جائیں۔ پھر جب یہ سب کے لیے تمام ہو جاتا ہے اس کو اللہ کی طرف سے مخلوق کی سرداری اور ولایت کا فرمان آجاتا ہے پھر جو شخص بھی اس کے سوا ہے وہ اس کی بوجہ ہیبت الٰہی اور اس نور انبت کے جو منجانب اللہ اسے حاصل ہے خواہش کرتا ہے۔ الٰہی ہمیں دنیا و آخرت میں نیکیاں عطا فرما اور ہمیں عذابِ دوزخ سے بچا۔

دعوےٰ ولایت کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔
آزمائش اور جانچ پڑتال کے بغیر چارہ کار نہیں خاص طور پہ دعویٰ کرنے والوں کے لیے۔ اگر جانچ پڑتال آزمائش کا معاملہ نہ ہوتا تو بہت سی مخلوق ولایت کا دعویٰ کرتی۔

بعض اولیاء اللہ کا ارشاد ہے:۔
"ولایت پہ بلاؤ آزمائش کو مسلّط فرما دیا گیا ہے تاکہ عموماً ولایت کا دعویٰ نہ کیا جائے۔"

منجملہ علاماتِ ولایت کے ایک علامت اُس کی مخلوق کی ایذارسانی پر صبر کرنا اور اُن سے درگزر کرنا ہے۔ اولیاء اللہ جو کچھ حالات مخلوق سے دیکھتے ہیں اُن سے اندھے بن جاتے ہیں اور جو کچھ اُن سے سنتے ہیں اُس سے بہرے بن جاتے ہیں، اُنھوں نے مخلوق کے لیے اپنی آبروؤں کو ہبہ کر رکھا ہے۔ مشہور ہے کہ تیرا کسی شے کو محبوب رکھنا اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے، اولیاء اللہ نے اللہ تعالیٰ کو اپنا محبوب بنا لیا اس لیے وہ غیر اللہ سے اندھے اور بہرے ہو گئے ہیں، اُن کی ملاقات مخلوق سے شیریں کلامی، نرمی اور مدارات کے ساتھ ہوتی ہے اور کبھی اللہ تعالیٰ کے لیے غیرت کر کے غضبِ الٰہی سے متفق ہو کر مخلوق پر غیض و غضب بھی کرتے ہیں۔

طبیب کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرت محبوبِ سبحانی نے بیان فرمایا:۔

اولیاء اللہ طبیب ہیں، انہوں نے ہر مرض کی دوا کو پہچان لیا ہے۔ اولیاء اللہ مثل اصحابِ کہف کے قلب اور معنی کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کی حضوری میں رہتے ہیں، انھیں حضرت جبرئیل علیہ السلام کروٹ دلاتے ہیں، انھیں قدرت، رحمت اور لطف و کرم کا ہاتھ لوٹ پوٹ کرتا رہتا ہے، اُن کا محبت کا ہاتھ پلٹتا ہے اُن کے دلوں کو پلٹے دیتا ہے اور اُن دلوں کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل کرتا ہے، اُن کی دنیا، دنیا کے طلب گاروں کے لیے ہے اور اُن کی آخرت، آخرت کے طلب گاروں کے لیے اُن کا مالک اللہ تعالیٰ اُن سے کسی چیز کا بخل نہیں کرتا ہے جو چاہتے ہیں وہ دیتا رہتا ہے۔ جب تو اُن سے دنیا طلب کرتا ہے اور وہ اُن کے پاس ہوتی ہے تو وہ اُسے خرچ کر دیتے ہیں۔

ہبہ کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا۔

فقراء طالبانِ دنیا کو دنیا عطا کرتے رہتے ہیں اور جو دنیا کی طلب میں کمی کرنے والے ہیں اُن کو ثوابِ آخرت عطا کرتے رہتے ہیں۔ مخلوق کو مخلوق کے لیے چھوڑ دیتے ہیں اور خالق کو اپنے لیے۔ چھلکے کو ہبہ کرتے ہیں کیونکہ ماسوی اللہ چھلکا ہے اور طلب مولیٰ اور قربِ الٰہی اُن کے نزدیک مغز ہے۔

بعض اہل اللہ نے فرمایا:

"فاسق کے منہ پر عارف ہی ہنسا کرتا ہے۔ ہاں کبھی اُس کو حکم دیتا ہے اور وہی اُس کی تکلیف کو برداشت کرتا رہتا ہے اور اس پر عارف باللہ ہی قادر ہیں۔ لیکن زاہد و عابد و مرید ایسے نہیں۔ یہ اللہ والے عاصیوں

پر کیسے رحم نہ کریں وہ بیچارے تو رحم کے قابل توبہ و معذرت کے مقام میں ہیں۔

اخلاق کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔
عارف باللہ کے اخلاق منجملہ اخلاق الٰہی کے ہوتے ہیں۔ عارف باللہ گناہ گار کو شیطان اور نفس و خواہش کے ہاتھ سے چھڑانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی اپنے بچہ کو کسی کافر کے ہاتھ میں قیدی دیکھتا ہے تو اُسے چھوڑانے کی کوشش نہیں کرتا۔ پس اُس عارف کے لیے تمام مخلوق مثل اولاد کے ہوتی ہے وہ اوّلاً مخلوق سے بزبانِ شریعت خطاب کرتا ہے، احکام بتاتا ہے۔ پھر علم اَزلی پر آگاہ ہونے کی وجہ سے ان پر رحم کرتا ہے، ان میں افعالِ الٰہیہ کو جاری و ساری دیکھتا ہے۔

خطاب کا بیان

ایک بزم پاک میں حضرتِ محبوبِ سبحانی سیّد شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا:۔
عارف باللہ قضاء و قدر کے اُمور کے صادر ہونے کی طرف جو کہ علمِ الٰہی کے دروازہ سے نکلتے ہیں نظر رکھتا ہے لیکن اُسے چھپاتا رہتا ہے اور مخلوق سے موافق شرع امر و نہی کے ساتھ خطاب کرتا رہتا ہے اور اُس علم کے ساتھ جو کہ سرِّ الٰہی ہے مخلوق سے خطاب نہیں کرتا۔

علمِ الٰہی کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے رسل علیہم السلام کو بھیجا اور اُن پر کتابیں نازل فرمائیں، ڈرایا دھمکایا کہ مخلوق پر حجت قائم ہو جائے رہا اُن کے بارے میں علم الٰہی تو اس میں نہ تو دخل دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی خدا پر اُس کے بارے میں اعتراض کیا جا سکتا ہے۔ حکم کے اندر کرّوفر ہے اور علم کے اندر محض ثبات و استقلال۔ تو بھی حکم کی طرف محتاج ہے جو تیرے اور دوسروں کے درمیان مشترک ہے اور تُو اپنے لیے فقط ایسے علمِ خاص کا محتاج ہی ہو کہ تیرے لیے مقدر ہو چکا ہے۔ جب تم میں سے کوئی علمِ ظاہر پر عمل کرتا ہے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُسے علمِ باطن سے ہی چگا دیتے ہیں جس طرح کہ پرندہ اپنے بچے کو چُگا دیا کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فعل اُس بندہ کے ساتھ محض اُس کی تصدیق اور شریعتِ ظاہری پر عمل کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

جاہل و عاقل کا بیان

ایک بزم پاک میں حضور غوثِ پاک علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا:۔

ابنِ آدم جب صحیح و درست ہو جائے تو اُس کی مثل کوئی صحیح و درست نہیں اور جب وہ صفائی حاصل کر لے تو اُس کے مثل کوئی صفائی حاصل کرنے والا نہیں اور جب وہ قریب و مقرب ہو جاتے تو کوئی دوسرا اُس کے مثل مقرب نہیں۔ جاہل اپنے سر کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور عاقل اپنے دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور عارف

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلّم ہے :۔

”جو شخص جہالت سے عبادتِ الٰہی کرتا ہے اُس کے مفسدات اصلاح سے زیادہ ہوا کرتے ہیں۔“

جاہل کی عبادت کچھ بھی قدر نہیں رکھتی بلکہ وہ سر تا پا فساد اور پوری ظلمت میں ہوتا ہے اور علم بھی بغیر عمل کے نافع نہیں ہوتا اور عمل بغیر اخلاص کے نافع نہیں ہوتا، کوئی عمل بغیر اخلاص کے نفع نہیں دیتا اور نہ ہی اُس کے کرنے والے سے وہ عمل قبول کیا جاتا ہے۔

عذاب کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرت محبوبِ سبحانی سید شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا :۔

اے بندۂ خدا جب تو علم پڑھے اور اُس پر عمل نہ کرے تو علم تیرے لیے حجّت ہے۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے :۔

”جاہل کو ایک درجہ عذاب دیا جائے گا اور عالم کو سات درجہ عذاب دیا جائے گا۔

جاہل سے پوچھا جائے گا کیونکہ نہ سیکھا اور عالم سے سوال ہو گا کہ علم پر عمل کیوں نہ کیا۔ تو سب سے پہلے علم پڑھ پھر عمل کر اور دوسروں کو علم سکھا۔ یہ صفات تیرے لیے تمام بھلائیوں کو جمع کر دے گی۔ جب تو ایک کلمہ علم کا سنے گا اور اُس پر عمل کرے گا اور دوسروں کو سکھائے گا تو تیرے لیے دو ثواب ہوں گے۔ ایک ثواب سیکھنے کا اور ایک ثواب سکھانے کا۔

تاریکی کا بیان

ایک بزم عالی میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔
اے اللہ کے بندو! دنیا تاریکی ہے اور علم دنیا میں نُور ہے۔ جس نے علم حاصل نہیں کیا وہ اس تاریکی میں حیران و پریشان پھرتا رہتا ہے، اُس کے فساد اُس کی اصلاح سے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ اے علم کے دعوے دار تو دنیا و مافیہا کو اپنے نفس و طبیعت، اپنے شیطان، اپنے وجود کے ہاتھ سے نہ لیا کر اور نہ اپنے ریا و نفاق سے لے۔ تیرا زُہد صرف ظاہری ہے اور تیری رغبت باطنی۔ ایسا زُہد لغو ہے تجھے اس پر عذاب دیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ پر مکر و فریب کرتا ہے حالانکہ وہ تیری جلوت و خلوت کے معاملات اور اُن چیزوں کو جو کہ تیرے دل کے اندر ہیں سب کو جانتا ہے اُس کے پاس نہ خلوت ہے نہ جلوت ہے اور نہ پردہ و حجاب، سب برابر ہیں۔ ہائے افسوس! اللہ تعالیٰ دن رات میرے تمام افعال کو کس طرح دیکھتا رہتا ہے اور اس پر خبردار ہے اور میں اُس کی نظر سے نہیں شرماتا۔

محبوب کا بیان

ایک بزم پاک میں حضرتِ محبوبِ سبحانی نے بیان فرمایا:۔
اے بندۂ خدا! تو خدا پر اپنی بے حیائی سے شرم کر، فرائض ادا کرنے، ممنوعات سے باز رہنے کے ساتھ اُس سے نزدیکی حاصل کر، مقرب بن جا، ظاہری و باطنی گناہوں کو چھوڑ دے اور کھلی ہوئی بھلائیاں کرتا رہ پھر تو درِ الٰہی پر پہنچ جائے گا

اور اُس سے نزدیک ہو جائے گا اور وہ تجھے مخلوق کی طرف اپنا دوست بنا لے گا اور تجھ سے محبت کرنے لگے گا پھر اُس کو اپنی مخلوق کی طرف نقل کر دے گا۔ جب اللہ اور اس کے فرشتے تجھے اپنا محبوب بنا لیں گے تو تمام مخلوق کفار و منافقین کے سوا تجھ سے محبّت کرنے لگے گی۔ کافر و منافق تیری اس محبت میں اللہ سے موافق نہ بنیں گے۔

ایمان اور غیر ایمان کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہ بغداد نے بیان فرمایا۔

ہر وہ شخص جس کے دل میں ایمان ہے، ایمان والوں کو دوست رکھتا ہے اور ہر وہ شخص جس کے دل میں نفاق ہے اہلِ ایمان سے دشمنی رکھتا ہے اس لیے تو کفار و منافقین، شیاطین کی دشمنی کو برامت سمجھ۔ منافق و کافر انسانوں میں سے شیطان ہیں۔ اہلِ ایمان یقین رکھنے والا عارف باللہ مخلوق سے اپنے قلب و سرو باطن سے علیحدہ رہا کرتا ہے، ایسی حالت پر پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے نفس سے نقصان کے دفع کرنے پر اور اس کی طرف نفع کھینچنے پر قدرت ہی نہیں رکھتا ہے۔ خدا کی حضوری میں برابر پڑا رہتا ہے۔ اُسے کسی قسم کی طاقت و قوت باقی نہیں رہتی۔ جب اُس کا خدا کے ساتھ یہ معاملہ درست ہو جاتا ہے تو اُس کے پاس ہر طرف سے خیر ہی خیر آنے لگتی ہے۔

مغز کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:

اپنے قلب کی آنکھ سے ظاہر طور سے علم کے ساتھ دیکھا کرتا ہے، تمام مخلوق اُس کا لقمہ بن جاتی ہے۔ سب کے سب اُس میں غائب ہو جاتے ہیں۔ اس کے پاس ماسوی اللہ کوئی دوسری شے باقی نہیں رہتی پس وہ اُسی وقت کہتا ہے وہی اوّل و آخر ہے، وہی ظاہر و باطن، اُس کے ظاہر و باطن اور اوّل و آخر اور صورت و معنی میں اللہ تعالیٰ ہی جلوہ گر رہتا ہے، اُس کے نزدیک غیر اللہ کوئی شے ہی نہیں ہوتی ہے۔ اسی حالت میں یہ بندہ ہمیشہ دنیا و آخرت میں خدا کی معیت میں اور تمام حالتوں میں اُسی کے موافق رہتا ہے۔ خدا کی رضامندی اور اُس کے غیر کے غصّہ کو پسند کرتا ہے۔ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اُسے نہیں پکڑتی۔

بعض اولیاء رحمٰن کا ارشاد ہے:۔

"اے بندۂ خدا تو اللہ تعالیٰ ہی کی موافقت کر اور اللہ ہی کے بارے میں مخلوق کی موافقت نہ کر، ٹوٹے جو ٹوٹے، جڑے جو جڑے تو کسی کی پروا نہ کر"

دُشمن کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے بندۂ خدا تیرا شیطان، تیری خواہش، تیری طبیعت، تیرے بُرے ہمنشیں سب تیرے دُشمن ہیں ان سے بچتا رہ تا کہ یہ تجھے ہلاکت میں نہ ڈال دیں، تو علم سیکھ تا کہ تو اُن سے دشمنی کرے اور ان سے بچاؤ کا طریقہ جان لے پھر یہ معلوم کر سکے کہ خدا کی عبادت کیسے کرتے ہیں۔ تجھے کیسے عبادت کرنی چاہیئے۔ جاہل کی عبادت قبول نہیں کی جاتی۔

اے مخاطب! تو اللہ تعالیٰ سے محض دعویٰ اور خلوت نشینی اور آرزو کی وجہ سے مزاحمت نہ کر، اُن کی صفت میں نہ آ، محض دعویٰ اور آرزو سے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا تجھے بات چیت مناسب نہیں جب تک کہ تو اسباب سے اندھا نہ ہو جائے اور اپاہج نہ بن جائے اور تیرے دونوں پاؤں آدمیوں کے دروازوں کی طرف دوڑنے سے کٹ نہ جائیں، تیرا قلب اور تیری عقل، تیرا چہرہ مخلوق کی طرف سے پورے طور سے خالق کی طرف پھر نہ جائے۔ تیری پیٹھ مخلوق کی طرف ہو جائے اور تیرا چہرہ اللہ تعالیٰ کی طرف، تیرا ظاہر، تیرا باطن، تیرا مغز، تیری حقیقت خالق کی طرف۔ پس اس حالت پر پہنچ کر تیرا قلب فرشتوں، نبیوں کا سا قلب بن جائے گا۔ تیرے قلب کو انھیں کے طعام و شراب سے کھانا پینا عطا فرمایا جائے گا۔ یہ ایک ایسا امر ہے جس کا تعلق قلوب، اسرار اور معانی سے ہے نہ کہ صورتوں سے ہے۔

پہچان کا بیان

ایک بزم پاک میں حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا:۔

اے قوم! تم یہ گمان کرتے ہو کہ میں تم سے لیتا ہوں اور میں تم کو کچھ دیتا ہوں۔ نہیں نہیں، اس میں کوئی کرامت نہیں ہے، میں تو اللہ ہی سے لیتا ہوں نہ کہ تم سے بلکہ وہی تمھارے ہاتھوں پر جاری کرنیوالا اور متصرف ہے۔ جب تک میں تمھارے ساتھ تھا تم کو پہچانتا ہی نہیں پھر جبکہ میں نے تم سے علیحدہ ہو گیا تم کو پہچاننے لگا، میں منافقین کا کھوج نکالنے والا ہوں، عارفین کا جانچنے والا ہوں۔ میں منافقین کو منہ پہ بات کہہ کر مارتا ہوں نہ کہ ڈنڈے سے۔ میرا دسترخوان تمھارے لیے کشادہ ہے اور میرا کھانا تمھاری فراغت کے بعد ہوگا میرے

لیے نوالہ تمہارے غیر سے ہے۔ میرے لیے طبق تمہارے چلے جانے کے بعد میرے اُس دوست کی طرف سے آتا ہے جس کے میں سامنے رہتا ہوں اور اُس کی خدمت کرتا ہوں۔

واسطہ کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا:۔

اے اہلِ بصیرت کیا تم نہیں دیکھتے کہ میری آستین چڑھی رہتی ہے۔ کسی سائل نے آپ سے سوال کیا کہ خدا کا پیغام رساں انبیاء کرام علیہم السّلام کی طرف جبریل علیہ السّلام ہیں۔ پس اولیاء اللہ کی طرف اس کا پیغام پہنچانے والا کون؟ ارشاد فرمایا اولیأ کی طرف وہ بلا واسطہ خود ہی پیغام رساں ہے وہ اُس کی رحمت، لطف، احسان اور الہام اور اُس کی توجہات مخصوصہ سے جونکہ وہ اولیاء اللہ کے قلوب واسرار کی طرف رکھتا ہے اور اُن پر مہربانیاں فرماتا ہے۔ خدا کو خواب و بیداری میں اپنے قلوب کی آنکھوں اور اپنے باطن کی صفائی اور ہر وقت کی بیداری سے برابر دیکھتے رہتے ہیں۔

حرص کا بیان

ایک بزم پاک میں حضرت محبوبِ سبحانی علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا:۔

اے قوم! تم کو تمہاری دنیا کی محبّت اور اس پر حرص اور اس کی زیادتی اور بڑھانے کی الفت اللہ تعالیٰ اور اس کے اولیاء اللہ کی معرفت سے روکتی رہتی ہے۔ تم آخرت کو یاد کرو اور دنیا کو چھوڑ دو۔

توفیق کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔
اے غلام! جب تُو اپنے ایمان کو مضبوط کرلے گا تو تُو دارِ معرفت کی طرف پہنچ جائے گا۔ پھر وادیٔ علم کی طرف، پھر وادیٔ فنا کی طرف، جہاں پہنچ کر تو خودی اور تمام مخلوق سے فنا ہوجائے گا، پھر تو وجودِ الٰہی کی طرف پہنچ جائے گا جہاں وہی وہ ہوگا۔ نہ تو اور نہ اور مخلوق۔ پس اس وقت میں تیرا غم زائل ہو جائے گا۔ حفاظتِ الٰہی تیری خدمت کرے گی اور حمیّت تیرا احاطہ کرے گی اور توفیق تیرے سامنے سر جھکالے گی۔ فرشتے تیرے اردگرد چلیں گے، پاک اَرواح تجھے آکر سلام کریں گی اور اللہ تعالیٰ مخلوق پر تیرے ساتھ فخر کرے گا۔ اُس کی نگاہیں تیری نگہداشت کریں گی اور تجھے اس کے قرب و اُنس کے گھر اور مناجات کی جانب کھینچیں گی۔ اُس نے نقصان اُٹھایا جو بغیر عذر کے پاس آنے سے بیٹھ رہا۔

مزاحمت کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرتِ محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا:۔
اے غلام! تجھ پر افسوس کہ تو مجھ سے میرے اس مقام میں جہاں کہ میں کھڑا ہوں مقابلہ و مزاحمت کرتا ہے۔ تجھے قدرت نہیں ہے اس سے تیرے ہاتھ کچھ نہ آئے گا، تیری مزاحمت کچھ فائدہ نہ دے گی۔ یہ ایسی چیز ہے جو آسمان سے

زمین کی طرف اُترا کرتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

"کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں اور ہم ہر چیز کو معیّن انداز کے ساتھ اُتارتے ہیں، آسمان سے بلند زمین کی طرف اُترتا ہے پھر اس سے پیداوار ظاہر ہوتی ہے۔"

یہ اَمرِ ولایت آسمان سے قلوب کی زمین کی طرف اُترتا ہے۔ پس وہ ہر قسم کی بھلائی سے اُگتے ہیں، لہلہاتے ہیں۔ اُس سے اسرار و حکمت، توحید و توکل مناجات اور قربِ الٰہی کے درخت اُگتے ہیں۔ اس قلب میں طرح طرح کے جھاڑ اور پھل و پھول نکلتے ہیں۔ اُس میں بڑے بڑے جنگل، چٹیل میدان، دریا، نہریں اور پہاڑ ظاہر ہو جاتے ہیں۔ وہ جنّ و اِنس، فرشتوں اور ارواح کا مجمع بن جاتے ہیں۔ یہ ایسی چیز ہے جو کہ عقول سے دُور صرف قدرت، ارادہ اور علم ہے جس کو اللہ تعالیٰ اختیار فرما لیتا ہے اور اس کی مخلوق میں سے اکّا دُکّا کو عطا ہو جاتا ہے۔

جال کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! تم اس بات کی کوشش کرو کہ تم میرے وعظ کے جال میں پھنس جاؤ۔ میرا بیٹھنا، میرا وعظ کہنا ایک جال ہے۔ میں منتظر رہتا ہوں کہ اس میں تم میں سے کوئی آ پھنسے۔ یہ دسترخوان، دسترخوانِ الٰہی ہے نہ کہ میرا دسترخوان ہے۔ تم میرے پکارنے کو سن کر اس پر عمل کرو۔ میں اللہ کے

دروازہ کی طرف اُٹھا کرلے چلوں۔ سچائی خدا کا داعی ہے اور جھوٹ شیطان کا داعی حق ایک چیز ہے اور باطل دوسری چیز اور یہ دونوں ہر مسلمان کے سامنے ظاہر ہیں جو کہ اپنے نورِ ایمان سے دیکھا کرتا ہے۔

حق و باطل کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:
اے اہل عراق! تم علم و ذکا کے مدعی ہو، تم ذکا کا دعویٰ تو کرتے ہو حالانکہ تم پر یہ اَمر مخفی ہے کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون؟ حق پر کون ہے اور باطل پر کون؟ تمھیں حق و باطل میں تمیز نہیں تمھارے جھٹلانے کا نقصان تمھیں پر لوٹنے والا ہے اور مجھے اس کی پروا نہیں۔ خدا کا چاہنے والا، اُس کی جنّت کا چاہنے والا اور اُس کی دوزخ سے خائف نہیں ہوتا بلکہ وہ تو صرف اُسی کی ذات کو چاہتا ہے اور اُس کی دوری سے ڈرتا رہتا ہے تُو تو شیطان، نفس، دنیا اور شہوات کا قیدی بنا ہوا ہے اور تو کچھ نہیں رکھتا، تیرا قلب مقیّد ہے اور تجھے کچھ بھی معلوم نہیں۔

عزیمت و اعراض کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرت محبوبِ سبحانی شہبازِ لامکانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا:
تم عزیمت پر عمل کرو اور رخصت سے اعراض کو لازم پکڑو، جس نے رخصت کو لازم پکڑا اور عزیمت کو چھوڑ دیا اُس پر اُس کے دین کی ہلاکت کا خوف ہے۔ عزیمت

مردوں کے لیے کیونکہ وہ خطرات، مشکل اور کڑوی چیزوں کا اختیار کرنا ہے، رخصت بچوں اور عورتوں کے لیے ہے کیونکہ اُس میں آسانی ہے۔

صف کا بیان

ایک بزم پاک میں حضرتِ غوثِ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:۔

اے غلام! تو اوّل صف کو لازم پکڑ کیونکہ وہ بہادر مردوں کی صف ہے اور پچھلی صف سے جدائی اختیار کر کیونکہ وہ نامردوں کی صف ہے، تو اس نفس کو خدمت گزار بنا دے اور اُس کو عزیمت کا عادی کر کیونکہ تو جس قدر اُس پر بوجھ لادے گا وہ اُس کو اُٹھا لے گا تو اس پر سے لاٹھی نہ اُٹھا، وہ سو جائے گا اور اپنے اُوپر سے بوجھ کو گرا دے گا تو اُس کو اپنے دانتوں کی اور آنکھوں کی پلیدی نہ دکھا، نہ مذاق کر، نہ پیار کی نگاہ سے دیکھ وہ نہایت خراب غلام ہے جو ڈنڈے کے بغیر کام نہ کرے گا، تو اُسے پیٹ بھر کر کھانا نہ دے مگر جب تو یہ جان لے کہ شکم سیری کے کام کرے گا۔

ملاقات کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے جاہل! تیرا قلب اس حالت میں ہے کہ اس میں مخلوق بھری ہوئی ہے تو تو پھر اللہ تعالیٰ کو کیسے دیکھ سکتا ہے، تو گھر بیٹھے ہوئے جامع مسجد کا دروازہ دیکھ سکتا ہے جب تو اپنے گھر، اہل اور اولاد سے نکلے گا تو تو جامع مسجد کو دیکھ سکے گا۔ جب تو سب کو اپنی پیٹھ پیچھے چھوڑ دے گا تو تو اُس کو دیکھے گا اسی طرح سے جب تو مخلوق کے

ساتھ رہے گا تو خالق کو نہیں دیکھ سکے گا جب تک تو دنیا کے ساتھ رہے گا تو آخرت کو نہ دیکھ سکے گا۔ جب تک تو آخرت کے ساتھ رہے گا تو دنیا و آخرت کے رب کو نہ دیکھ سکے گا۔ جب تو سب سے علیحدہ ہو جائے گا تو تیرا باطن اللہ تعالیٰ سے ظاہری نہیں بلکہ معنوی ملاقات کرے گا۔

اسرار کا بیان

ایک بزم پاک میں حضور غوث الثقلین علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا۔

عمل قلوب کے لیے ہے اور معانی اسرار کے لیے۔ اولیاء اللہ نے اپنے اعمال سے اعراض کر لیا اور اپنی تمام نیکیوں کو بھلا دیا اور اس پر بدلہ طلب نہ کیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل و کرم سے ایسی جگہ اتارا جہاں انھیں نہ غم لاحق ہوتا ہے نہ کسی قسم کا رنج نہ انقطاع نہ کمزوری، نہ وہاں کسی قسم کا کسب ہے نہ محنت اور نہ ہی مزدوری ہے۔

بعض مفسرین کرام نے ارشادِ باری تعالیٰ لایمسنا فیھا نصب کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا۔

"وہاں اُن کو نہ روٹی کا غم ہوگا اور نہ اُس کے حاصل کرنے کا، نہ بال بچوں کے لیے محنت و مزدوری کا۔"

موت کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا۔

جنّت تو سر بسر فضل، خیر اور کلیتہً راحت ہے اور عطاء بلاحساب کا تم
دار و مدار اللہ کے لیے تیرے قلب کے حضور پہ ہے جو دنیا و آخرت اور مخلوق کی غ
وعلت سے دور ہی ہے۔ اللہ کے حضورِ قلب بغیر موت کے اور بغیر اُس کی سچّی یاد
کے صحیح و درست نہیں ہو سکتا۔ اگر تو دیکھے تو موت کو دیکھے اگر تو سُنے تو موت
کو سُنے حقیقتاً موت کی یاد پوری بیداری کے ساتھ ہر خواہش کو دشمن بنا لیتی ہے
اور ہر خوشی کے پاس آکر ٹھہر جاتی ہے۔ تم موت کو یاد کیا کرو اُس سے کوئی بچ نہیں
سکتا ہے۔

قلب کی درستگی کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا۔
جب قلب درست ہو جاتا ہے تو وہ ماسوی اللہ کو بھول جاتا ہے وہ تو قدیم
ازلی و ابدی ہے۔ تمام چیزیں اُس کے ماسویٰ حادث و نو پیدا ہیں۔ جب قلب
درست ہو جاتا ہے تو اُس سے جو کلام نکلتا ہے حق و صواب ہی ہوتا ہے کوئی رد
کرنے والا اُسے ردّ نہیں کر سکتا، قلب، قلب سے، سر سرّ سے، خلوت، خلوت
سے، معنی، معنی سے، مغز، مغز سے، صواب، صواب سے خطاب کرتا ہے اُس
وقت اُس کا کلام قلوب میں ایسا بیٹھ جاتا ہے جیسے بیج عمدہ نرم زمین غیر کھاری میں
جمتا ہے۔ جب قلب درست ہو جاتا ہے تو وہ ایسا جھاڑ بن جاتا ہے جس میں
شاخیں، پتّے اور پھل سب کچھ ہوتے ہیں اُس میں تمام مخلوق جنّ و انس فرشتوں کے
لیے نفع ہوتے ہیں۔ جب قلب کے لیے صحت نہ ہو تو وہ حیوانات کے قلوب کی
طرح ہے بغیر معنی کی صورت، بغیر پُری کا برتن، بغیر پھل کا درخت، بغیر پرند کا پنجرہ

بغیر مکین کا مکان۔ ایسے خزانہ کی طرح جس میں بہت درہم ودینار اور جواہر جمع کیے گئے ہوں اور کوئی خرچ کرنے والا نہ ہو۔ ایسا جسم جس میں روح نہ ہو مثل اُن اجسام کے جو مسخ ہو کر پتھر بن گئے پس ایسے دل صورت بلا معنی ہیں جو قلب کہ اللہ سے اعراض کرنے والا اور اُس کے ساتھ کفر کرنے والا ہو مسخ کیا گیا ہے اسی لیے اللہ نے اُس کو پتھر سے تشبیہ دی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

" پھر اس کے بعد تمھارے دل سخت ہو گئے پس وہ مثل پتھر کے ہیں یا ان سے بھی زیادہ سخت۔"

جبکہ بنی اسرائیل نے توریت پر عمل نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کا مسخ پتھر کے ساتھ کر دیا اور اُن کو اپنے دروازہ سے ہانک دیا۔ ایسے ہی اُمتِ محمدیہ جب کہ تم قرآن پر عمل نہ کرو گے اور اُس کے احکام کو مضبوطی کے ساتھ نہ پکڑو گے تو اللہ تمھارے قلوب کو مسخ کر دے گا اور اُن کو اپنے دروازہ سے ہانک دے گا۔

علمِ آخرت کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرتِ محبوبِ سبحانی شہبازِ لامکانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! تم اُس جماعت سے ہو جن کو باوجود علم کے اللہ نے گمراہ کر دیا۔ جب تو مخلوق کے لیے علم سیکھے گا تو تیرا عمل بھی مخلوق ہی کے لیے ہو گا اور جب تو علم اللہ کے لیے سیکھے گا تو تیرا عمل اللہ کے لیے ہو گا اور جب تو علم آخرت کے لیے سیکھے گا تو تیرا عمل آخرت کے لیے ہو گا۔ شاخوں کی بنیاد جڑوں پر ہوتی ہے جیسا تو

کرے گا ویسا بھرے گا۔ ہر برتن سے وہی ٹپکے گا جو اس کے اندر ہوگا۔ تو اپنے برتن میں بدبودار روغن رکھ کر یہ چاہے گا کہ اُس سے گلاب ٹپکے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تیری کوئی عزت نہیں تو دنیا میں دنیا اور اہل دنیا کے لیے عمل کرتا ہے اور تو چاہتا یہ ہے کہ کل تجھے آخرت ملے۔ تیری کوئی عزت نہیں تو عمل تو مخلوق کے لیے کرتا ہے اور چاہتا یہ ہے کہ تجھے کل خالق مل جائے اور اس کا قرب اور توجہ نصیب ہو۔ تیری کوئی عزت نہیں ظاہر و اغلب تو یہی ہے۔ اگر وہ تجھ کو بغیر عمل کے اپنے فضل سے عطا فرمائے تو اس کا اختیار اُسے ہے۔

جنّت و دوزخ کے عمل کا بیان

ایک بزم پاک میں شہنشاہِ بغداد علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا:

اے غلام! طاعت جنّت کا عمل ہے اور گناہ دوزخ کا عمل ہے۔ اس کے بعد اللہ ہی صاحب اختیار ہے اگر وہ چاہے تو ہم میں سے کسی کو بغیر عمل کے ثواب عطا فرمائے یا وہ ہم میں سے کسی کو جسے چاہے بغیر عمل کے عذاب دے پس اس کا اختیار اُسی کو ہے جو چاہے وہ کرے اُس سے باز پرس نہیں اور مخلوق سے باز پرس کی جائے گی۔ اگر وہ صالحین و مقربین میں سے کسی کو دوزخ میں داخل کر دے تب بھی وہ عادل ہے اور یہ اُس کی حجّتِ بالغہ ہو گی۔ ہم پر تو یہی واجب ہے کہ ہم کہیں کہ معاملہ و حکم سچّا ہے اور ہم چون و چرا نہ کریں۔ ایسا ہو سکتا ہے اور ممکن ہے اور اگر ہوگا تو حق بجانب ہوگا اور سراپا انصاف ہوگا۔ یہ ایسی بات ہے جو نہیں ہو گی اور نہ وہ اس میں سے کوئی بات کرے گا۔ تم میرا کلام سنو اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے اچھی طرح سمجھو۔

خیانت کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرتِ محبوبِ سبحانی شہبازِ لامکانی قدس سرہٗ النورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا:۔

میں متقدمین کا غلام ہوں، اُن کے رُوبرو کھڑا ہُوا ہوں، اُن کے اسباب کو کھولتا پھیلاتا ہوں اور اُس پہ آواز لگاتا ہوں اور اُس میں اُن کی خیانت نہیں کرتا ہوں اور نہ اُس کو اپنا مملوکہ مال بتاتا ہوں۔ میں ابتداً اُن کے کلام سے کرتا ہوں اور پھر اس کو اپنی طرف سے دوہرا دیتا ہوں اور اُن سے بھلائی طلب کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے برکت چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے میرے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فرمانبرداری کی وجہ سے اور اپنے والدین کے ساتھ اللہ تعالیٰ اُن دونوں پر رحمت فرمائے۔ نیکی کی وجہ سے کلام کا اہل بنا دیا ہے۔

فوز و فلاح کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا:۔

میرے والد ماجد نے دنیا پر قادر ہونے کے باوجود اُس سے بے رغبتی کی اور میری والدہ محترمہ نے اس پر اُن کی موافقت کی اور وہ اُن کے فعل پر راضی رہیں۔ یہ دونوں اہلِ صلاح و دیانت اور مخلوق پر شفق تھے اور مجھ پر اُن دونوں سے اور مخلوق سے کوئی احسان نہیں ہے۔ میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اُن کے بھیجنے والے کی طرف سے آیا ہوں۔ اُنھیں سے فوز و فلاح پاتا ہوں۔ میری ہر بھلائی اور نعمت

انھیں دونوں کی معیت میں اور انھیں دونوں کے پاس ہے۔ میں مخلوق میں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا اور ارباب میں سے اپنے رب تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں چاہتا ہوں۔

وعظ کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا۔

اے عالم! تیرا وعظ محض زبان سے ہے نہ کہ تیرے قلب سے، تیری صورت سے ہے تیرے معنی سے نہیں ہے۔ صحیح قلب اُس کلام سے جو زبان سے ہوتا ہے نہ کہ دل سے بھاگتا ہے، نفرت کرتا ہے۔ پس وہ ایسے کلام کے سننے کے وقت ایسا ہوتا ہو جاتا ہے جیسا کہ پرندہ پنجرہ میں اور منافق مسجد میں۔ جب اتفاقاً کوئی شخص صدیقین میں سے منافق علماء کی مسجد میں پہنچ جاتا ہے تو اُس کی کامل آرزو وہاں سے نکل جانے کی ہوتی ہے۔ ریاکاروں، منافقوں، دجالوں، بدعتیوں کے چہروں کی علامات جو اللہ اور اس کے رسولوں کے دشمن ہیں اولیاء اللہ کو معلوم ہیں۔ اُن کی علامات اُن کے چہروں اور اُن کے کلام میں ظاہر ہوتی ہیں۔ وہ صدیقین سے ایسے بھاگتے ہیں جس طرح کہ شیر سے اُن کے قلوب کی آگ سے جل جانے کا خوف کرتے ہیں۔ فرشتے اُن کو صدیقین و صلحا کی جماعت سے دھکے دے کر ہٹا دیتے ہیں۔ ایسا مکّار عالم عوام کے نزدیک بڑا اور بزرگ ہوتا ہے اور صدّیقین کے نزدیک ذلیل و حقیر۔ عوام کے نزدیک وہ آدمی ہوتا ہے اور صدّیقین کے نزدیک بلّی۔ اُن کی نگاہوں میں اُس کی کچھ بھی قدر نہیں ہوتی وہ بے قدر ہوتا ہے۔

نور کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضور غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا :۔

صدیق نُورِ الٰہی سے دیکھتا ہے نہ کہ اپنی آنکھوں کے نُور سے، نہ ہی شمس وقمر کے نُور سے۔ یہ اللہ کا عام نُور ہے اور اس صدیق کے لیے ایک خاص نُور ہے جو اس کو اللہ تعالیٰ احکم کے مضبوط کر دینے اور اس کے ایقاق کے بعد جو کہ کتاب و سنت سے عطا فرماتا ہے وہ اُس پر عمل کرتا ہے پھر اُسے نُور عطا فرما دیا جاتا ہے۔

معاملات کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا :۔

اے منافقو! اللہ تمھیں برکت نہ دے تم کثرت سے ہو۔ تمھارا تمام مشغلہ اپنے اور مخلوق کے درمیان کے معاملات کو خراب کرنا ہے۔ الٰہی تُو مجھے اُن کے اُوپر مسلّط کر دے تاکہ زمین کو اُن کے وجود سے پاک کر دوں اس زمین میں! منافقین کے نفاق کی علامت یہ ہے کہ وہ میری طرف اور میرے پاس نہیں آتے ہیں اور نہ وقت ملاقات وہ مجھ کو سلام کرتے ہیں۔ وہ اگر ایسا کرے گا تو اُس کو یہ کرنا بھی بہ تکلف ہوگا۔ یہ دین پستی پر ہے جس کی دیواریں گر رہی ہیں۔ الٰہی مجھے اس کے بنانے کے لیے مددگار عطا فرما۔

دشمنِ الٰہی کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرتِ محبوبِ سُبحانی شہبازِ لامکانی غوثِ صمدانی قدس سرہٗ النّورانی نے بیان فرمایا۔

اے جاہلو! تم اپنے دین کی دیواروں کو بناؤ پھر تم دوسروں کی عمارت بنانے میں مشغول ہو۔ جب تم مجھ سے دشمنی کرو گے پھر تم اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی کرو گے کیونکہ میں اُن دونوں کی مدد کے ساتھ قائم ہوں۔ تم بغاوت نہ کرو بیشک اللہ اپنے اَمر پر غالب ہے۔ یوسف علیہ السّلام کے بھائیوں نے آپ کے قتل کے لیے کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ کامیاب ہوتے بھی کیسے وہ تو اللہ کے نزدیک بادشاہ اور اس کے انبیاء میں سے ایک نبی اور اُس کے صدّیقین میں سے ایک صدّیقین تھے اور سابقۂ الٰہی میں اُن پر یہ بات مقرر ہو چکی تھی کہ اُن کے ہاتھوں پر اللہ کی مخلوق کی مصلحتیں پوری ہوں گی۔ اسی طرح سے تم اے اس زمانہ کے منافقو! میری ہلاکت کے خواہش مند ہو مجھے ہلاک کرنا چاہتے ہو تمھارے لیے کوئی بزرگی نہیں ہے۔ تمھارے ہاتھ اس سے قاصر رہیں گے۔

حفاظت کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا۔

اولیاء اللہ مخلوق سے نہیں ڈرتے ہیں کیونکہ وہ امن اور حفاظت اور اللہ کی سرپرستی کے پہلو میں رہا کرتے ہیں۔ اُنہیں اپنے دشمنوں سے بے پروائی ہوتی

ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ اُن کو عنقریب ہاتھ پاؤں کٹا ہوا اور زبان بریدہ دیکھ لیں گے انہیں معلوم ہے کہ مخلوق عاجز و معدوم ہے۔ نہ اُن کے ہاتھ میں ہلاکت ہے نہ حکومت نہ اُن کے ہاتھ میں امیری ہے نہ فقیری، نہ اُن کے ہاتھ نفع ہے نہ نقصان، اُن کے نزدیک تو ماسوی اللہ کوئی بادشاہ ہی نہیں ہے، نہ اُس کے سوا کوئی صاحب قدرت ہے، نہ دینے والا، نہ منع کرنے والا، نہ کوئی ضرر و نفع پہنچانے والا، نہ کوئی موت و حیات دینے والا ہے۔

راحت کا بیان

ایک بزم پاک میں حضور غوث الثقلین نے بیان فرمایا:۔

اولیاء اللہ شرک کے بوجھ سے راحت میں ہیں۔ اولیاء اللہ، خدا کی برگزیدگی اور انتخاب کے مقام میں خدا کے ساتھ اُنس میں و راحت میں رہتے ہیں، وہ تو اُس کی راحت و لطف اور اُس کی مناجات سے لذّت حاصل کرنے والے ہیں دنیا ہو یا نہ ہو، آخرت ہو یا نہ ہو اُنہیں کچھ پرواہ نہیں، خیر و شر ہو یا نہ ہو۔ اُنھوں نے ابتدائے اَمر میں دنیا اور مخلوق اور شہوتوں کے متعلق زہد میں تکالیف اُٹھائیں۔ پھر جب اُس پر اُنھوں نے مدامت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے تکلف کو اُن کی طبیعت اور عطیہ الٰہی بنادیا اُن کا زہد واقعی زُہد اور ان کی طبیعت واقعی طبیعت بن گئی تم اُن سے تعلیم حاصل کرو، طاعتِ الٰہی میں تکلیف و تکلّف برداشت کرو اور گناہوں کو چھوڑ دو اور بُری باتوں سے علیٰحدہ ہو جاؤ۔ یہ تکلف و تکلیف انجام کار میں طبیعت بن جائے گا۔ تم اپنے رب تعالیٰ کے کلام کو سمجھو اور اُس پر عمل کرو اور اپنے عمل اخلاص کے ساتھ کرو۔

موافقت کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرت محبوبِ سُبحانی قطبِ ربانی قدس سرہ النورانی نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! تُو تو سراپا نفس، طبیعت و خواہش بن گیا ہے۔ تو اجنبی عورتوں اور بچوں کے ساتھ اُٹھتا بیٹھتا ہے۔ پھر کہتا ہے مجھے اُن کی پروا نہیں ہے۔ تو جھوٹ بولتا ہے شریعت اور عمل اس میں تیری موافقت نہیں کرتی۔ تو آگ کو آگ سے لکڑی کو لکڑی سے ملائے چلا جاتا ہے۔ پس یقیناً تیرے دین و ایمان کا گھر جل اُٹھے گا، شعلہ پذیر ہوگا۔ انکارِ شرع اس بات میں ہے شریعت نے اس میں کسی کا استثناء نہیں کیا ہے اوّلاً ایمان اور معرفت، قوت اور قربِ الٰہی پیدا کر۔ پھر اُس کی نیابت میں مخلوق کا طبیب بن جا اُن کا علاج کر۔

اندھاپن کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! تجھ پر افسوس ہے تو سانپوں کو کیسے چھوتا اور اُلٹ پلٹ کرتا ہے حالانکہ تُو نہ تو سانپ پکڑنے والوں کا ہنر جانتا ہے اور نہ تو نے تریاق کھایا ہے۔ تو خود اندھا ہے آدمیوں کی آنکھوں کا تو کیا علاج کرے گا۔ تو بہرہ ہے آدمیوں کو کیسے تعلیم دے گا۔ جاہل ہے تو دین کی کیا درستی کرے گا۔ جو دربان نہیں ہے وہ شاہی دروازہ کی طرف لوگوں کو کیسے بڑھائے گا تو اللہ تعالیٰ اور اُس کے قرب اور مخلوق

کے متعلق اس کی سیاست سے جاہل ہے۔ یہ ایسی چیز ہے جو نہ میری عقل میں آسکتی ہے اور نہ تمہاری عقل میں آسکتی ہے، نہ میں اُس کا ضبط کر سکتا ہوں اور نہ تم اُس کی حقیقت وتفسیر، خدا کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا ہے تم سنو اور قبول کرو۔

آنکھ کا بیان

ایک بزمِ پاک میں شہنشاہِ بغداد نے بیان فرمایا:۔

اے غلام! میں بادشاہ کی طرف سے منادی اور تم میں اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوں۔ میں دین کے بارے میں سب مخلوق سے زیادہ بے شرم ہوں، میں خدا اور اُس کے رسول کی طرف داری میں تم میں سے کسی سے حیا کرنے والا نہیں ہوں میں اُن دونوں کا کارندہ، اُن کی پیشی میں کام کرنے والا، اُن دونوں کی طرف نسبت رکھنے والا ہوں، یہ دنیا فنا ہونے والی ہے۔ یہ آفات وبلیات کا گھر ہے، اس میں کسی کو خوش نصیبی نہیں ہے۔ دنیا میں دانا وعاقل اور موت کو یاد کرنے والے کی آنکھ کبھی ٹھنڈی نہیں ہوتی جس کے مقابلہ میں درندہ منہ کھولے ہوئے اُس سے قریب ہوگا اُسے کیسے قرار آئے گا اُس کی آنکھ کیسے سوئے گی۔

جلّاد کا بیان

ایک بزمِ پاک میں حضرتِ محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، غوثِ صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی نے بیان فرمایا۔

اے غافلو! قبر اپنا منہ کھولے ہوئے ہے، موت کا درندہ اور اژدھا دونوں

دونوں اپنا منہ کھولے ہوئے ہیں۔ بادشاہ قضاؤ قدر کا جلاّد اپنے ہاتھ میں تلوار لیے حکم کا منتظر کھڑا ہوا ہے۔ لاکھوں کروڑوں میں سے ایک آدھ ہی ایسا ہوگا جو اس حکمت پر خبردار اور بغیر غفلت کے بیدار ہو۔ ابتدائے اَمر میں کوئی ایسی صفت و کاریگری سیکھنا ضروری ہے جس کے ذریعہ سے تُو کسب کرے اور کھائے پیئے یہاں تک کہ تیرا ایمان پختہ ہو جائے پس جب تو اس پر مداومت کرے گا اور ثابت قدمی دکھائے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو توکل کی طرف لے جائے گا اور وہ تجھے سبب کے بغیر کھانا کھلائے گا۔ اے مشرک اپنے سبب کے ساتھ شرک کرنے والے اگر توکل کے کھانے کا ذائقہ چکھ لیتا تو تُو کبھی شرک نہ کرتا اور تو اس کے دروازہ پر متوکل بن کر اُس پر بھروسہ کر کے بیٹھ جاتا۔ میں صرف دو طریقوں سے کھانا پینا جانتا ہوں ۱) پابندی شرع کے ساتھ کسب کرنے سے یا توکل سے۔

اے اللہ ہمیں سنتِ نبوی کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرما اور اسی پیروی کے مطابق کسب کرنے کی توفیق عطا فرما کیونکہ اکل حلال دلوں کا نور اور سینوں کا سرور ہے۔ و آخر دعوانا اَن الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ واولیاءِ اُمتہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

منقبت

ولایت کے شمس و قمر غوثِ اعظم
ضیاء بخش قلب و نظر غوثِ اعظم

تمھیں یاد کرتے ہیں اربابِ ایماں
عقیدت سے شام و سحر غوثِ اعظم

وہاں گوشہ گوشہ ہے جنّت بداماں
جہاں ہو گئے جلوہ گر غوثِ اعظم

پلاکر مجھے علم و عرفاں کا ساغر
بنا دو حقائق نگر، غوثِ اعظم

میسّر ہوئی جس کو نسبت تمھاری
نہیں اس کو خوف و خطر غوثِ اعظم

ادھر چھائی ہیں رحمتوں کی گھٹائیں
تمھاری نظر ہے جدھر غوثِ اعظم

پکارا جہاں دستگیری کو آئے
مُریدوں سے ہیں باخبر غوثِ اعظم

چمکتے ہیں سب تیرے نور و ضیا سے
زمیں آسماں بحر و بر غوثِ اعظم

بیک زورِ پرواز روحانیت سے
ہیں ستّر مریدوں کے گھر غوثِ اعظم

مرے گھر جو محفل ہوئی گیارھویں کی
چمکنے لگے بام و در غوثِ اعظم

شہنشاہِ عرفاں امیرِ طریقت
تصوّف کے ہیں تاجور غوثِ اعظم

تمھارے وسیلے سے اے شاہِ جیلاں
مجھے چاہیئے مال و زر غوثِ اعظم

پریشاں ہے موجِ حوادث سے آقا
نظر پر بھی ہو اک نظر غوثِ اعظم

عبدالکریم قادری ناظم

منقبت

دل شام وسحر فریاد کناں یا عبد القادر جیلانی
بے لطف و کرم تسکین کہاں یا عبد القادر جیلانی

تکمیلِ تمنا ہو جائے، جنت مری دُنیا ہو جائے
اُمید کرم ہے سوختہ جاں یا عبد القادر جیلانی

مجھ کو بھی مدینے پہنچا دیں سرکار سے چل کر ملوا دیں!
بے چین ہے میرا قلبِ تپاں یا عبد القادر جیلانی

حضرت سے امری جانِ غم دیدہ کب چشمِ کرم سے پوشیدہ
ظاہر ہے مرا ہر کربِ نہاں یا عبد القادر جیلانی

جب آپ کے در پہ حاضر ہیں، ابدال وتد، اغواث، قطب
جاؤں تو یہ کہیئے جاؤں کہاں یا عبد القادر جیلانی

تکریم و ارادت کا مصدر، میزانِ طریقت کا محور
سرکار سے نسبت رُوحِ رواں، یا عبد القادر جیلانی

کیوں عزت و شہرت معدومی، کیوں نام سے اب تک محرومی
ہو جائے مری تقدیر جواں، یا عبد القادر جیلانی

سید انوار ظہوری

This is London.

کلام اقبال

۷+۱

73 69   25

بزمِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

محبوبِ سبحانی شہبازِ لامکانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تہذیب

ابوالطیب محمد شریف عارف نوری نقشبندی (میروالی)

نذیر سنز پبلشرز

۴۰۔ اے اردو بازار ○ لاہور